

٤٢- كعب فضائل اصحاب النبي ﷺ

نبی کریم ﷺ کے اصحاب کی فضیلت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پاپ نی کریم مسیح علیہ السلام کے صحابیوں کی فضیلت کا بیان۔

(امام بخاری نے کہا کہ) جس مسلمان نے بھی آنحضرت ﷺ کی صحبت اٹھائی یا آپ کا دیدار سے نصیب ہوا ہو وہ آپؐ کا صحابی ہے۔

لشیطان جمورو علماء کا یہ قول ہے کہ جس نے آنحضرت ﷺ کو ایک بار بھی دیکھا ہو وہ صحابی ہے بشرطیکہ وہ مسلمان ہو۔ بس آنحضرت ﷺ کو ایک بار دیکھ لینا ایسا شرف ہے کہ ساری عمر کا مجاہدہ اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ بعض نے کہا کہ اولیاء اللہ جن صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے ان سے مراد وہ صحابہ ہیں جو آپ کی صحت میں رہے اور آپ سے استفادہ کیا اور آپ کے ساتھ جماد کیا، مگر یہ قول مرجوح ہے۔ ہمارے پیرو مرشد محبوب سجالی حضرت سید جلالی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی ولی ادنیٰ صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ (وحدتی)

(۳۶۷) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عبیین نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ عیاشیٰ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے حضرت ابو سعید خدری ہبیش نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک زمانہ آئے گا کہ اہل اسلام کی جماعتیں جماد کریں گی تو ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا تمہارے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے کوئی صحابی بھی ہیں؟ وہ کیسیں گے کہ ہاں ہیں۔ تب ان کی فتح ہو گی۔ پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مسلمانوں کی جماعتیں جماد کریں گی اور اس موقع پر یہ پوچھا جائے گا کہ کیا یہاں رسول اللہ ﷺ کے صحابی کی صحبت اٹھانے والے

١ - بَابُ فَضَائِلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ

وَمَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ أَوْ رَأَهُ

مِنْ الْمُسْلِمِينَ فَهُوَ فِي أَصْحَابِهِ

لشیخ

جن صحابہ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے ان سے مر جاد کیا، مگر یہ قول مربوح ہے۔ ہمارے پیر و مرشد شمسیں پہنچ سکتے۔ (وحدتی)

٣٦٤٩ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا

سفيان عن عمرو قال: سمعتْ جابرَ بنَ

قال: قال رسول الله ﷺ: ((يأتى علم

الناس زمان فيغزو فنام من الناس،

فِيَوْلُونَ: فِيْكُمْ مِنْ صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ

ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيُغَرِّرُونَ فِي نَمَامٍ مِّنْ

الناس فيقال: هل فيكم من صاحب

(تامی) کہی موجود ہیں؟ جواب ہو گا کہ ہاں ہیں اور ان کے ذریعہ فتح کی دعائیگی جائے گی۔ اس کے بعد ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مسلمانوں کی جماعتیں جماڑ کریں گی اور اس وقت سوال اٹھے گا کہ کیا یہاں کوئی بزرگ ایسے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے شاگردوں میں سے کسی بزرگ کی صحبت میں رہے ہوں؟ جواب ہو گا کہ ہاں ہیں تو ان کے ذریعہ فتح کی دعائیگی جائے گی پھر ان کی فتح ہو گی۔

أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيَفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُو فِيمَا مِنَ النَّاسِ فَيَقَالُ: هَلْ فِينَكُمْ مَنْ صَاحِبٌ مِنْ صَاحِبِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيَفْتَحُ لَهُمْ (

[راجح: ۲۸۹۷]

لَشَرِيفِ حَدِيثِ آنحضرت ﷺ نے ان تین زمانے والوں کی فضیلت بیان فرمائی گواہ وہ خیر القرون ٹھہرے۔ اسی لئے علماء نے بدعت کی تعریف یہ قرار دی ہے کہ دین میں جو کام نیا نکلا جائے جس کا وجود ان تین زمانوں میں نہ ہو۔ اسی ہر بدعت گراہی ہے اور جن لوگوں نے بدعت کی تقيیم کی ہے حصہ اور سیسے کی طرف، ان کی مراقبہ بدعت سے بدعت لغوی ہے۔ ہمارے مرشد شیخ احمد مجدد سر ہندی رض فرماتے ہیں کہ میں تو کسی بدعت میں سوائے قلمت اور تاریکی کے مطلق نور نہیں پاتا (وحیدی)

۳۶۵۰ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا النَّضْرُ (۳۶۵۰) مجھ سے اسحاق بن راہب یہ نے بیان کیا، کہا ہم سے نظر نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خردی، انہیں ابو جہرہ نے کہا میں نے زہد بن مغرب سے سنا، کہا کہ میں نے حضرت عمران بن حصین رض سے سنا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میری امت کا سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر ان لوگوں کا جو اس زمانہ کے بعد آئیں گے۔ حضرت آئیں گے، پھر ان لوگوں کا جو اس زمانہ کے بعد آئیں گے۔ حضرت عمران رض کرتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے دور کے بعد دو زمانوں کا ذکر کیا تھا میں کا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تمہارے بعد ایک ایسی قوم پیدا ہو گی جو بغیر کہ گواہی دینے کے لئے تیار ہو جالیا کرے گی اور ان میں خیانت اور چوری اتنی عام ہو جائے گی کہ ان پر کسی قسم کا بھروسہ باقی نہیں رہے گا، اور نذریں مانیں گے لیکن انہیں پورا نہیں کریں گے (حرام مال کھا کھا کر) ان پر مٹا پا عام ہو جائے گا۔

بَعْدَ قَرْنَيْنِ أَوْ تَلَاثَةِ قَرْنَيْنِ، ثُمَّ إِنْ بَعْدَ كُمْ قَوْمًا يَسْتَهْدُونَ وَلَا يُشَتَّهِدُونَ وَيَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمِنُونَ، وَيَنْذَرُونَ وَلَا يُفْتَنُونَ، وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السَّمَّنُ).

[راجح: ۲۶۵۱]

خیر القرون کے بعد پیدا ہونے والے دنیا دار نام نہاد مسلمانوں کے متعلق یہ پیش گوئی ہے جو اخلاق اور اعمال کے اعتبار سے بدترین قسم کے لوگ ہوں گے۔ جیسا کہ ارشاد ہوا ہے کہ جھوٹ اور بد دیانتی اور دنیا سازی ان کا رات ون کا مشغلہ ہو گا۔ اللهم لا تجعلنا منہم آمین۔

۳۶۵۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَبِيرٍ أَخْبَرَنَا سَفِيَّانَ عَنْ مُنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ

مُتَّهِمَ نے فرمایا کہ، تین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر ان لوگوں کا جو اس زمانہ کے بعد آئیں گے پھر ان لوگوں کا جو اس کے بعد آئیں گے۔ اس کے بعد ایک ایسی قوم پیدا ہو گی کہ گواہی دینے سے پہلے قسم ان کی زبان پر آجیا کرے گی اور قسم کھانے سے پہلے گواہی ان کی زبان پر آجیا کرے گی۔ ابراہیم نے بیان کیا کہ جب ہم چھوٹے تھے تو گواہی اور عمد (کے الفاظ زبان پر لانے) کی وجہ سے ہمارے بڑے بزرگ ہم کو مار کرتے تھے۔

صلی اللہ علیہ وسلم: قَالَ: ((خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَجِيءُهُمْ قَوْمٌ تَسْقِطُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمْنِيْهُ، وَيَمْنِيْهُ شَهَادَتُهُ)). قَالَ إِبْرَاهِيمُ: وَكَانُوا يَضْرِبُونَا عَلَى الشَّهَادَةِ وَالْمَهْدِ وَنَحْنُ صَفَّارٌ.

[راجع: ۲۶۵۲]

مطلوب یہ ہے کہ ان کو خود اپنے دماغ پر اور اپنی زبان پر قابو حاصل نہ ہو گا، جو گوئی گواہی دینے اور جموئی قسم کھانے میں وہ ایسے بے باک ہوں گے کہ فی الفور یہ چیزیں ان کی زبانوں پر آجیا کریں گی۔ بغور دیکھا جائے تو آج عام الی اسلام کا حال یہی ہے۔ (ماشاء اللہ)

باب صَاحِبِيْنَ كَمَانَقَبِيْ

اور فضائلِ کا بیان

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ابِي قَعْدَةَ تَعَالَى يَقُولُ بِهِمْ
صَاحِبِيْنَ مِنْ شَافِعٍ هُنَّ اُولُو الْجَنَاحِ مِنْ اَهْلِ الْمَهْدِ مِنْ اَهْلِ الْمَهْدِ
کا ذکر کیا، ان مغلس صَاحِبِيْنَ کا یہ (خاص طور پر) حق ہے جو اپنے
گھروں اور اپنے مالوں سے جدا کر دیئے گئے ہیں جو اللہ کا افضل اور
رضامندی چاہتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرنے کو آئے
ہیں، یہی لوگ چے ہیں۔

اور (سورہ توبہ میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اگر تم لوگ ان کی (یعنی
رسول کی) مدد نہ کرو گے تو ان کی مدد تو خود اللہ کر چکا ہے" آخر آیت ان
الله معنا تک۔ حضرت عائشہ، ابو سعید خدری اور عبد اللہ بن عباس
رمیثہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کرم مُتَّهِمَ کے ساتھ
(بھرت کے وقت) غالباً ثور میں رہے تھے۔

وہ مسلمان جو کفار کہ کے ستانے پر اپنا وطن کہ شریف چھوڑ کر مدینہ جا بے یہی مسلمان صَاحِبِيْنَ کملائے جاتے ہیں۔ لفظ بھرت
اسلام کے لئے ترک وطن کرنے کو کہا گیا ہے۔

۲- بَابُ مَنَاقِبِ الْمُهَاجِرِينَ وَفَضْلِهِمْ

مِنْهُمْ أَبُو يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي فَحَافَةَ
الشَّيْخِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى:
﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أَخْرَجُوا مِنْ
دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَتَبَغُونَ فَضْلًا مِنْ اللَّهِ
وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللَّهُ وَرَسُولَهُ، أَوْ لِيَكُونُ
هُمُ الصَّادِقُونَ﴾ [الحشر: ۸].

وَقَالَ: ﴿إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ -
إِلَى قَوْلِهِ - إِنَّ اللَّهَ مَعَنَّاهُ﴾ [التوبہ: ۴۰].
قَالَتْ عَائِشَةُ وَأَبُو سَعِيدٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ: ((وَكَانَ أَبُو يَحْيَى مَعَ
النَّبِيِّ ﷺ فِي الْفَارِ).

وہ مسلمان جو کفار کہ کے ستانے پر اپنا وطن کہ شریف چھوڑ کر مدینہ جا بے یہی مسلمان صَاحِبِيْنَ کملائے جاتے ہیں۔ لفظ بھرت
اسلام کے لئے ترک وطن کرنے کو کہا گیا ہے۔

۳۶۵۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءَ حَدَّثَنَا
إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقِ عَنْ الْبَرَاءِ قَالَ:

بیان کیا کہ حضرت ابو بکر بن عثمن نے (ان کے والد) حضرت عاذب بن عثمن سے ایک پالان تیرہ درہم میں خریدا۔ پھر ابو بکر بن عثمن نے عاذب بن عثمن سے کما کہ براء (اپنے بیٹے) سے کو کہ وہ میرے گھریہ پالان اٹھا کر پہنچا دیں اس پر حضرت عاذب بن عثمن نے کہایا اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک آپ وہ واقعہ بیان نہ کریں کہ آپ اور رسول اللہ ﷺ (کہ مکہ سے بھرت کرنے کے لئے) کس طرح لکھے تھے حالانکہ مشرکین آپ دونوں کو تلاش بھی کر رہے تھے۔ انہوں نے کما کہ مکہ سے لکھنے کے بعد ہم رات بھر چلتے رہے اور دن میں بھی سفر جاری رکھا۔ لیکن جب دوسرے ہو گئی تو میں نے چاروں طرف نظر دوڑائی کہ کہیں کوئی سایہ نظر آجائے اور ہم اس میں کچھ آرام کر سکیں۔ آخر ایک چنان دکھائی دی اور میں نے اس کے پاس پہنچ کر دیکھا کہ سایہ ہے۔ پھر میں نے نبی کریم ﷺ کے لئے ایک فرش وہاں بچھا دیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ اب آرام فرمائیں۔ چنانچہ آپ بیٹ گئے۔ پھر میں چاروں طرف دیکھتا ہوا نکلا کہ کہیں لوگ ہماری تلاش میں نہ آئے ہوں۔ پھر مجھ کو بکریوں کا ایک چواہا دکھائی دیا جو اپنی بکریاں ہاٹکتا ہوا اسی چنان کی طرف آ رہا تھا۔ وہ بھی ہماری طرح سایہ کی تلاش میں تھا۔ میں نے بڑھ کر اس سے پوچھا کہ لڑکے تو کس کا غلام ہے۔ اس نے قریش کے ایک شخص کا نام لیا تو میں نے اسے پہچان لیا۔ پھر میں نے اس سے پوچھا کیا تماری بکریوں میں دودھ ہے۔ اس نے کہا جی ہاں۔ میں نے کہا کیا تم دودھ دوہ سکتے ہو؟ اس نے کما کہ ہاں۔ چنانچہ میں نے اس سے کہا اور اس نے اپنے ریوڑ کی ایک بکری باندھ دی۔ پھر میرے کہنے پر اس نے اس کے تھن کے غبار کو جھاڑا۔ اب میں نے کما کہ اپنا ہاتھ بھی جھاڑا۔ اس نے یوں اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارا اور میرے لئے تھوڑا سا دودھ دوہا۔ آنحضرت ﷺ کے لئے ایک برتن میں نے پلے ہی سے ساتھ لے لیا تھا اور اس کے منہ کو کپڑے سے بند کر دیا تھا (اس میں ٹھنڈا پانی تھا) پھر میں نے دودھ پر وہ پانی (ٹھنڈا کرنے کے لئے) ڈالا تاکہ وہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا تو اسے آپ

((اشترى أبو بكر رضي الله عنه من عاذب رحلاً بثلاثة عشر درهماً، فقال أبو بكر لعاذب: مِنْ الْبَرَاءَ فَلَمْ يُخْمِلْ إِلَيْ رَحْلِي، فقال عاذب: لا، حُشْ تُخَدِّنَا كَيْفَ صَنَعْتَ أَنْتَ وَرَسُولُ اللهِ هَذَا جِنْ خَرْجُهُمَا مِنْ مَكَّةَ وَالْمُشْرِكُونَ يَطْلُبُونَكُمْ، قال: ارْتَحَلْنَا مِنْ مَكَّةَ فَأَخْيَنَا - أوْ سَرَّنَا - لَهُلْقَنَا وَيَوْمَنَا حُشْ أَظْهَرْنَا وَلَامَ قَابِمُ الظَّهِيرَةِ، فَرَمَيْتَ بَصَرِي هَلْ أَرَى مِنْ ظِلِّ فَاوِي إِلَيْهِ، فَإِذَا صَخْرَةً أَتَيْهَا، فَنَظَرْتَ بَقِيَةَ ظِلِّ لَهَا فَسَوْقَةَ، ثُمَّ فَرَشْتَ لِلنَّبِيِّ هَذِهِ فِيهِ، ثُمَّ قَلَّتْ لَهُ اضطَرَجَعَ يَا نَبِيَّ اللهِ، فَاضطَرَجَعَ النَّبِيُّ هَذِهِ، ثُمَّ انْطَلَقْتَ أَنْظَرَ مَا حَوْلِي: هَلْ أَرَى مِنَ الْعَلْبَ أَحَدًا؟ فَإِذَا أَنَا بِرَاعِي غَنَمٍ يَسْوَقُ غَنَمَةً إِلَى الصَّخْرَةِ، يُرِيدُ مِنْهَا النَّبِيُّ أَرَدَنَا، فَسَأَلَهُ فَقَلَّتْ لَهُ: لِمَنْ أَنْتَ يَا غَلَام؟ قال لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَّاهَ فَعَرَفَتْهُ، فَقَلَّتْ: هَلْ فِي غَنَمِكِ مِنْ لَبِنِ؟ قال: نَعَمْ. قَلَّتْ: فَهَلْ أَنْتَ حَالِبٌ لَنَا؟ قال: نَعَمْ. فَأَمْرَنَاهُ فَاغْتَلَ شَاهَ مِنْ غَمِيمَهِ، ثُمَّ أَمْرَنَاهُ أَنْ يَنْفَضِ ضَرْعَهَا مِنْ الْغَيَارِ، ثُمَّ أَمْرَنَاهُ أَنْ يَنْفَضِ كَفِيهِ فَقَالَ هَكَذَا، ضَرَبَ إِحْدَى كَفَيهِ بِالْأُخْرَى فَخَلَبَ لَيْ كُنْبَهُ مِنْ لَبِنِ، وَقَدْ جَعَلَتْ لِرَسُولِ اللهِ هَذَا إِذَا وَعَلَى فَمِهَا خَرْقَةً، فَصَبَّتْ عَلَى الْبَيْنِ حُشْ بَرَدَ أَسْفَلَهُ، فَانْطَلَقَتْ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ

کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا۔ آپ بھی بیدار ہو چکے تھے۔ میں نے عرض کیا، دودھ پی لیجئے۔ آپ نے اتنا پا کر مجھے خوشی حاصل ہو گئی۔ پھر میں نے عرض کیا کہ آپ کوچ کا وقت ہو گیا ہے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا ہاں تمیک ہے، چلو۔ چنانچہ ہم آگے گئے اور مکہ والے ہماری ٹلاش میں تھے لیکن سراقة بن مالک بن جشم کے سواہم کو کسی نے نہیں پایا۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا۔ میں نے اسے دیکھتے ہی کہا کہ یا رسول اللہ! ہمارا چھپا کرنے والا دشمن ہمارے قریب آچکا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، گفرناہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

فَوَالْفَتَةُ قَدْ أَسْتَفَنَتْ، فَقَلَّتْ؛ اشْرَبَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيَتْ. ثُمَّ قَلَّتْ؛ فَذَذَ آن الرُّجْيلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: ((نَلَى)). فَارْتَحَلْنَا وَالْقَوْمَ يَطْلُبُونَا، فَلَمْ يَدْرِكْنَا أَخْدَهُ مِنْهُمْ غَيْرُ سَرَاةَ بْنِ مَالِكَ بْنِ جَعْشَمَ عَلَى فَوْسِ لَهُ، فَقَلَّتْ؛ هَذَا الْطَّلَبُ قَدْ لَعِقَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: ((لَا تَعْزَزَنِ، إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا)) (تُرْبَنُونَ)

[راجع: ۲۴۳۹]

وائدہ ہجرت حیات نبوی کا ایک اہم واقعہ ہے جس میں آپ کے بست سے میغوات کا تصور ہوا ہے، بھی چند میغوات کا بیان ہوا ہے چنانچہ باب مهاجرین کے فضائل سے متعلق ہے، اس لئے اس میں ہجرت کے ابتدائی و اتفاقات کو بیان کیا گیا ہے۔ میں باب اور حدیث کا تعلق ہے۔

(۳۶۵۳) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے ثابت نہ، ان سے حضرت انس بن مالک نے اور ان سے حضرت ابو بکر بن شہر نے بیان کیا کہ جب ہم غار ثور میں چھپے تھے تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اگر مشرکین کے کسی آدمی نے اپنے قدموں پر نظرِ الٰٰ تو وہ ضرور ہم کو دیکھ لے گا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر! ان دو کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے جن کے ساتھ تیرِ اللہ تعالیٰ ہے۔

باب نبی کریم ﷺ کا حکم فرمانا کہ حضرت ابو بکر بن شہر کے دروازے کو چھوڑ کر (مسجد نبوی کی طرف کے) تمام دروازے بند کرو۔ یہ حدیث حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔

(۳۶۵۴) مجھ سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عامر نے بیان کیا، ان سے قلیع بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سالم ابوالنصر نے بیان کیا، ان سے ببر بن سعید نے اور ان سے حضرت

۳۶۵۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَيَّانَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ ثَابِتِ الْبَنَانِيِّ عَنْ أَنَسِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: فَلَّتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا فِي الْفَارِ: لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمِيهِ لَا يَصْرَنَا. فَقَالَ: ((مَا ظُلِّنَ يَا أَبَا بَكْرٍ بِأَنْتِينِ اللَّهَ ثَالِثُهُمَا))).

[طرفاہ فی، ۳۹۲۲، ۴۶۶۳].

۳ - بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((سَلُّوا الْأَبْوَابَ إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ، قَالَهُ أَبْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا فَلَّيْحَ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمٌ أَبُو النَّصْرِ عَنْ بُشَّرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دنیا میں اور جو کچھ اللہ کے پاس آخرت میں ہے ان دونوں میں سے کسی ایک کا اختیار دیا تو اس بندے نے اختیار کر لیا جو اللہ کے پاس تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لگا۔ ابوسعید کہتے ہیں کہ ہم کو ان کے رونے پر حیرت ہوئی کہ آنحضرت ﷺ تو کسی بندے کے متعلق خبر دے رہے ہیں جسے اختیار دیا گیا تھا۔ لیکن بات یہ تھی کہ خود آنحضرت ﷺ وہ بندے تھے جنہیں اختیار دیا گیا تھا اور (واقعۃ) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ جانے والے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اپنی محبت اور مال کے ذریعہ مجھ پر ابو بکر کا سب سے زیادہ احسان ہے اور اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو جانی دوست بنا سکتا تو ابو بکر کو بناتا، لیکن اسلام کا بھائی چارہ اور اسلام کی محبت ان سے کافی ہے، دیکھو مجدد کی طرف تمام دروازے (جو صحابہ کے گھروں کی طرف کھلتے تھے) سب بند کر دیئے جائیں۔ صرف ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دروازہ رہنے دو۔

(راجع: [۴۶۶] حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک متاز مقام عطا فرمایا اور آج تک مسجد جبوی

باب نبی کرم ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی

دوسرے صحابہ پر فضیلت کا بیان

(۳۶۵۵) ہم سے عبدالعزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، ان سے سیکھی بن سعید نے، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ کے زمانہ ہی میں جب ہمیں صحابہ کے درمیان انتخاب کے لئے کما جاتا تو سب میں افضل اور ہمتا ہم ابو بکر رضی اللہ عنہ کو قرار دیتے، پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو۔

أَبِي سَعِيدِ الْحَذَّرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَيْهِ النَّاسَ وَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ خَيْرٌ عَنْدَهَا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، فَاخْتارَ ذَلِكَ الْعَبْدُ مَا عِنْدَ اللَّهِ)). قَالَ لِبَكَى أَبُوبَكْرٍ، فَعَجِبَنَا لِبَكَاهِ أَنْ يَخْبِرَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هُوَ الْمُخَيْرُ، وَكَانَ أَبُوبَكْرٌ أَغْلَمُنَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ أَمْنَ النَّاسِ عَلَيْيُ فِي صَحْبِيَّةِ وَمَالِهِ أَبَا بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَعِظِّدًا خَلِيلًا غَيْرَ رَبِّي لَا تَخْدُثْ أَبَا بَكْرٍ، وَلَكِنْ أَحْوَةُ الْإِسْلَامَ وَمَوَدَّتُهُ، لَا يَنْقِنُ فِي الْمَسْجِدِ بَابَ إِلَّا سُدًّا، إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ)).

[راجح: ۴۶۶]

۴- بَابُ فَضْلِ أَبِي بَكْرٍ

بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ

۳۶۵۵ - حَدَّثَنَا عَنْهُ الْعَزِيزُ بْنُ عَنْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ نَالِعِ عَنْ أَبِنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَمَا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَخَيَّرَ أَبَا بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الْحَاطِبِ، ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ)).

[طرفة فی : ۳۶۹۷]

حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے مذہب جبور کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ تمام صحابہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فضیلت حاصل ہے۔ اکثر سلف کا یہ قول ہے اور خلف میں سے بھی اکثر نے یہی کہا ہے۔ بعض محققین ایسا بھی کہتے ہیں کہ خلفاء

اربعہ کو یا ہم ایک دوسرے پر فضیلت دینے میں کوئی نص قطعی نہیں ہے، لہذا یہ چاروں ہی افضل ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ تمام صحابہ میں یہ چاروں افضل ہیں اور ان کی خلافت جس ترتیب کے ساتھ منعقد ہوئی اسی ترتیب سے وہ حق اور صحیح ہیں اور ان میں باہم فضیلت اسی ترتیب سے کی جاسکتی ہے۔ بہرحال جسور کے مذہب کو ترجیح حاصل ہے؛

باب نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ اگر میں کسی کو جانی دوست بناتا تو ابو بکر منہ خوش کو بنانا

۵- **بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ : ((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا))**

قالَهُ : أَبُو سَعِيدٍ

یہ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

اس باب کے ذیل میں بہت سی روایات درج کی گئی ہیں جن سے کسی نہ کسی طرح سے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت نکلتی ہے۔ اس نکلت کو سمجھ کر مندرجہ ذیل روایات کا مطالعہ کرنا نہایت ضروری ہے۔

(۳۶۵۶) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے ایوب نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ علی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر اپنی امت کے کسی فرد کو اپنا جانی دوست بنائتا تو ابو بکر کو بنانا لیکن وہ میرے دینی بھائی اور میرے دوست ہیں۔

(۳۶۵۷) ہم سے علی بن اسد اور موسیٰ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے ایوب نے (یہی روایت) کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو جانی دوست بنائتا تو ابو بکر کو بنانا۔ لیکن اسلام کا بھائی چارہ کیا کم ہے۔

ہم سے قتبیہ نے بیان کیا، ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے ایوب نے ایسی ہی حدیث بیان کی۔

(۳۶۵۸) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم کو حماد بن زید نے خبر دی، انہیں ایوب نے، ان سے عبد اللہ بن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ کوفہ والوں نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دادا (کی) میراث کے سلسلے میں، سوال لکھا تو آپ نے انہیں جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، اگر اس امت میں کسی کو میں اپنا جانی دوست بنائتا تو ابو بکر منہ خوش کو بنانا۔ (وہی) ابو بکر منہ خوش یہ فرماتے تھے کہ دادا باب کی طرح

وَهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُوبُ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ أَبِنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِي خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ، وَلَكِنْ أُخْيَ وَصَاحِبِي)). [راجح: ۴۶۷]

(۳۶۵۷) حَدَّثَنَا مَعْلُومٌ بْنُ أَسَدٍ وَمُوسَى بْنُ قَالَا: حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ عَنْ أَيُوبٍ وَقَالَ: ((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُهُ خَلِيلًا، وَلَكِنْ أُخْوَةُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ)).

[راجح: ۴۶۷] حَدَّثَنَا فَقِيْهَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَابِ عَنْ أَيُوبَ.. مِثْلَهُ.

(۳۶۵۸) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ أَخْبَرَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُوبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مَلِكَةَ قَالَ : كَبَ أَهْلُ الْكُوفَةِ إِلَى ابْنِ الرَّبِيعِ فِي الْجَهَدِ، فَقَالَ : أَمَّا الَّذِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُهُ،

ہے (لئنی جب میت کا باب زندہ نہ ہو تو باب کا حصہ دادا کی طرف لوٹ جائے گا لیکن باب کی جگہ دادا درست ہو گا) اُنزلہ آپ، یعنی آپا بکری۔

(۳۶۵۹) ہم سے حیدر اور محمد بن عبد اللہ نے بیان کیا، کما کہ ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ایک عورت نبی کرم شاہزادہ کی خدمت میں آئی تو آپ نے ان سے فرمایا کہ پھر آئیو، اس نے کہا، اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو؟ گویا وہ وفات کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم مجھے نہ پاس کو تو ابو بکر بن شعرا کے پاس چلی آتا۔

۳۶۵۹- حدثنا الحميدي وَمُحَمَّدُ بْنُ عبدِ الله قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ حَمْيَرٍ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((أَتَتْ امْرَأَةُ النَّبِيِّ ﷺ فَأَمْرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ، قَالَتْ: أَرَأَيْتَ إِنْ جَنَّتْ وَلَمْ أَجِدْكَ - كَاتَنَهَا تَقُولُ الْمَوْتُ - قَالَ ﷺ: ((إِنْ لَمْ تَجِدِنِي فَلَتَيِ ابْنَكَرْ)). [طرفہ فی : ۷۲۲۰، ۷۳۶۰].

لشیخ اس حدیث سے یہ لکھا ہے کہ آپ کو بذریعہ وہی معلوم ہو چکا تھا کہ آپ کے بعد حضرت ابو بکر بن شعرا آپ کے خلیفہ ہوں گے۔ طبرانی نے عصہ بن مالک سے نکلا، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ؟ آپ کے بعد اپنے والوں کی زکوٰۃ کس کو دیں؟ آپ نے فرمایا ابو بکر بن شعرا کو دینا، اس کی سند ضعیف ہے۔ معمم میں سل بن ابی خیثہ سے نکلا کہ آپ سے ایک گنوار نے بیت کی اور پوچھا کہ اگر آپ کی وفات ہو جائے تو میں کس کے پاس آؤں؟ فرمایا ابو بکر کے پاس۔ اس نے کہا اگر وہ مر جائیں تو پھر کس کے پاس؟ فرمایا حضرت عمر بن شعرا کے پاس۔ ان روایتوں سے شیعوں کا رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنے بعد علی بن شعرا کو خلیفہ برقرار کرنے گئے تھے۔

(۳۶۶۰) ہم سے احمد بن ابی طیب نے بیان کیا، کما ہم سے اسماعیل بن ابی محل نے بیان کیا، ان سے بیان بن بشر نے کہا، ان سے وبرہ بن عبد الرحمن نے، ان سے ہام نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر بن شعرا سے نہ، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت دیکھا ہے جب آپ کے ساتھ (اسلام لانے والوں میں صرف) پانچ غلام دو عورتوں اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی نہ تھا۔

۳۶۶۰- حدثنا أَخْمَدُ بْنُ أَبِي الطِّيبِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُجَالِيِّهِ حَدَّثَنَا يَيَّاثُ بْنُ بَشْرٍ عَنْ وَزِيرَةِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ: سَيِّفَتْ عَمَّارًا يَقُولُ: ((رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَمَا مَعَهُ إِلَّا خَمْسَةً أَعْبُدُ وَأَمْرُّ أَنَّ وَأَبُو بَكْرٍ)). [طرفہ فی : ۳۸۵۷].

غلام یہ تھے بلال، زید بن حارثہ، عامر بن فہرہ، ابو کہیہ اور عبید بن زید جبھی، عورتوں حضرت خدیجہ اور ام ایکن تھیں یا سیمی۔ غرض آزاد مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ بچوں میں حضرت علی بن شعرا عورتوں میں حضرت خدیجہ بنت خدا۔ (۳۶۶۱) مجھ سے ہشام بن عمار نے بیان کیا، کما ہم سے صدقہ بن خالد نے بیان کیا، ان سے زید بن والقد نے بیان کیا، ان سے بسر بن عبید اللہ نے، ان سے عائز اللہ ابو اورلس نے اور ان سے حضرت ابو درداء بن شعرا نے بیان کیا کہ میں نبی کرم شاہزادہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت ابو بکر بن شعرا اپنے کپڑے کا کنارہ کپڑے ہوئے، گھٹانا کھوئے

۳۶۶۱- حدثني هشام بن عمار حدثنا صدقه بن خالد حدثنا زيد بن واقد عن بسر بن عبيده الله عن عائده الله أبا إذرين عن أبي الدرداء رضي الله عنه قال: كُنْتُ جالسا عند النبي صلى الله عليه وسلم

ہوئے آئے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا، معلوم ہوتا ہے تمہارے دوست کسی سے لڑ کر آئے ہیں۔ پھر حضرت ابو بکر بن عبد اللہ نے حاضر ہو کر سلام کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے اور عمر بن خطاب کے درمیان کچھ تکرار ہو گئی تھی اور اس سلسلے میں میں نے جلدی میں ان کو سخت لفظ کہہ دیتے لیکن بعد میں مجھے سخت نہامت ہوئی تو میں نے ان سے معاف چاہتی، اب وہ مجھے معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اسی لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا اے ابو بکر! تمہیں اللہ معاف کرے۔ تم مرتبتہ آپ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا۔ حضرت عمر بن عبد اللہ کو بھی نہامت ہوئی اور حضرت ابو بکر بن عبد اللہ کے گھر پہنچے اور پوچھا کیا ابو بکر گھر پر موجود ہیں؟ معلوم ہوا کہ نہیں تو آپ بھی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا۔ آنحضرت ﷺ کا چہرہ مبارک غصہ سے بدلتا گیا اور ابو بکر بن عبد اللہ کے اور گھنٹوں کے میل بیٹھ کر عرض کرنے لگے، یا رسول اللہ! اللہ کی قسم زیادتی میری ہی طرف سے تھی۔ دو مرتبہ یہ جملہ کہا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اللہ نے مجھے تمہاری طرف نبی یا کر بھجا تھا۔ اور تم لوگوں نے مجھ سے کما تھا کہ تم جھوٹ بولتے ہو لیکن ابو بکر بن عبد اللہ نے کما تھا کہ آپ سچے ہیں اور اپنی جان و مال کے ذریعہ انہوں نے میری مدد کی تھی تو کیا تم لوگ میرے دوست کو ستانا چھوڑتے ہو یا نہیں؟ آپ نے دو دفعہ یہی فرمایا۔ آپ کے یہ فرمانے کے بعد پھر ابو بکر بن عبد اللہ کو کسی نے نہیں ستایا۔

آنحضرت ﷺ کی روایت میں ہے کہ جب عمر بن عبد اللہ کے پاس آئے تو آپ نے من پھیر لیا۔ دوسری طرف سے آئے تو ادھر سے بھی منہ پھیر لیا، سامنے بیٹھے تو ادھر سے بھی منہ پھیر لیا۔ آخر انہوں نے سب پوچھا تو آپ نے فرمایا ابو بکر نے تم سے مذہرت کی اور تم نے قول نہ کی۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ابو بکر صدیق بن عبد اللہ کی فضیلت تمام صحابہ پر نظری۔ حضرت علی بن عبد اللہ نے فرمایا کہ ان کا خطاب صدیق آمان سے اترًا۔ اس حدیث سے شیعہ حضرات کو سبق لینا چاہئے۔ جب آپ حضرت عمر بن عبد اللہ پر حضرت ابو بکر صدیق بن عبد اللہ کے لئے اتنے غصہ ہوئے حلا نکے پلے زیادتی ابو بکری کی تھی مگر جب انہوں نے معافی چاہی تو حضرت عمر بن عبد اللہ کو فوراً معاف کرنا چاہیے تھا۔ پھر شیعہ حضرات کس منہ سے آنحضرت ﷺ کے یار غار کو برآ بھلا کتے ہیں۔ ان لوگوں کو خدا سے ڈرنا چاہئے۔ دیکھا گیا ہے کہ حضرات شیعین پر تمرا کرنے والوں کا برا شر ہوا ہے۔

محترم نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد حذاء نے، کہا ہم سے ابو عثمان سے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے حضرت عمرو بن عاصی پتوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ائمہ غزوہ ذات الملاسل کے لئے بھیجا (عمرو پتوں نے بیان کیا کہ) پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ سب سے زیادہ محبت آپ کو کس سے ہے؟ آپ نے فرمایا کہ عائشہ (بیٹی نبی) سے۔ میں نے پوچھا اور مردوں میں؟ فرمایا کہ اس کے باپ سے۔ میں نے پوچھا، اس کے بعد؟ فرمایا کہ عمر بن خطاب پتوں سے۔ اس طرح آپ نے کئی آدمیوں کے نام لئے۔

عبد الغزیر بن المختار قالَ خالدُ الْحَدَّادِ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي عُمَرٍ أَنَّهُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْفَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثَةً عَلَى جِيشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَأَتَيْتُهُ قُلْتُ: أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: ((غَائِشَةً)). فَقُلْتُ: مَنْ مِنَ الرِّجَالِ؟ فَقَالَ: ((أَبُوهَا)). قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((ثُمَّ عَمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَعَدْ رِجَالًا)). [ظرفہ فی : ۴۳۵۸]

(۳۶۶۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خردی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خردی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ ایک چڑاہا اپنی بکریاں چڑا رہا تھا کہ بھیڑا آگیا اور ریوڑ سے ایک بکری اٹھا کر لے جانے لگا، چڑا ہے نے اس سے بکری چھڑانی چاہی تو بھیڑا بول پڑا۔ درندوں والے دن میں اس کی رکھوائی کرنے والا کون ہو گا جس دن میرے سوا اور کوئی چڑاہا نہ ہو گا۔ اسی طرح ایک شخص بیل کو اس پر سوار ہو کر لئے جا رہا تھا۔ بیل اس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ میری پیدائش اس کے لئے نہیں ہوئی ہے، میں تو کہتی باری کے کاموں کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ وہ شخص بول پڑا، سمجھا اللہ! (جانور اور انسانوں کی طرح باتیں کرے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ان واقعات پر ایمان لاتا ہوں اور ابو بکر اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما بھی۔

۳۶۶۳ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((بَيْنَمَا زَاعِ فِي غَيْمَةِ عَدَا عَلَيْهِ الدَّنْبُ فَأَخَدَ شَاةً، فَطَلَّبَهُ الرَّاعِي، فَأَتَتْتَهُ إِلَيْهِ الدَّنْبُ فَقَالَ: مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ، يَوْمَ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِي؟ وَبَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَقَرَةً قَدْ حَمَلَ عَلَيْهَا، فَأَتَتْتَهُ إِلَيْهِ فَكَلَمَتَهُ فَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَخْلُقْ لَهُنَا، وَلَكِنِي خَلَقْتُ لِلْحَرَثِ. قَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللَّهِ، قَالَ: النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَإِنِّي أَوْمَنْ بِذَلِكَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعَمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا)).

[راجع: ۲۳۲۴]

تَشْرِيحٌ درندوں کے دن سے قیامت کا دن مراد ہے جب کہ خود گذریے اپنی بکریوں کی رکھوائی چھوڑ دیں گے سب کو اپنے نفس کی قمر گلک جائے گی۔ یہ حدیث اپر گزر چکی ہے۔ اس میں اتنا اور زیادہ تھا کہ ابو بکر اور عمر وہاں موجود نہ تھے۔ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس حدیث سے حضرت ابو بکر پتوں کی فضیلت نکالی۔ آپ نے اپنے بعد ان کا نام لایا، آپ کو ان پر پورا بھروساتھا اور

آپ جانتے تھے کہ وہ دونوں اتنے راغع العقیدہ ہیں کہ میری بات کو وہ بھی روشنیں کر سکتے۔

(۳۶۶۴) ہم سے عبدالن نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں یونس نے ان سے زہری نے بیان کیا، کما مجھ کو ابن المسیب نے خبر دی اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رض سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا کہ خواب میں میں نے اپنے آپ کو ایک کنویں پر دیکھا جس پر ڈول تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جتنا چاہا میں نے اس ڈول سے پانی کھینچا، پھر اسے ابن الی قحافہ (حضرت ابو بکر رض) نے لے لیا اور انہوں نے ایک یادو ڈول کھینچا۔ ان کے کھینچنے میں کچھ کمزوری سی معلوم ہوئی۔ اللہ ان کی اس کمزوری کو معاف فرمائے۔ پھر اس ڈول نے ایک بست بڑے ڈول کی صورت اختیار کر لی اور اسے عمر بن خطاب رض نے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ میں نے ایسا شہ زور پبلوان آدمی نہیں دیکھا جو عمر رض کی طرح ڈول کھینچ سکتا۔ انہوں نے اتنا پانی نکالا کہ لوگوں نے اپنے انہوں کو حوض سے سیراب کر لیا۔

لشیخ یہ خلافتِ اسلامی کو سنبھالنے پر اشارہ ہے۔ جیسا کہ وفاتِ نبوی کے بعد حضرت صدیق اکبر رض نے دو اڑھائی سال سنبھالا بعد میں فاروقی دور شروع ہوا اور آپ نے خلافت کا حق ادا کر دیا کہ فتوحاتِ اسلامی کا سیلا بدور در در سک پہنچ گیا اور خلافت کے ہر ہر شعبہ میں ترقیات کے دروازے کھل گئے۔ آخر فرست رض کو خواب میں یہ سارے حالات دکھلائے گئے۔

(۳۶۶۵) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو موسیٰ بن عقبہ نے خبر دی، انہیں سالم بن عبد اللہ رض نے خبر دی اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رض نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنا کپڑا (پاجامہ یا تہبند وغیرہ) تکبر اور غور کی وجہ سے زمین پر گھسیتاً چلے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا بھی نہیں۔ اس پر حضرت ابو بکر صدیق رض نے عرض کیا کہ میرے کپڑے کا ایک حصہ لٹک جائی کرتا ہے۔ البتہ اگر میں پوری طرح خیال رکھوں تو وہ نہیں لٹک سکے گا۔ آخر فرست رض نے فرمایا کہ آپ تو ایسا تکبر کے خیال سے نہیں کرتے (اس لئے آپ اس حکم میں داخل نہیں ہیں) موسیٰ نے کہا کہ میں نے

عبد اللہ رض مُحَمَّد بن مُقاوِل رض نے مُوسَى بن عَقبَة عن سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم : ((مَنْ جَرَ ثَوِيَةً خِيلَاءً لَمْ يَنْظُرِ اللَّهَ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). قَالَ أَبُو بَكْرٌ : إِنَّ أَحَدَ شَفَقِي ثَوِيَيْ سِنَرَخِي ، إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذَلِكَ مِنْهُ . قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم : ((إِنَّكَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذَلِكَ خِيلَاءً)). قَالَ مُوسَى : فَقُلْتُ لِسَالِمَ أَذْكُرْ عَبْدَ اللَّهِ : ((مَنْ جَرَ إِذْارَةً؟)) قَالَ :

سالم سے پوچھا کیا حضرت عبد اللہ بن عمر بن حینہ نے اس حدیث میں یہ فرمایا تھا کہ جو اپنی ازار کو گھینٹے ہوئے چلے تو انہوں نے کہا کہ میں نے تو ان سے یہی سنا کہ جو کوئی اپنا کپڑا انکا کئے۔

لَمْ أَسْمَعْهُ ذَكْرَ إِلَّا (ثُقَّةً).

[اطرافہ فی : ۵۷۸۳، ۵۷۹۱، ۶۰۶۲].

تشریح معلوم ہوا کہ انما الاعمال بالنیات، اگر کوئی اپنی ازار نخنے سے اپنی بھی رکھے اور مغور ہو تو اس کی تباہی یقینی ہے۔ اگر بلا قصد اور بلا نیت غور لئک جائے تو وہ اس دعید میں داخل نہ ہو گا۔ یہ ہر کپڑے کو شامل ہے۔ ازار ہو یا پاجامہ یا کرتہ کی آئینہ بہت بڑی بڑی رکھنا، اگر غور کی راہ سے ایسا کرے تو ختم گناہ اور حرام ہے۔ آج کے دور میں از راہ کبر و غور کوٹ پتوں اس طرح پہننے والے اسی دعید میں داخل ہیں۔

(۳۶۶۶) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبیت نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے حمید بن عبد الرحمن بن عوف نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنًا، آپ نے فرمایا کہ جس نے اللہ کے راستے میں کسی چیز کا ایک جوڑا خرچ کیا (مثلاً دروپے، دو کپڑے، دو گھوڑے اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیئے) تو اسے جنت کے دروازوں سے بلا یا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے! ادھر آئی دروازہ بہتر ہے پس جو شخص نمازی ہو گا اسے نماز کے دروازے سے بلا یا جائے گا، جو شخص محابہ ہو گا اسے جادا کے دروازے سے بلا یا جائے گا، جو شخص الہ صدقہ میں سے ہو گا اسے صدقہ کے دروازہ سے بلا یا جائے گا اور جو شخص روزہ دار ہو گا اسے صیام اور ریان (سیرابی) کے دروازے سے بلا یا جائے گا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جس شخص کو ان تمام ہی دروازوں سے بلا یا جائے گا پھر تو اسے کسی قسم کا خوف باقی نہیں رہے گا اور پوچھا کیا کوئی شخص ایسا بھی ہو گا جسے ان تمام دروازوں سے بلا یا جائے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم بھی انہیں میں سے ہو گے اے ابو بکر!

٣٦٦٦ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانُ حَدَّثَنَا شَعِيبٌ عَنِ الرَّهْبَرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي حَمِيدُ بْنُ عَبْدِ الرُّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ : سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : ((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِنْ الأَشْيَاءِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ذُعِيَّ مِنْ أَنْوَابِ - يَعْنِي الْجَنَّةَ - يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا خَيْرٌ . فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ ذُعِيَّ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ ذُعِيَّ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ ذُعِيَّ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّيَامِ ذُعِيَّ مِنْ بَابِ الصَّيَامِ وَبَابِ الرِّتَاءِ)). فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : مَا عَلَى هَذَا الَّذِي يُذْعَى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ . وَقَالَ : هَلْ يُذْعَى مِنْهَا كُلُّهَا أَحَدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ : ((نَعَمْ، وَأَرْجُوا أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ يَا أَبَا بَكْرٍ)).

[راجع: ۱۸۹۷]

٣٦٦٧ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ

(۳۶۶۷) مجھ سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے عروہ بن زیر

نے اور ان سے نبی کشم ملٹیپل کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ پیش کیا تھا۔ بیان کیا کہ آنحضرت ملٹیپل کی جب وفات ہوئی تو حضرت ابو بکر بن شہر اس وقت مقام سخی میں تھے۔ اسماعیل نے کہا یعنی عوالی کے ایک گاؤں میں۔ آپ کی خبر سن کر حضرت عمر اٹھ کر یہ کہنے لگے کہ اللہ کی قسم رسول اللہ ملٹیپل کی وفات نہیں ہوئی۔ حضرت عائشہؓ پیش کیا کہ حضرت عمر بن شہر کا کرتے تھے اللہ کی قسم اس وقت میرے دل میں یہی خیال آتا تھا اور میں کہتا تھا کہ اللہ آپ کو ضرور اس بیماری سے اچھا کر کے اٹھائے گا اور آپ ان لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیں گے (جو آپ کی موت کی باتیں کرتے ہیں) اتنے میں حضرت ابو بکر بن شہر تشریف لے آئے اور اندر جا کر آپ کی نعش مبارک کے اوپر سے کپڑا اٹھایا اور یوسہ دیا اور کہا، میرے باپ اور مل آپ پر فدا ہوں، آپ زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور وفات کے بعد بھی اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ آپ پر دو مرتبہ موت ہرگز طاری نہیں کرے گا۔ اس کے بعد آپ باہر آئے اور عمر بن شہر سے کہنے لگے اے قسم کھانے والے! زرا تماں کر۔ پھر جب حضرت ابو بکر بن شہر نے گفتگو شروع کی تو حضرت عمر بن شہر خاموش بیٹھ گئے۔

(۳۲۲۸) حضرت ابو بکر بن شہر نے پہلے اللہ کی حمد کی اور شانیاں کی۔ پھر فرمایا لوگو دیکھو اگر کوئی محمد (ملٹیپل) کو پوچھتا تھا (یعنی یہ سمجھتا تھا کہ وہ آدمی نہیں ہیں، وہ بھی نہیں مرس گے) تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت محمد (ملٹیپل) کی وفات ہو چکی ہے اور جو شخص اللہ کی پوچھتا تھا تو اللہ یہ شہزادہ زندہ ہے اسے موت بھی نہیں آئے گی (پھر ابو بکر بن شہر نے سورہ زمر کی یہ آیت پڑھی) ”اے پیغمبر! تو بھی مرنے والا ہے اور وہ بھی مرس گے۔“ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”محمد (ملٹیپل) صرف ایک رسول ہیں۔ اس سے پہلے بھی بست سے رسول گزر چکے ہیں۔ پس کیا اگر وہ وفات پا جائیں یا انہیں شہید کر دیا جائے تو تم اسلام سے بھر جاؤ گے اور جو شخص اپنی ایڑیوں کے مل پھر جائے تو وہ اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور اللہ عنقریب شکر گزار بندوں کو بدله دینے والا

عزوہؓ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَزْوَةُ بْنُ الْمُبَيْنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَاتَ وَأَبُو بَكْرٍ بِالسُّنْنَ - قَالَ إِسْمَاعِيلُ : يَعْنِي بِالْعَالَيَةِ - فَقَامَ عُمَرُ بَنُو قَوْلُ : وَاللَّهِ مَا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ . قَالَتْ وَقَالَ عُمَرُ : وَاللَّهِ مَا كَانَ يَقْعُدُ فِي نَفْسِي إِلَّا ذَاكَ، وَلَيَبْغِشَهُ اللَّهُ فَلَيَقْطَعْنَ أَيْدِي رِجَالٍ وَأَرْجُلَهُمْ . فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَكَشَفَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَبَلَهُ فَقَالَ : يَأَبِي أَنْتَ وَأَمِّي ، طَبَّتْ حَيَا وَمَيْتَا ، وَاللَّهُ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَدْنِيْنِكَ اللَّهُ الْمُوَتَّنِ أَبَدًا . ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ : أَيُّهَا الْحَالِفُ ، عَلَى رِسْلِكَ ، فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ جَلَسَ عُمَرُ). [راجح ۱۲۴۱]

۳۶۶۸ - ((فَحَمَدَ اللَّهُ أَبُو بَكْرٍ وَأَنْشَى عَلَيْهِ وَقَالَ: أَلَا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّداً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ اللَّهَ حَسِّنَ مَا مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ حَسِّنَ مَا يَمْوَتُ وَقَالَ: هُوَ أَنْكَ مَيْتَ وَإِنَّهُمْ مَيْتُونَ) [ال Zimmerman: ۳۰]. وَقَالَ: هُوَ مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ، أَفَإِنَّ مَاتَ أَوْ قُتِلَ أَنْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ؟ وَمَنْ يَنْقِلِبْ عَلَى عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَضْرُرَ اللَّهُ شَيْئاً، وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ) [آل عمران: ۱۴۴]. قَالَ:

ہے۔ ”راوی نے بیان کیا کہ یہ سن کر لوگ پھوٹ کر رونے لگے۔ راوی نے بیان کیا کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں سعد بن عبادہ بنی بشیر کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ ایک امیر ہم میں سے ہو گا اور ایک امیر تم (ماجرین) میں سے ہو گا۔ (دونوں مل کر حکومت کریں گے) پھر ابو بکر، عمر بن خطاب اور ابو عبیدہ بن جراح بنی شہان کی مجلس میں پہنچے۔ عمر بنی بشیر نے گفتگو کرنی چاہی لیکن حضرت ابو بکر بنی بشیر نے ان سے خاموش رہنے کے لئے کہا۔ عمر بنی بشیر کا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم میں نے ایسا صرف اس وجہ سے کیا تھا کہ میں نے پہلے ہی سے ایک تقریر تیار کر لی تھی جو مجھے بہت پسند آئی تھی، پھر بھی مجھے ڈر تھا کہ ابو بکر بنی بشیر کی برابری اس سے بھی نہیں ہو سکے گی۔ آخر حضرت ابو بکر بنی بشیر نے انتہائی بلا غلت کے ساتھ بات شروع کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ہم (قریش) امراء ہیں اور تم (جماعت انصار) وزراء ہو۔ اس پر حضرت جہاب بن منذر بنی بشیر بولے کہ نہیں اللہ کی قسم ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے، ایک امیر ہم میں سے ہو گا اور ایک امیر تم میں سے ہو گا۔ حضرت ابو بکر بنی بشیر نے فرمایا کہ نہیں ہم امراء ہیں تم وزراء ہو (وجہ یہ ہے کہ) قریش کے لوگ سارے عرب میں شریف خاندان شمار کئے جاتے ہیں اور ان کا ملک (یعنی مکہ) عرب کے بیچ میں ہے تو اب تم کو اختیار ہے یا تو عرب سے بیعت کر لو یا ابو عبیدہ بن جراح سے۔ حضرت عمر بنی بشیر نے کہا، نہیں ہم آپ سے ہی بیعت کریں گے، آپ ہمارے سردار ہیں، ہم میں سب سے بہتر ہیں اور رسول کریم ﷺ کے نزدیک آپ ہم سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت عمر بنی بشیر نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی پھر سب لوگوں نے بیعت کی۔ اتنے میں کسی کی آواز آئی کہ سعد بن عبادہ بنی بشیر کو تم لوگوں نے مار ڈالا۔ عمر بنی بشیر نے کہا، نہیں اللہ نے مار ڈالا۔

(۳۶۶۹) اور عبد اللہ بن سالم نے زیدی سے نقل کیا کہ عبد الرحمن بن قاسم نے بیان کیا، انہیں قاسم نے خبر دی اور ان سے عاششہ بنی بشیر نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی نظر (وفات سے پہلے) اٹھی اور آپ

فَسَخَّنَ النَّاسُ يَنْكُونُ . قَالَ: وَاجْتَمَعَتِ الْأَنْصَارُ إِلَيْهِ سَعْدُ بْنُ عَبَادَةَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةِ فَقَالُوا: مَنْ أَمِيزَ وَمَنْكُمْ أَمِيزٌ، فَلَدَهُبَ إِلَيْهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَأَبُو عَيْنَةَ بْنَ الْجَرَاحِ، فَلَدَهُبَ عُمَرُ يَتَكَلَّمُ، فَأَسْكَنَهُ أَبُو بَكْرٍ، وَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ : وَاللَّهِ مَا أَرَدْتُ بِذَلِكَ إِلَّا أَنِّي قَدْ هَيَّاتُ كَلَامًا فَذَدَ أَغْجَبَنِي خَشِيتُ أَنْ لَا يَتَلَغَّهُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَتَكَلَّمَ أَبْلَغَ النَّاسَ، فَقَالَ لَيْ بَلَغَ لِي كَلَامًا: نَعْنَ الْأَمْرَاءِ وَأَنْتُمُ الْوُزَّارَاءُ. فَقَالَ حَبَّابُ بْنُ الْمُنْتَهِرِ: لَا وَاللَّهِ لَا نَفْعَلُ، مَنْ أَمِيزَ وَمَنْكُمْ أَمِيزٌ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَا، وَلَكُمُ الْأَمْرَاءُ وَأَنْتُمُ الْوُزَّارَاءُ. هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ دَارُوا وَأَغْرَبُهُمْ أَحْسَابًا، فَبَيَّنُوا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَوْ أَبَا عَيْنَةَ بْنَ الْجَرَاحِ: فَقَالَ عُمَرُ: بَلْ بُنَيَّلُكَ أَنْتَ، فَأَنْتَ سَيِّدُنَا وَحَبَّبُنَا وَأَحْبَبْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَأَخَذَ عُمَرُ بِيَدِهِ فَبَيَّنَهُ وَبَيَّنَهُ النَّاسُ. فَقَالَ قَاتِلُهُ: قَبَّلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عَبَادَةَ، فَقَالَ: عُمَرُ: قَتَلَهُ اللَّهُ). [۱۲۴۲۰]

۳۶۶۹ - وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَالِمٍ عَنْ الرَّبِيعِيِّ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ الْفَاسِمِ : أَخْبَرَنِي الْفَاسِمُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

لے فرمایا اے اللہ! مجھے سنتِ اعلیٰ میں (داخل کر) آپ نے یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا اور پوری حدیث بیان کی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ابو بکر اور عمر بن الخطاب دونوں ہی کے خطبوں سے نفع پہنچا۔ حضرت عمر بن الخطاب نے لوگوں کو دھمکایا کیونکہ ان میں بعض منافقین بھی تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس طرح (الظافر اور ایں پھیلانے سے) ان کو باز رکھا۔

(۳۶۷۰) اور بعد میں حضرت ابو بکر بن عثیمین نے جو حق اور بدایت کی بات تھی وہ لوگوں کو سمجھادی اور ان کو بتلا دیا جو ان پر لازم تھا (یعنی اسلام پر قائم رہنا) اور وہ یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے باہر آئے "محمد بن عثیمین ایک ایک رسول ہیں اور ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔ الشاکرین، تک۔

تَسْبِيحُهُ حضرت ابو بکر صدیق بن عثیمین کے اس عظیم خطبے نے امت کے شیرازے کو منتشر ہونے سے بچا لیا۔ انصار نے جو دو امیر مقرر بن عبادہ بن عثیمین کی تجویز پیش کی تھی وہ صحیح نہ تھی۔ کیونکہ ایک میان میں دو تکواریں نہیں رکھی جاسکتیں۔ روایت میں حضرت سعد بن عبادہ بن عثیمین کے لئے حضرت عمر بن عثیمین کی تجویز لے کر آئے تھے۔ خدا غواستہ اس پر عمل ہوتا تو تجویز بست ہی برا ہوتا۔ کہتے ہیں کہ حضرت عبادہ اس کے بعد شام کے ملک کو پہنچے گئے اور وہیں آپ کا انتقال ہوا۔ اس حدیث سے نسب خلیفہ کا وجوب ثابت ہوا کیونکہ صحابہ کرام نے آنحضرت بن عثیمین پر بھی اس کو مقدم رکھا، صد افسوس کہ امت نے جلد ہی اس فرض کو فراموش کر دیا۔ پہلی خرابی یہ پیدا ہوئی کہ خلافت کی جگہ ملوکت آگئی، پھر جب مسلمانوں نے قطار عالم میں قدم رکھا تو مختلف اقوام عالم سے ان کا سابقہ پڑا جن سے متاثر ہو کر وہ اس فریضہ ملت کو بھول گئے اور انتشار کا شکار ہو گئے۔ آج تو دورہ دوسرا ہے اگرچہ اب بھی مسلمانوں کی کافی حکومتیں دنیا میں قائم ہیں مگر خلافت راشدہ کی جھلک سے اکثر محروم ہیں۔ اللہ پاک اس دور پر فتن میں مسلمانوں کو باہمی اتفاق نصیب کرے کہ وہ تحدہ طور پر جمع ہو کر ملت اسلامیہ کی خدمت کر سکیں آئیں۔

(۳۶۷۱) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہ امام کو سفیان ثوری نے خبر دی، کہ امام سے جامع بن الی راشد نے بیان کیا کہ امام سے ابو یعلی نے بیان کیا، ان سے محمد بن حنفیہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد (علی بن عثیمین) سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل صحابی کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ ابو بکر (بن عثیمین)۔ میں نے پوچھا پھر کون ہیں؟ انہوں نے بتایا، اس کے بعد عمر بن عثیمین ہیں۔ مجھے اس کا اندیشہ ہوا کہ اب (پھر میں نے پوچھا کہ اس کے بعد؟ تو) کہہ دیں گے کہ عثمان بن عثیمین۔ اس لئے میں نے خود کہا، اس کے بعد آپ ہیں؟ یہ سن کر بولے

قالت: ((شَخْصٌ بَصَرَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: فِي الرُّؤْيِنِ الْأَغْلَى (الْأَلْآتِ) وَلَقُنُ الْحَدِيْنِ). قالت عائشة: فَمَا كَانَ مِنْ حُطْبَتِهِمَا مِنْ حُطْبَةٍ إِلَّا نَفَعَ اللَّهُ بِهَا، لَقَدْ حَوَّلَ حُمْرَ النَّاسَ وَإِنَّ لِنَفْهُمْ لِيَدِهَا فَرَدَمُ اللَّهِ بِهِذِهِكُلِّهِ). [راجح: ۱۲۴۱]

- (لَمْ لَقَدْ بَصَرْ أَبُو بَكْرٍ النَّاسَ الْهُدَى، وَعَرَفُهُمُ الْحَقُّ الَّذِي عَنْهُمْ، وَخَرَجُوا بِهِ يَتَّلَوُنَ: هَوْمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَّتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ - إِلَى - الشَّاكِرِينَ). [راجح: ۱۲۴۲]

تَسْبِيحُهُ حضرت ابو بکر صدیق بن عثیمین کرنے کی تجویز پیش کی تھی وہ صحیح نہ تھی۔ کیونکہ ایک میان میں دو تکواریں نہیں رکھی جاسکتیں۔ روایت میں حضرت سعد بن عبادہ بن عثیمین کے لئے حضرت عمر بن عثیمین کی تجویز لے کر آئے تھے۔ خدا غواستہ اس پر عمل ہوتا تو تجویز بست ہی برا ہوتا۔ کہتے ہیں کہ حضرت عبادہ اس کے بعد شام کے ملک کو پہنچے گئے اور وہیں آپ کا انتقال ہوا۔ اس حدیث سے نسب خلیفہ کا وجوب ثابت ہوا کیونکہ صحابہ کرام نے آنحضرت بن عثیمین پر بھی اس کو مقدم رکھا، صد افسوس کہ امت نے جلد ہی اس فرض کو فراموش کر دیا۔ پہلی خرابی یہ پیدا ہوئی کہ خلافت کی جگہ ملوکت آگئی، پھر جب مسلمانوں نے قطار عالم میں قدم رکھا تو مختلف اقوام عالم سے ان کا سابقہ پڑا جن سے متاثر ہو کر وہ اس فریضہ ملت کو بھول گئے اور انتشار کا شکار ہو گئے۔ آج تو دورہ دوسرا ہے اگرچہ اب بھی مسلمانوں کی کافی حکومتیں دنیا میں قائم ہیں مگر خلافت راشدہ کی جھلک سے اکثر محروم ہیں۔ اللہ پاک اس دور پر ما انا إِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ.

کہ میں تو صرف عام مسلمانوں کی جماعت کا ایک شخص ہوں۔

لَشَّبِيهِ حضرت علی بنِ ابو بکرؓ کے اس قول سے ان لوگوں نے دبیل لی ہے جو حضرت ابو بکر صدیقؓ بنِ ابو بکرؓ کو آخر حضرت مسیح موعودؓ کے بعد سب سے افضل کہتے ہیں پھر ان کے بعد حضرت عمر بنِ ابو بکرؓ کو مجیسے جموروں الیل سنت کا قول ہے۔ عبد الرزاق محدث فرماتے ہیں کہ حضرت علی بنِ ابو بکرؓ نے خود شیخین کو اپنے اوپر فضیلت دی ہے لہذا میں بھی فضیلت دیتا ہوں ورنہ بھی فضیلت نہ دیتا۔ دوسری روایت میں حضرت علی بنِ ابو بکرؓ سے منقول ہے کہ جو کوئی مجھ کو شیخین کے اوپر فضیلت دے میں اس کو مفتری کی حد لگاؤں گا۔ اس سے ان کی حضرات کو سبق لیانا چاہئے جو حضرت علی بنِ ابو بکرؓ کی تفصیل کے قائل ہیں جب کہ خود حضرت علی بنِ ابو بکرؓ ان کو مفتری قرار دے رہے ہیں۔

(۳۶۷۲) ہم سے قبیلہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے مالک نے، ان سے عبد الرحمن بن قاسم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے جب ہم مقام بیداع یا مقام ذات الجیش پر پہنچے تو میرا ایک ہار نوث کر گر گیا۔ اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی ملاش کے لئے وہاں ٹھہر گئے اور صحابہ بھی آپ کے ساتھ ٹھہرے لیکن نہ اس جگہ پانی تھا اور نہ ان کے ساتھ پانی تھا۔ لوگ حضرت ابو بکرؓ بنِ ابو بکرؓ کے پاس آ کر کنٹے لگے کہ آپ ملاحظہ نہیں فرماتے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا، حضور اکرم ﷺ کو یہیں روک لیا ہے۔ اتنے صحابہ آپ کے ساتھ ہیں، نہ تو یہاں پانی ہے اور نہ لوگ اپے ساتھ لئے (پانی) ہوئے ہیں۔ اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ بنِ ابو بکرؓ اندر آئے۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت اپنا سر مبارک میری ران پر رکھے ہوئے سو رہے تھے۔ وہ کنٹے لگے، تمہاری وجہ سے آخر حضرت ﷺ کو اور سب لوگوں کو رکنا پڑا۔ اب نہ یہاں کیسی پانی ہے اور نہ لوگوں کے ساتھ پانی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکرؓ بنِ ابو بکرؓ نے مجھ پر غصہ کیا اور جو کچھ اللہ کو منکور تھا انہوں نے کما اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں کچوک کے لگانے لگے۔ میں ضرور ترپ اٹھتی مگر آخر حضرت ﷺ کا سر مبارک میری ران پر تھا۔ آخر حضرت ﷺ سوتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو پانی نہیں تھا اور اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے تیم کا حکم نازل فرمایا اور سب نے تیم کیا، اس پر اسید بن حفیر رضی اللہ عنہ نے کما کہ اے آل ابو بکر! یہ

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْفَالِسِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: ((خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي نَفْسِ أَسْفَارِهِ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْيَمَادِ - أَوْ بِذَادِ الْجَيْشِ - انْقَطَعَ عِقْدَ لَيْنِي، فَأَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى التِّمَاصِيَةِ، وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءً. فَأَتَى النَّاسُ أَبْيَا بَكْرٍ فَقَالُوا: أَلَا تَرَى مَا صَنَعْتِ عَائِشَةً؟ أَقَامْتِ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَبِالنَّاسِ مَعَهُ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءً. فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَاضْطَاعَ رَأْسَهُ عَلَى فَخْدِي قَذْ نَامَ، فَقَالَ: حَبَسْتِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسَ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءً. قَالَتْ: فَعَاتَبَنِي وَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ، وَجَعَلَ يَطْعَنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصَرَتِي فَلَا يَمْغُنِي مِنَ التَّحْرِكِ إِلَّا مَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى فَخْدِي، فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ أَيْهَا التِّسْمَ «فَيَمْمَوْا» [النساء : ۴۳]، فَقَالَ أَسَيْدُ بْنُ الْحُضْرَمِ

تماری کوئی پہلی برکت نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ہم نے جب اس اونٹ کو اخْلِیا جس پر میں سوار تھی تو ہار اسی کے نیچے ہمیں ملا۔

لفقال عالیشہ : فَعَقَّتَا الْعَيْنَ إِذْنِي سُكْنَتْ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَخْفَهُ۔

[راجع: ۳۲۴]

لَشَبَّحَ گم ہونے والا ہر حضرت امام **بنینځای** کا تھا، اس لئے حضرت عائشہ **بنینځای** کو اور بھی زیادہ لگر ہوا، بعد میں اللہ تعالیٰ نے اسے ملا دیا۔ حضرت ایسید بن خیر **بنینځای** کے قول کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابو بکر **بنینځای** کی اولاد کی وجہ سے مسلمانوں کو بیش فوائد و برکات ملتے رہے تھے۔ یہ حدیث کتاب **اللسم** میں بھی مذکور ہو چکی ہے۔ یہاں پر اس کے لانے سے یہ غرض ہے کہ اس حدیث سے حضرت ابو بکر صدیق **بنینځای** کے خاندان کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ ایسید **بنینځای** نے کہا۔ ماهی باول برکتکم بآں ابی بکر۔

(۳۶۷۳) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے امشش نے بیان کیا کہ امیں نے ذکوان سے سن اور ان سے ابو سعید خدری **بنینځای** نے بیان کیا کہ بنی کرمیم **بنینځای** نے فرمایا میرے اصحاب کو برا بھلامت کرو۔ اگر کوئی شخص احمد پہاڑ کے برابر بھی سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کرڈا لے تو ان کے ایک مد غله کے برابر بھی نہیں ہو سکتا اور نہ ان کے آدمیے مد کے برابر۔ شعبہ کے ساتھ اس حدیث کو جریر، عبد اللہ بن داؤد، ابو معاویہ اور محاضر نے بھی امشش سے روایت کیا ہے۔

لَشَبَّحَ عن الأغمش قال : سمعت ذکوانا يحدُثُ عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَسْبُوا أَصْحَابَنِي). فَلَوْ أَنْ أَخْدُكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أَحَدٍ ذَهَبَا مَا بَلَغَ مَذْأَدُهُمْ وَلَا نَصِيفَةٌ)). تابعه جریر و عبد اللہ بن داؤد و أبو معاویہ و محاضر عن الأغمش.

لَشَبَّحَ اس سے عام طور پر صحابہ کرام **بنینځای** کی فضیلت ثابت ہوتی ہے یہ وہ بزرگان اسلام ہیں۔ جن کو دیدار رسالت پناہ **بنینځای** نصیب ہوا۔ اس لئے ان کی عند اللہ بری اہمیت ہے۔ جریر **بنینځای** کی روایت کو امام مسلم نے اور محاضر کی روایت کو ابو الفتح نے اپنے فوائد میں اور عبد اللہ بن داؤد کی روایت کو مدد نے اور ابو معاویہ کی روایت کو امام احمد نے وصل کیا ہے۔ خدمت اسلام میں صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی مالی قربانیوں کو اس لئے فضیلت حاصل ہے کہ انہوں نے ایسے وقت میں خرچ کیا جب سخت ضرورت تھی، کافروں کا غالبہ تھا اور مسلمان محتاج تھے۔ مقصود مہاجرین اولین اور انصار کی فضیلت بیان کرنا ہے۔ ان میں ابو بکر صدیق **بنینځای** بھی تھے، لہذا باب کی مطابقت حاصل ہو گئی۔ یہ حدیث آپ نے اس وقت فرمائی جب خالد بن ولید اور عبد الرحمن بن عوف **بنینځای** میں کچھ سکرار ہوئی۔ خالد نے عبد الرحمن کو کچھ سخت کما۔ آپ نے خالد کو مخاطب کر کے یہ فرمایا۔ بعض نے کہا کہ یہ خطاب ان لوگوں کی طرف ہے جو صحابہ کے بعد پیدا ہوں گے۔ ان کو موجودہ فرض کر کے ان کی طرف خطاب کیا۔ مگر یہ قول صحیح نہیں ہے کیونکہ خالد **بنینځای** کی طرف خطاب کر کے آپ نے یہ حدیث فرمائی تھی اور خالد **بنینځای** خود صحابہ میں سے ہیں۔

(۳۶۷۴) ہم سے ابو الحسن محمد بن مسکین نے بیان کیا، کہا ہم سے **الحسن** حداشتا یخنی بن حسان حداشتا سلیمان عن شریک بن ابی نمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شریک بن ابی نمر نے اس سے سعید بن مسیب نے بیان کیا، کہا مجھ کو

ابو موسیٰ اشعریٰ رض نے خبر دی کہ انہوں نے ایک دن اپنے گھر میں وضو کیا اور اس ارادہ سے لکھ لی کہ آج دن بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر وہ مسجد بُوی میں حاضر ہوئے اور آخر صرفت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھا تو وہاں موجود لوگوں نے تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو تشریف لے جا چکے ہیں اور آپ اس طرف تشریف لے گئے ہیں۔ چنانچہ میں آپ کے متعلق پوچھتا ہوا آپ کے یہچے یہچے لکھا اور آخر میں نے دیکھا کہ آپ (قاکے قریب) بہر اریں میں داخل ہو رہے ہیں۔ میں دروازے پر بیٹھ گیا اور اس کا دروازے سمجھو کر شاخوں سے بنا ہوا تھا۔ جب آپ قضاۓ حاجت کرچکے اور وضو بھی کر لیا تو میں آپ کے پاس گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ بہر اریں (اس باغ کے کنوں) کی منڈپ پر بیٹھے ہوئے ہیں، اپنی پنڈلیاں آپ نے کھول رکھی ہیں اور کنوں میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہیں۔ میں نے آپ کو سلام کیا اور پھر واپس آکر باغ کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے سوچا کہ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درباں رہوں گا۔ پھر حضرت ابو بکر رض آئے اور دروازہ کھولنا چاہا تو میں نے پوچھا کہ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ابو بکر! میں نے کہا تو دیر ثہر جائیے۔ پھر میں آخر صرفت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حسرہ وہ اور عرض کیا کہ ابو بکر دروازے پر موجود ہیں اور اندر آنے کی اجازت آپ سے چاہتے ہیں۔ آخر صرفت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی۔ میں دروازہ پر آیا اور حضرت ابو بکر رض سے کہا کہ اندر تشریف لے جائیے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے۔ حضرت ابو بکر رض اندر داخل ہوئے اور اسی کنوں کی مینڈپ پر آخر صرفت صلی اللہ علیہ وسلم کی داہتی طرف بیٹھ گئے اور اپنے دونوں پاؤں کنوں میں لٹکائے، جس طرح آخر صرفت صلی اللہ علیہ وسلم نے لٹکائے ہوئے تھے اور اپنی پنڈلیوں کو بھی کھول لیا تھا۔ پھر میں واپس آکر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ میں آتے وقت اپنے بھائی کو وضو کرتا ہوا چھوڑ آیا تھا۔ وہ میرے ساتھ آنے والے تھے، میں نے اپنے دل میں کاش اللہ تعالیٰ قلاں کو خردے دیتا، ان

سعید بن المُستَب قَالَ: ((أَخْبَرَنِي أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ أَنَّهُ تَوَضَّأَ فِي يَتَّهِيَةٍ خَرَجَ فَقَلَّتْ: لَا لِرِمْنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا كُوَنَّ مَعَهُ تَوْمِي هَذَا، فَجَاءَ الْمَسْجَدَ فَسَأَلَّ هُنَّ الَّذِينَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَفَلَّا وَلَا: خَرَجَ وَرَجَّهَ هَا هَذَا، فَخَرَجَتْ عَلَى إِبْرَاهِيمَ أَسَانَ عَنْهُ حَتَّى دَخَلَ بَنْزَ أَرِينِسَ، فَجَلَسَ عِنْدَ الْبَابِ - وَبَاهِهَا مِنْ جَرِيدَ - حَتَّى فَصَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَةَ فَوَضَّأَ، فَقَعَتْ إِلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلَى بَنْزِ أَرِينِسَ وَتَوَسَّطَ قَفْهَا وَكَشَفَ عَنْ سَاقِيهِ وَدَلَّهُمَا فِي الْبَنْزِ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَنْصَرَفَ فَجَلَسَ عِنْدَ الْبَابِ فَقَلَّتْ: لَا كُوَنَّ بَوَابَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْيَوْمَ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَدَفَعَ الْبَابَ، فَقَلَّتْ مَنْ هَذَا؟ قَالَ: أَبُوبَكْرٍ. فَقَلَّتْ: عَلَى رِسْلِكَ، ثُمَّ ذَهَبَتْ فَقَلَّتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ، قَالَ: ((اَنْذِنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)). فَاقْبَلَتْ حَتَّى قَلَّتْ لِأَبِي بَكْرٍ: اذْخُلْ وَرَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَشْرُكْ بِالْجَنَّةِ، فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَجَلَسَ عَنْ يَمِينِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَعَهُ مَعَهُ فِي الْقَفْ وَدَلَّ رِجْلَيْهِ فِي الْبَنْزِ كَمَا صَنَعَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَكَشَفَ عَنْ سَاقِيهِ، ثُمَّ رَجَعَتْ فَجَلَسَ وَقَدْ تَرَكَتْ أَخِي يَتَّهِيَةً وَلِحَقْنِي، فَقَلَّتْ: إِنْ يُرِدَ اللَّهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا - بُرِينَدَ أَخَاهُ - يَاتِ يَدِهِ، فَإِذَا

کی مراد اپنے بھائی سے تھی اور انہیں یہاں پہنچا رہتا۔ اتنے میں کسی صاحب نے دروازہ پر دستک دی میں نے پوچھا کون صاحب ہیں؟ کما کہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ)۔ میں نے کہا کہ تمہاری دیر کے لئے نصر جائیے۔ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کے بعد عرض کیا کہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) دروازے پر کھڑے اندر آئے کی اجازت چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی پہنچا دو۔ میں واہیں آیا اور کہا کہ اندر تشریف لے جائیے اور آپ کو رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہے۔ وہ بھی داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ اسی میمندگی پر ہائیں طرف بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کنوں میں لٹکا لئے۔ میں پھر دروازے پر آکر پیش گیا اور سچا رہا کہ کاش اللہ تعالیٰ فلاں (آپ کے بھائی) کے ساتھ خیر چاہتا اور انہیں یہاں پہنچا دیتا۔ اتنے میں ایک اور صاحب آئے اور دروازے پر دستک دی، میں نے پوچھا، کون صاحب ہیں؟ یوں کہ عثمان بن عفان۔ میں نے کہا تمہاری دیر کے لئے رک جائیے، میں آپ کے پاس آیا اور آپ کو ان کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور ایک مصیبت پر جو انہیں پہنچے گی جنت کی بشارت پہنچا دو۔ میں دروازے پر آیا اور ان سے کہا کہ اندر تشریف لے جائیے۔ حضور اکرم ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے ایک مصیبت پر جو آپ کو پہنچے گی۔ وہ جب داخل ہوئے تو دیکھا چبوترہ پر جگہ نہیں ہے اس لئے وہ دوسری طرف آنحضرت ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے۔ شریک نے بیان کیا کہ سعید بن مسیب نے کہا میں نے اس سے ان کی قبروں کی تاویل لی ہے (کہ اسی طرح بنیں گی)

یہ سعید بن مسیب کی کمال دانیٰ تھی حقیقت میں ایسا ہی ہوا۔ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر بن حینہ تو آنحضرت ﷺ کے پاس دفن ہوئے اور حضرت عثمان بن علی آپ کے سامنے بقیع غرقد میں۔ سعید کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ابو بکر اور عمر بن حینہ آپ کے دائیں بائیں دفن ہوں گے کیونکہ ایسا نہیں ہے۔ حضرت ابو بکر و علیؑ کی قبر آنحضرت ﷺ کے بائیں طرف ہے اور حضرت عمر بن علیؑ کی قبر حضرت ابو بکر کے بائیں طرف ہے۔ آنحضرت ﷺ کی ان مبارک نشانیوں کی بنا پر متعلقہ جملہ حضرات صحابہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کا جتنی ہوتا یقینی امر ہے۔ پھر یعنی امت میں ایک ایسا گروہ موجود ہے جو حضرات شیخین کرام کی توفیں کرتا ہے۔ اس گروہ سے اسلام کو جو نقصان پہنچا ہے وہ تاریخ ماضی

انسان یہ حکمِ الہاب۔ فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟
فَقَالَ عُمَرُ أَبْنُ النَّبَّابِ، فَقُلْتُ عَلَى
رِسْلِكَ تُمْ جِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ: هَذَا عُمَرُ بْنُ
النَّبَّابِ يَسْتَأْذِنُكَ. فَقَالَ: ((اللَّهُ أَكْبَرُ
وَتَسْرِهُ بِالجَنَّةِ)) فَجِئْتُ فَقُلْتُ: اذْخُلْنِي
وَبَشِّرْنِي رَسُولُ اللَّهِ بِالجَنَّةِ. فَذَخَلْنِي
فَجَلَسْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ فِي الْقَفْ عَنْ
يَسَارِهِ وَذَلِيلِ رِجْلِهِ فِي الْبَيْنِ. ثُمَّ رَجَعْتُ
فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ: إِنْ يُرِدَ اللَّهُ بِفُلَانَ خَيْرًا
يَأْتِي بِهِ. فَجَاءَ إِنْسَانٌ يَحْرُكُ الْأَبَابَ،
فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: عُثْمَانُ بْنُ عَفَانَ
فَقُلْتُ: عَلَى رِسْلِكَ. فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ
اللَّهِ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ((اللَّهُ أَكْبَرُ وَتَسْرِهُ
بِالجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبَتِهِ)), فَجَتَتْهُ فَقُلْتُ
لَهُ اذْخُلْنِي وَبَشِّرْنِي رَسُولُ اللَّهِ
بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبَتِكَ. فَذَخَلْنِي فَوَجَدْتُ
الْقَفْ قَدْ مَلِئَ، فَجَلَسْتُ وَجَاهَهُ مِنَ الشَّقِّ
الْآخِرِ، قَالَ: شَرِيكٌ قَالَ سَعِيدُ بْنُ
الْمُسَيْبِ: فَأَوْلَهَا قُبُورُهُمْ).

[اطرافہ فی : ۳۶۹۳، ۳۶۹۵، ۶۲۱۶، ۷۰۹۲، ۷۲۶۲]

کے اور اس پر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ حضرت عثمان فیضؑ کی بہت آپ نے ان کی شہادت کی طرف اشارہ فرمایا جو خدا کے ہاں مقدر تھی اور وہ وقت آیا کہ خود اسلام کے فرزندوں نے حضرت عثمان بن علیؑ میں جلیل القدر خلیفہ راشد کے خلاف علم بغاوت بلند کیا، آخر ان کو شہید کر کے دم لیا۔ ۱۳۹۰ھ کے عج کے موقع پر بقیع غرقد میں میں جب حضرت عثمان کی قبر راضیہ حاضر ہوا تو دریں تک ماضی کے صورات میں کھویا ہوا آپ کی جلالت شان اور ملت کے بعض لوگوں کی غداری پر سوچتا رہا۔ اللہ پاک ان جملہ بزرگوں کو ہمارا اسلام پہنچائے اور قیامت کے دن سب سے ملاقات نصیب کرے آئیں۔ مذکورہ اریس مسیہ کے ایک مشور باغ کا نام تھا، اس باغ کے کنویں میں آخر پرست شیخیل کی آنکوٹھی جو حضرت عثمان بن علیؑ کی الٰی میں تھی۔ گرگنی تھی جو علاش بیمار کے باوجود نہ مل سکی۔ آج کل یہ کنوں مسجد قبا کے پاس کھنڈر کی شکل میں شکل موجود ہے۔ اسی جگہ یہ باغ واقع تھا۔

(۳۶۷۵) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میکی بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے سعید نے، ان سے قادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک بن علیؑ نے بیان کیا کہ جب نبی کرم شیخیل، ابو بکر، عمر اور عثمان بن علیؑ کو ساتھ لے کر واحد پہاڑ پر چڑھے تو واحد کانپ اٹھا۔ آخر پرست شیخیل نے فرمایا، احمد! قرار پڑ کر کہ تھوڑ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

۳۶۷۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَعَ أَخْدَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ، فَرَجَفَ بِهِمْ، فَقَالَ: ((إِنَّ أَخْدَهُ فِي عَلَيْكُمْ نَبِيٌّ وَصَدِيقٌ وَشَهِيدَانِ)).

[طرفاہ فی : ۳۶۸۶، ۳۶۹۹۔]

آخر پرست شیخیل کی یہ مجرمانہ پیش گوئی تھی جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور حضرت عمر اور حضرت عثمان بن علیؑ ہردو نے جام شہادت نوش فرمایا۔ مقصود اس سے حضرت ابو بکر صدیق بن علیؑ کی فضیلت بیان کرنا ہے۔ احمد پہاڑ کا کانپ اٹھنا بحر جن ہے جو رسول کرم شیخیل کے ایک مجھوہ کے طور پر ظور میں آیا۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ قدرت کی ہر ہر تکوں اپنی حد کے اندر شعور زندگی رکھتی ہے۔ عج ہے۔ عج ہے۔

«وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يَسْتَعْيِنُ بِحَمْدِهِ» (بخاری اسرائیل: ۲۲)

(۳۶۷۶) مجھ سے ابو عبد اللہ احمد بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، کہا ہم سے سخر نے بیان کیا، ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر بن علیؑ نے بیان کیا کہ رسول اللہ شیخیل نے فرمایا میں ایک کنویں پر (خواب میں) کھڑا اس سے پانی کھینچ رہا تھا کہ میرے پاس ابو بکر اور عمر بن علیؑ بھی پہنچ گئے۔ پھر ابو بکر بن علیؑ نے ڈول لے لیا اور ایک یا دو ڈول کھینچے۔ ان کے کھینچنے میں ضعف تھا اور اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے گا۔ پھر ابو بکر بن علیؑ کے ہاتھ سے ڈول عمر بن علیؑ نے لے لیا اور ان کے ہاتھ میں پہنچتے ہی وہ ایک بست بڑے ڈول کی شکل میں ہو گیا۔ میں نے کوئی ہمت والا اور بہادر انسان نہیں دیکھا جو اتنی سن تدبیر اور مضبوط قوت کے ساتھ کام کرنے کا عادی ہو۔ چنانچہ

۳۶۷۶- حَدَّثَنِي أَخْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا وَهَبْ بْنُ حَرْبِي حَدَّثَنَا صَخْرٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رَبِّيْسَمَا أَنَا عَلَىٰ بِنْ أَنْزَعَ مِنْهَا جَاءَنِي أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَأَخْدَهُ أَبُو بَكْرٍ الدَّلْوَ فَنَزَعَ ذُنُوبًا أَوْ ذُنُوبَيْنِ، وَفِي نَزْعِيهِ ضَعْفٌ، وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ). ثُمَّ أَخْدَهَا أَبْنَ الْخَطَابِ مِنْ يَدِ أَبِي بَكْرٍ فَاسْتَحْالَتْ فِي يَدِهِ غَزِيزًا، فَلَمْ أَرْ عَبْرَقِيَا مِنَ النَّاسِ يَفْرِي فَرِيَةً، فَنَزَعَ حَتَّى

صَرَبَ النَّاسُ بِعَطْنٍ). قَالَ وَهُبْ: الْفَطْنُ
مِنْكُ الْإِبْلِ، يَقُولُ: حَتَّى رَوَيْتَ الْإِبْلَ
فَأَنَا خَاتَّ. [رَاجِعٌ: ۳۶۲۴]

یہ حدیث پسلے بھی گزر چکی ہے اور حضرت صدیق بن عثیمین کی یہ بیان ہے کہ (دیں) بیٹھے گئے۔
باد جودہ دل انسوں نے پسلے سنبھالا اسی سے حضرت عمر بن عثیمین پر ان کی فویت ثابت ہوئی۔

(۳۶۷) ہم سے ولید بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے عمر بن سعید بن ابی الحسین مکی نے ان سے ابن ابی طیلک نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس بن عیاش نے بیان کیا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ کھڑا تھا جو عمر بن خطاب بن عثیمین کے لئے دعائیں کر رہے تھے۔ اس وقت ان کا جنازہ چارپائی پر رکھا ہوا تھا، اتنے میں ایک صاحب نے میرے پیچھے سے آ کر میرے شانوں پر اپنی کہنیاں رکھ دیں اور (عمر بن عثیمین) کو مخاطب کر کے کہنے لگے اللہ آپ پر رحم کرے۔ مجھے تو یہی امید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں (رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر بن عثیمین) کے ساتھ (دفن) کرائے گا۔ میں اکثر رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے سن کرتا تھا کہ ”میں اور ابو بکر اور عمر تھے“ ”میں نے اور ابو بکر اور عمر نے یہ کام کیا“ ”میں اور ابو بکر اور عمر گئے۔“ اس لئے مجھے یہی امید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان ہی دونوں بزرگوں کے ساتھ رکھے گا۔ میں نے جو مژکر دیکھا تو وہ حضرت علی بن عثیمین تھے۔

۳۶۷۷ - حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا
عَيْسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عَمْرُ بْنُ سَعِيدٍ بْنِ
أَبِي الْحُسْنَيْنِ الْمَكِيِّ عَنْ أَبْنِ أَبِي مَلِيْكَةِ
عَنْ أَبْنِ عَيْسَى قَالَ : ((إِنِّي لَوَاقَتُ فِي
قَوْمٍ فَدَعَوْا اللَّهَ لِعَمْرَ بْنَ الْخَطَابِ -
وَقَدْ وُضِعَ عَلَى سَوْنِيهِ - إِذَا رَجَلٌ مِنْ
خَلْفِي قَدْ وُضِعَ مِنْفَقَةٍ عَلَى مَنْكِيٍّ يَقُولُ:
رَحِمْتَ اللَّهَ، إِنْ كُنْتَ لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَكَ
اللَّهُ مَعَ صَاحِبِيكَ، لَأَنِّي كَثِيرًا مَا كُنْتُ
أَسْمَعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((كُنْتُ وَأَبُو
بَكْرٍ وَعَمْرًا، وَفَعَلْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعَمْرًا،
وَانْطَلَقْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعَمْرًا، فَإِنْ كُنْتَ
لَأَرْجُوا أَنْ يَجْعَلَكَ اللَّهُ مَعَهُمَا، فَالْتَّفَتَ
فَإِذَا هُوَ عَلَيِّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ)).

[طرفة فی : ۳۶۸۵].

لَشَيْخِي سجان اللہ یہ چاروں خلیفہ ایک دل اور ایک جان تھے اور ایک دوسرے کے خیز خواہ اور شاخواہ تھے اور جس نے یہ گمان کیا کہ یہ آپس میں ایک دوسرے کے مخالف اور بد خواہ تھے وہ مردود خود بدھاٹن اور منافق ہے۔ المراقب قیس علی نفسہ کا مصدق ہے۔ حق ہے۔

چہ نسبت خاک را بے عالم پاک کجا عیسیٰ کجا دجال ناپاک۔

حافظ نے کہا کہ حضرت ابو بکر صدیق بن عثیمین کا شکار ہوئے، واقدی نے کہا کہ انسوں نے سروی میں خسل کیا تھا، پدرہ دن تک بخار ہوا۔ بعض نے کہا کہ یہودیوں نے ان کو زہر دے دیا تھا۔ ۱۳ بماہ جماوی الآخری انسوں نے انتقال فرمایا، ان کی خلافت دو برس تین ماہ اور چند دن رہی۔ آخر حضرت مسیحی کی طرح ان کی عمر بھی انتقال کے وقت تریسی ۲۳ سال کی تھی۔ رضی اللہ عنہ و ارضاه و حشرنا اللہ فی خدامہ۔

(۳۶۷۸) مجھ سے محمد بن زید کوئی نے بیان کیا، کہا تم سے ولید نے بیان کیا، ان سے اوذامی نے، ان سے بیکی بن ابی کثیر نے، ان سے محمد بن ابراہیم نے اور ان سے عربہ بن زید نے بیان کیا کہ میں نے عہد اللہ بن عمر بن حنفیہ سے مشرکین کہ کی سب سے بڑی خالمانہ حرکت کے ہارے میں پوچھا جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کی تھی تو انہوں نے ٹھلایا کہ میں نے دیکھا کہ عقبہ بن ابی میظعہ آنحضرت ﷺ کے پاس آیا۔ آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے، اس بدجنت لے اپنی چادر آپ کی گردن مبارک میں ڈال کر ٹھیکی جس سے آپ کا گلا بڑی تھی کے ساتھ پہنس گیا۔ اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور اس بدجنت کو درفع کیا اور کہا کیا تم ایک ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا پور و گار اللہ تعالیٰ ہے اور وہ تمہارے پاس اپنے پروردگار کی طرف سے کھلی ہوئی دلیلیں بھی لے کر آیا ہے۔

۳۶۷۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْكُوَافِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ إِنْزَاهِيْمٍ عَنْ غَرْوَةَ بْنِ الْوَهْبِ قَالَ: مَالَتْ عَنْهُ اللَّهُ بْنُ عَمْرِو عَنْ أَنَّهُ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ، قَالَ ((رَأَيْتَ عَفْنَةَ بْنَ أَبِي مَغْفِطٍ جَاءَ إِلَيَّ النَّبِيِّ وَهُوَ يَصْنَعُ، فَوَضَعَ رِدَاءَ فِي غَنِيمَةِ لَخْنَقَةٍ بِهِ لَخْنَقَهَا شَلِينَدَا، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى دَفَعَ عَنْهُ لَقَالَ: هَلْ أَنْقَلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَلَدَّ جَاءَكُمْ بِالْبَيْنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ)) [غافر: ۲۸].

[طرفاہ فی: ۴۸۱۵، ۳۸۵۶]

ان جملہ احادیث کے نقل کرنے سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب بیان کرنا مقصود ہے۔

۶۔ بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

فضیلت کا بیان

ابی حفص القرشی العدوي

لَشَرِحِ حضرت عمر بن حنفیہ کا نسب نامہ یہ ہے عمر بن خطاہ بن نشیل بن عبد العزیز بن رباح بن عبد اللہ بن قحطان بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب۔ تو وہ کعب میں آنحضرت ﷺ کے نب سے مل جاتے ہیں، ان کا لقب فاروق تھا جو آنحضرت ﷺ نے دیا تھا، بعض نے کہا حضرت جبریل ﷺ یہ لقب لے کر آئے تھے۔ غرض عدالت اور علم، سیاست مدن اور حسن تدبیر اور انتظام مکلن میں اپنا نظر نہیں رکھتے تھے۔ ان کی سیرہ طیبہ پر دنیا کی پیشتر زبانوں میں مطول اور مختصر کافی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان کے مناقب سے متعلق بیان جو کچھ مذکور ہے وہ مشتمل نمونہ از خوارے ہے۔

(۳۶۷۹) ہم سے حاجج بن منہاں نے بیان کیا، کہا تم سے عبد العزیز ماجشوں نے بیان کیا، کہا تم سے محمد بن مکدر نے بیان کیا اور ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ علیہ السلام نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں (خواب میں) جنت میں داخل ہوا تو وہاں میں نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی رمیضاء کو دیکھا اور میں نے قدموں کی آواز سنی تو میں نے پوچھا، یہ کون صاحب ہیں؟ ہتایا گیا کہ یہ بلال رضی اللہ عنہ ہیں اور میں نے ایک محل

۳۶۷۹ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَاٰلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنِ الْمَاجِشُونِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ السُّنْكَدِيرِ عَنْ جَابِرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((رَأَيْتَ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ، فَإِذَا أَنَا بِالرَّمِيمَاءِ امْرَأَةٌ أَبِي طَلْحَةَ، وَ سَمِعْتُ خَشْفَةَ فَلَقْتُ مَنْ

دیکھا اس کے سامنے ایک عورت تھی، میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ تو بتایا کہ یہ عمر بیٹھ کر رہا ہے۔ میرے دل میں آیا کہ اندر داخل ہو کر اسے دیکھوں، لیکن مجھے عمر کی غیرت یاد آئی (اور اس لئے اندر داخل نہیں ہوا) اس پر حضرت عمر بیٹھ نے روتے ہوئے کہا میرے مال باب آپ پر فدا ہوں، یا رسول اللہ! کیا میں آپ سے غیرت کروں گا۔

هذا؟ فَقَالَ: هَذَا بِلَانٌ. وَرَأَيْتُ فَصَنْرًا بِقَنَائِهِ جَارِيًّا فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ فَقَالَ لِعُمَرَ. فَأَرَدْتُ أَنْ أَذْخُلَهُ فَأَنْظَرَ إِلَيْهِ فَدَكَرْتُ غَيْرَتَكَ. فَقَالَ عُمَرُ: بِأَبِيهِ وَأَمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ. أَعْلَمُكَ أَغَارٌ؟)).

[طرفہ فی : ۵۲۶، ۷۰۴].

ذکر کرد خاتون رہنماء نبی حضرت انس بن مٹھ کی والدہ ہیں۔ یہ لفظ رمض سے ہے۔ رمض آنکھ کے میل کو کہتے ہیں، ان کی آنکھوں میں میل رہتا تھا، اس لئے وہ اس لقب سے مشور تھیں۔

(۳۶۸۰) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم کویث نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے این شاپ نے بیان کیا کہ مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ بیٹھ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ مسیح کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضور مسیح نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب میں جنت دیکھی، میں نے دیکھا کہ ایک عورت ایک محل کے کنارے وضو کر رہی ہے۔ میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ تو فرشتوں نے جواب دیا کہ عمر بیٹھ کا۔ پھر مجھے ان کی غیرت و حیثیت یاد آئی اور میں وہیں سے کوٹ آیا۔ اس پر حضرت عمر بیٹھ روئیے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں آپ پر بھی غیرت کروں گا؟

(۳۶۸۱) مجھ سے ابو جعفر محمد بن ملت کوفی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ کو حمزہ نے خبر دی اور انہیں ان کے والد (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) نے کہ رسول اللہ مسیح نے فرمایا میں نے خواب میں دودھ پیا، اتنا کہ میں دودھ کی تازگی دیکھنے لگا جو میرے ناخن یا ناخنوں پر بہ رہی ہے۔ پھر میں نے پیالہ عمر بیٹھ کو دے دیا، صاحبہ نے پوچھا یا رسول اللہ! اس خواب کی تعبیر کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اس کی تعبیر علم ہے۔

(۳۶۸۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلَتْ أَبُو جَعْفَرِ الْكُوفِيِّ حَدَّثَنَا أَبْنُ الْمَبَارِكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ شَرِبْتُ - يَعْنِي اللَّبَنَ - حَتَّى أَنْظَرَ إِلَى الرَّيْبَيِّ يَخْرِي فِي ظُفُرِي - أَوْ فِي أَظْفَارِي - ثُمَّ نَاوَلْتُ عُمَرَ. قَالُوا: فَمَا أَوْلَتْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: الْعِلْمُ)). [راجع: ۸۲]

(۳۶۸۲) ہم سے محمد بن عبد اللہ بن نمير نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن بشر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو بکر بن سالم نے بیان کیا، ان سے سالم نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر بن حیثیہ نے کہ نبی کرم شَلَّٰ اللہُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنویں سے ایک اچھا بڑا ڈول کھینچ رہا ہوں، جس پر چرخ لکڑی کا لگا ہوا ہے۔ ”لکڑی کا چرخ“ پھر حضرت ابو بکر بن حیثیہ آئے اور انہوں نے بھی ایک یا دو ڈول کھینچنے مگر کمزوری کے ساتھ اور اللہ ان کی مغفرت کرے۔ پھر حضرت عمر بن حیثیہ آئے اور ان کے ہاتھ میں وہ ڈول ایک بہت بڑے ڈول کی صورت اختیار کر گیا۔ میں نے ان جیسا مضبوط اور باعظمت شخص نہیں دیکھا جو اتنی مضبوطی کے ساتھ کام کر سکتا ہو۔ انہوں نے اتنا کھینچا کہ لوگ سیراب ہو گئے اور اپنے اونٹوں کو پلا کر ان کے ٹھکانوں پر لے گئے۔ ابن حیثیہ نے کہا کہ عبقری کا معنی عمدہ اور زرایی اور عبقری سردار کو بھی کہتے ہیں (حدیث میں عبقری سے بھی مراد ہے) بھی بن زید فرنی نے کہا، زرایی ان پہنچوں کو کہتے ہیں جن کے حاشیے باریک، پھیلے ہوئے بت کر تھت سے ہوتے ہیں۔

یہ ترجیح اس صورت میں ہے جب حدیث میں لفظ ”بکرۃ“ مفتوح اور کاف ہو یعنی وہ گول لکڑی جس سے ڈول لکا دیتے ہیں، اگر ”بکرۃ“ سکون کاف ہو تو ترجیح یوں ہو گا وہ ڈول جس سے جوان اوٹنی کو دودھ پلانے ہیں۔

(۳۶۸۳) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شاہب نے، کہا مجھ کو عبد الحمید بن عبد الرحمن نے خبر دی اور ان سے ان کے والد (حضرت سعد بن ابی و قاص بن حیثیہ) نے بیان کیا (دوسری سند) اور مجھ سے عبد العزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شاہب نے، ان سے عبد الحمید بن عبد الرحمن بن زید نے، ان سے محمد بن سعد بن ابی و قاص نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن حیثیہ نے رسول اللہ شَلَّٰ اللہُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سے اندر آنے کی اجازت چاہی۔

۳۶۸۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُعَمَّرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِّرٍ حَدَّثَنَا عَبْدِ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَرِيتُ فِي الْمَنَامِ أَنِي أَنْزِعُ بَدْلَوْ بَكْرَةً عَلَى قَلِيبٍ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذُوْبَانًا أَوْ ذُنُوبَنِ نَزْعًا ضَعِيفًا وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ). ثُمَّ جَاءَ عَمْرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاسْتَخَالَتْ غَرَبَتَا، فَلَمْ أَرْ عَنْقَرِيَ يَفْرِي فَرِيَةً، حَتَّى رَوَى النَّاسُ وَضَرَبُوا بِعَطْنِي)). قَالَ أَبْنُ جَبَّيرٍ: الْعَقْرَبُ عَنَاقُ الزَّرَابِيِّ وَقَالَ يَحْيَى: الزَّرَابِيُّ الطَّنَافِسُ لَهَا حَمْلَ رَقِيقٌ. مِنْثُوَةٌ: كَبِيرَةٌ.

[راجح: ۳۶۳۴]

۳۶۸۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ أَخْبَرَنِي عَنْ أَلْحَمِيدِ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهَا قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: اسْتَأْذَنَ عَمْرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَى

اس وقت آپ کے پاس قریش کی چند عورتیں (امہات المؤمنین میں سے) بیٹھی باتیں کر رہی تھیں اور آپ کی آواز سے بھی بلند آواز کے ساتھ آپ سے نان فنقہ میں زیادتی کی درخاست کر رہی تھیں، جوں ہی حضرت عمر بن ہشمت نے اجازت چاہی تو وہ تمام کھڑی ہو کر پردے کے پیچھے جلدی سے ہاگ کھڑی ہوئیں۔ آخر آنحضرت ﷺ نے اجازت دی اور وہ داخل ہوئے تو آنحضرت ﷺ مسکرا رہے تھے۔ حضرت عمر بن ہشمت نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے۔ آپ نے فرمایا، مجھے ان عورتوں پر ہنسی آرہی ہے جو ابھی میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں لیکن تمہاری آواز سنتے ہی سب پردے کے پیچھے ہاگ گئیں۔ حضرت عمر بن ہشمت نے عرض کیا یا رسول اللہ! ڈرنا تو انہیں آپ سے چاہئے تھا۔ پھر انہوں نے (عورتوں سے) کہاے اپنی جانوں کی دشمنو! تم مجھ سے تو ڈرتی ہو اور حضور اکرم ﷺ سے نہیں ڈرتیں۔ عورتوں نے کہا کہ ہاں، آپ ٹھیک کرتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے مقابلے میں آپ کہیں زیادہ سخت ہیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اے ابن خطاب! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر کبھی شیطان تم کو کسی راستے پر چلتا رکھ لیتا تو اسے چھوڑ کر وہ کسی دوسرے راستے پر چل پڑتا۔

آپ نے دعا فرمائی تھی یا رسول اللہ! اسلام کو عمر یا پھر ابو جہل کے اسلام سے عزت عطا کر۔ اللہ نے حضرت عمر بن ہشمت کے حق میں آپ کی دعا قبول فرمائی۔ جن کے مسلمان ہونے پر مسلمان کعبہ میں اعلانیہ نماز پڑھنے لگے اور تبلیغ اسلام کے لئے راستہ کھل گیا، ان کے اسلام لانے کا واقعہ مشور ہے۔

(۳۶۸۴) ہم سے محمد بن شنی نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے قیس نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن مسعود بن ہشمت نے کہا کہ حضرت عمر بن ہشمت کے اسلام لانے کے بعد پھر ہمیں ہمیشہ عزت حاصل رہی۔

(۳۶۸۵) ہم سے عبد ان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، کہا ہم سے عمر بن سعید نے بیان کیا، ان سے ابن الی ملیکہ نے اور انہوں نے ابن عباس پیش کیا کہتے سنا کہ جب عمر بن ہشمت کو (شہادت کے بعد) ان

رسول اللہ ﷺ و عنده سنّة من فریش یکلمته و یستکثرنہ، غالیه أصواتهنَّ علی صوته فلما استاذنَ عمرَ بن الخطابَ فمنْ فبادرَنَ الحِجَابَ، فاذنَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَدَخَلَ عَمْرَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يضحك، فقال عمر : أضحك الله مينك يا رسول الله، فقال النبي ﷺ ((عجبت من هؤلاء اللاطي كُنْ عندِي، فلما سمعَ صوتَكَ ابتدأْنَ الحِجَابَ)، فقال عمر: فلانت أحق أن يهمنَ يا رسول الله. ثم قال عمر: يا عدوَاتِ أنفسِهِنَّ أتَهْبَتِي ولا تَهْبِنَ رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ فقلَّنَ : نَعَمْ، أَنْتَ أَفْظُرُ وَأَغْلَظُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فقال النبي ﷺ: ((إِنَّهَا يَا ابْنَ الْخَطَابِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجَأَ قَطَ إِلَّا سَلَكَ فَجَأَ غَيْرَ فَجَكَ)). [راجع: ۳۲۹۴]

حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُشْتَى حدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا قَيسٌ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: ((مَا زِلْنَا أَعَزَّةً مُنْذَ أَسْلَمَ عَفْرَ)). [طرفة في: ۳۸۶۳].

حدَّثَنَا عَبْدَانَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ حَدَّثَنَا عَمْرُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مَلِيكةَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسَ يَقُولُ: وَضَعَعَ عَمْرُ

کے بستر رکھا گیا تو تمام لوگوں نے نعش مبارک کو گھیر لیا اور ان کے لئے (خدا سے) دعا اور مغفرت طلب کرنے لگے۔ نعش بھی اٹھائی نہیں گئی تھی، میں بھی وہیں موجود تھا۔ اسی حالت میں اچانک ایک صاحب نے میرا شانہ پکڑ لیا، میں نے دیکھا تو وہ علی ہنڈھ تھے۔ پھر انہوں نے عمر بن حیثیٰ کے لئے دعاء رحمت کی اور (ان کی نعش کو مخاطب کر کے) کہا، آپ نے اپنے بعد کسی بھی شخص کو نہیں چھوڑا کہ جسے دیکھ کر مجھے یہ تمنا ہوتی کہ اس کے عمل جیسا عمل کرتے ہوئے میں اللہ سے جاملوں اور خدا کی قسم مجھے تو (پسلے سے) یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہی رکھے گا۔ میرا یہ یقین اس وجہ سے تھا کہ میں نے اکثر رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے تھے کہ ”میں ابو بکر اور عمر گئے۔ میں ابو بکر اور عمر داخل ہوئے۔ میں ابو بکر اور عمر باہر آئے۔“

(۳۶۸۶) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید نے بیان کیا (دوسری سند) امام بخاری و حیثیٰ فرماتے ہیں اور مجھ سے خلیفہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن سوادہ اور کمس بن منہال نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا، ان سے قادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک ہنڈھ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ احمد پماڑ پر چڑھے تو آپ کے ساتھ ”ابو بکر، عمر اور عثمان“ رہیں تھیں بھی تھے۔ پماڑ لرزنے لگا تو آنحضرت ﷺ نے اپنے پاؤں سے اسے مارا اور فرمایا، احمد! تمہارا رہ کہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔

علی سترینہ، فَتَكْتَفِهُ النَّاسُ يَذْغُونَ
وَيَصْلُونَ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ - وَأَنَا فِيهِمْ -
فَلَمْ يَرْغِبِ إِلَّا رَجُلٌ آجِدٌ مُنْكِمٌ، فَإِذَا
عَلَيْهِ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَتَرَحَّمَ عَلَى عُمَرَ
وَقَالَ: مَا خَلَقْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيْيَ أَنْ أَنْقِي
اللَّهُ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكِمْ. وَإِيمَانُ اللَّهِ إِنْ
كَتَتْ لِأَطْنَانَ أَنْ يَعْقِلَكَ اللَّهُ مَعَ
صَاحِبِكَ، وَحَسِبْتَ أَنِّي كَثِيرًا أَسْمَعَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
(ذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَدَخَلْتُ
أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُو
بَكْرٍ وَعُمَرُ). [راجع: ۳۶۷۷]

(۳۶۸۶) - حَدَّثَنَا مُسَدْدَدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرْبَعَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ: وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءَ وَكَهْمَسُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ أَحَدًا وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ، فَرَجَفَ بِهِمْ، فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ وَقَالَ: ((أَنْبَتْ أَحَدٌ، فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صَدِيقٌ أَوْ شَهِيدٌ)).

[راجع: ۳۶۷۵]

ظفاء کی فضیلت میں آنحضرت ﷺ نے بطور پیشگوی فرمایا۔ شہیدوں سے حضرت عمر اور حضرت عثمانؑ میں سے مراد ہیں۔

(۳۶۸۷) ہم سے سیجی بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمر بن محمد نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے بیان کیا اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ عبد اللہ بن عمر یعنی پیشگوی نے مجھ سے اپنے والد حضرت عمر بن حیثیٰ

حدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدَمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبْنُ وَهَبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ هُوَ أَبْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ حَدَّثَنِي عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((سَأَلَنِي أَبْنُ عُمَرَ عَنْ بَعْضِ

کے بعض حالات پوچھئے جو میں نے انہیں بتا دیئے تو انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ کے بعد میں نے کسی شخص کو دین میں اتنی زیادہ کوشش کرنے والا اور اتنا زیادہ سخن نہیں دیکھا اور یہ خصائص حضرت عمر بن خطاب پر ختم ہو گئے۔

مراد یہ ہے کہ اپنے عمد خلافت میں حضرت عمر بن خطاب پر بھرپور بہت بڑے سخن اور اسلام کے عظیم ستون تھے۔ منقبت کا جگہ تسلیم کے تعلق ہے حضرت ابو بکر پر بھر کا مقام جملہ صحابہ سے اعلیٰ وارفع ہے۔

(۳۶۸۸) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت نہ اور ان سے حضرت انس بن مالک پر بھرپور نے کہ ایک صاحب (ذوالخوسروہ یا ابو موکی) نے رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے بارے میں پوچھا کہ قیامت کب قائم ہو گی؟ اس پر آپ نے فرمایا، تم نے قیامت کے لئے تیاری کیا کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کچھ بھی نہیں، سوا اس کے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر تمہارا حشر بھی انہیں کے ساتھ ہو گا جن سے تمہیں محبت ہے۔ «حضرت انس پر بھرپور نے بیان کیا کہ ہمیں کبھی اتنی خوشی کسی بات سے بھی نہیں ہوئی جتنی آپ کی یہ حدیث سن کر ہوئی کہ "تمہارا حشر انہیں کے ساتھ ہو گا جن سے تمہیں محبت ہے۔ حضرت انس پر بھرپور نے کہا کہ میں بھی رسول اللہ ﷺ سے اور حضرت ابو بکر و عمر بن حذیفہ سے محبت رکھتا ہوں اور ان سے اپنی اس محبت کی وجہ سے امید رکھتا ہوں کہ میرا حشر انہیں کے ساتھ ہو گا، اگرچہ میں ان جیسے عمل نہ کر سکا۔

ثانیہ - یعنی عمر - فأخبرته، فقال : ما رأيْتُ أَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ حِينَ قُبِضَ كَانَ أَحَدًا وَاجْوَدَ حَتَّى انتَهَى مِنْ عمرَ بنِ الخطَابِ).

۳۶۸۸ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّاعَةِ فَقَالَ: مَتَى السَّاعَةُ؟) قَالَ: ((وَمَاذَا أَعْذَذْتَ لَهَا؟)) قَالَ: لَا شَيْءٌ، إِلَّا أَنِّي أَحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: ((أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ)). قَالَ: أَنَّسٌ: فَمَا فَرِخَنَا بِشَيْءٍ فَرِخَنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ. قَالَ أَنَّسٌ: فَإِنَّا أَحِبُّ النَّبِيَّ ﷺ وَآبَانَا بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَأَزْجَوَا أَنَا أَكُونْ مَفْهُومَ بِحَسْنِ إِيمَانِهِمْ، وَإِنَّمَا أَغْمَلْتُ بِمِثْلِ أَغْمَالِهِمْ)).

[اطرافہ فی : ۱۶۷، ۶۱۷۱، ۷۱۵۳].

حضرت انس پر بھرپور کے ساتھ متترجم و ناشر کی بھی بھی دعا ہے۔

۳۶۸۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ فَرْعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَلْمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأَمْمِ نَاسٌ مُّحَدِّثُونَ، فَإِنَّ يَكُنْ فِي أَمْمِي أَحَدٌ فَإِنَّهُ عَمَرٌ)) ذَذَذَ زَكَرِيَّاءَ بْنَ أَبِي

(۳۶۸۹) ہم سے بھی بن قزمع نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے، اور اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہے تو وہ عمریں۔ زکریا بن زائد نے اپنی روایت میں سعد سے یہ بڑھایا ہے کہ ان سے ابو سلمہ نے

بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا، تم سے پہلے بھی اسرائیل کی امتوں میں کچھ لوگ ایسے ہو اکرتے تھے کہ نبی نہیں ہوتے تھے اور اس کے باوجود فرشتے ان سے کلام کیا کرتے تھے اور اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہو سکتا ہے تو وہ حضرت عمر ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پڑھا من نبی ولا محدث

زادہ عن سعدی عن أبي سلمة عن أبي هريرة قال: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَقَدْ كَانَ فِيْ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ رِجَالٌ يُكَلِّمُونَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونُوا أَنْبِياءً، فَإِنْ يَكُنْ فِي أَمْمِنْهُمْ أَحَدٌ فَعَمِرُ)).

قال ابن عباس رضي الله عنهما: ((من نبی ولا محدث)). [راجع: ۳۴۶۹]

لشیخ محدث وہ جس پر خدا کی طرف سے المام ہو اور حق اس کی زبان پر جاری ہو جائے یا فرشتے اس سے بات کریں یادہ جس کی رائے بالکل صحیح ثابت ہو۔ محدث وہ بھی ہو سکتا ہے جو صاحب کشف ہو جیسے حضرت عیسیٰ ﷺ کی امت میں حضرت یوحنًا خواری گزرے ہیں جن کے مکافثات مشور ہیں۔ یقیناً حضرت عمر بن شیخ بھی ایسے ہی لوگوں میں سے ہیں۔ روایت کے آخر میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سورہ حج کی آیت ہذا کو یوں پڑھتے تھے۔ ((وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ وَلَا مُحَدِّثٍ لَّهُمَّ مَنْ سَمِّيَّ بِنَبِيٍّ لَّمْ يَكُنْ بِهِ بَيْانٌ)) (۳۶۹۰) ہم سے عبداللہ بن یوسف رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا، ہم سے عقیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا، ہم سے لیث نے بیان کیا، انہوں نے کہا، ہم سے عقیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا، ہم سے ابن شاہب نے، ان سے سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا کہ ہم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک چوہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ ایک بھیڑیے نے اس کی ایک بکری پکڑ لی۔ چوہا ہے نے اس کا چیچا کیا اور بکری کو اس سے چھڑایا۔ پھر بھیڑیا اس کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔ درندوں کے دن اس کی حفاظت کرنے والا کون ہو گا، جب میرے سوا اس کا کوئی چوہا بہانہ ہو گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اس پر بول اٹھے سبحان اللہ! آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس واقعہ پر ایمان لایا اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم بھی۔ حالانکہ وہاں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم موجود نہیں تھے۔

یہ حدیث اور گزر چکی ہے۔ اس میں گائے کا بھی ذکر تھا۔ اس سے بھی حضرات شیخین کی نصیلت ثابت ہوئی۔ (۳۶۹۱) ہم سے بکری بن بکری نے بیان کیا، کہا، ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شاہب نے بیان کیا، مجھ کو ابو امامہ بن سمل بن حنیف نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو سعید

حدَّثَنَا اللَّهُ عَنْ عَقِيلٍ عَنْ أَبِي سَلْمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: سَمِعْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَنْهَا رَاعِي فِي غَنِيمَةِ عَدَا الذِّبْحِ فَأَخَذَهُ مِنْهَا عَنَاءً، فَطَلَبَهَا حَتَّى اسْتَفْدَهَا، فَالْتَّفَتَ إِلَيْهِ الذِّبْحُ فَقَالَ لَهُ: مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّعْيِ، لَيْسَ لَهَا رَاعِيٌّ غَيْرِي؟ فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللَّهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: فَلَيْسَ أَوْنَمْ بِهِ وَأَبْوَ بَكْرٍ وَعَمْرٍ. وَمَا ثُمَّ أَبْوَ بَكْرٍ وَعَمْرٍ)). [راجع: ۲۳۲۴]

حدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا الْأَنْبِيثُ عَنْ عَقِيلٍ عَنْ أَبِي شَهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو أَمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ بْنُ حَنْيَفَ عَنْ

خدری بن بشر نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو قیص پسے ہوئے تھے۔ ان میں سے بعض کی قیص ہرف سینے تک تھی اور بعض کی اس سے بھی چھوٹی اور میرے سامنے عمر پیش کئے گئے کہ تو وہ اتنی بڑی قیص پسے ہوئے تھے کہ چلتے ہوئے گھستنی تھی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اس کی تعبیر کیا؟ حضور مسیح ﷺ نے فرمایا کہ دین مراد ہے۔

علوم ہوا کہ حضرت عمر بن بشر کا دین و ایمان بست قوی تھا، اس سے ان کی فضیلت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر لازم نہیں آتی کیونکہ اس حدیث میں ان کا ذکر نہیں ہے)

(۳۶۹۲) ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا۔ کما ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیک نے اور ان سے سور بن مخرمہ نے بیان کیا کہ جب حضرت عمر زخمی کر دیئے گئے تو آپ نے بڑی بے چینی کا اطمینان کیا۔ اس موقع پر ابن عباس بن عیاش نے آپ سے تسلی کے طور پر کہا کہ اے امیر المؤمنین! آپ اس درجہ گھبرا کیوں رہے ہیں۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے اور حضور مسیح ﷺ کی صحبت کا پورا حق ادا کیا اور پھر جب آپ آنحضرت ﷺ سے جدا ہوئے تو حضور مسیح ﷺ آپ سے خوش اور راضی تھے۔ اس کے بعد ابو بکر بن بشر کی صحبت اٹھائی اور ان کی صحبت کا بھی آپ نے پورا حق ادا کیا اور جب جدا ہوئے تو وہ بھی آپ سے راضی اور خوش تھے۔ آخر میں مسلمانوں کی صحبت آپ کو حاصل رہی، ان کی صحبت کا بھی آپ نے پورا حق ادا کیا اور اگر آپ ان سے جدا ہوئے تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انہیں بھی آپ اپنے سے خوش اور راضی ہی چھوڑ دیں گے۔ اس پر عمر بن بشر نے فرمایا، ابن عباس! تم نے جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا اور آنحضرت ﷺ کی رضا و خوشی کا ذکر کیا ہے تو یقیناً یہ صرف اللہ تعالیٰ کا ایک فضل اور احسان ہے جو اس نے مجھ پر کیا ہے۔ اسی طرح جو تم نے ابو بکر بن بشر کی صحبت اور ان کی خوشی کا ذکر کیا ہے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا مجھ پر فضل و

أَبِي سعِيدِ الْعَدْنَيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :
سَعَفْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : ((بَيْنَا أَنَا
نَاهِمُ رَأَيْتُ النَّاسَ غَرَضُوا عَلَيْيَ وَعَلَيْهِمْ
قُمْصُنَ، فَمِنْهَا مَا يَنْلَغُ الدُّنْيَا، وَمِنْهَا مَا
يَنْلَغُ دُونَ ذَلِكَ، وَغَرَضَ عَلَيْيَ عُمَرُ وَعَلَيْهِ
قَمِيصُ اجْتَرْهَ)). قَالُوا : أَفَمَا أَوْتَنَّهُ يَا
رَسُولَ اللَّهِ ؟ قَالَ : ((الَّذِينُ)). [راجع: ۲۳]

ـ ۳۶۹۲ ـ حَدَّثَنَا الصُّنْتَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ
حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَيُوبُ
عَنْ أَبْنِ أَبِي مَلِيْكَةَ عَنِ الْمُسْوَدِ بْنِ
مَخْرَمَةَ قَالَ : ((لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ
يَالْمُ، فَقَالَ لَهُ أَبْنُ عَبَّاسٍ - وَكَانَهُ
يَجْزَعُهُ - يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، وَلَيْنَ كَانَ
ذَلِكَ، لَقَدْ صَاحَبَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْسَنَ صَاحِبَتَهُ، ثُمَّ فَارَقَتْهُ
وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ، ثُمَّ صَاحَبَتَهُ أَبَا بَكْرٍ
فَأَخْسَنَ صَاحِبَتَهُ، ثُمَّ فَارَقَتْهُ وَهُوَ عَنْكَ
رَاضٍ، ثُمَّ صَاحَبَتَ صَاحِبَتَهُمْ فَأَخْسَنَ
صَاحِبَتَهُمْ، وَلَيْنَ فَارَقَتْهُمْ لِتُفَارِقَتَهُمْ وَهُمْ
عَنْكَ رَاضُونَ. قَالَ : أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ
صَاحِبَتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَرِضَاَتِهِ فَإِنَّمَا ذَلِكَ
مَنْ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى مَنْ بِهِ عَلَيْيَ، وَأَمَّا مَا
ذَكَرْتَ مِنْ مَبْحَثَةِ أَبِي بَكْرٍ وَرِضَاَتِهِ فَإِنَّمَا
ذَلِكَ مَنْ مِنَ اللَّهِ جَلَّ ذِكْرَهُ مَنْ بِهِ عَلَيْيَ،
وَأَمَّا مَا تَرَى مِنْ جَزَاعِي فَهُوَ مِنْ أَجْلِكَ

احسان تھا۔ لیکن جو گھبراہت اور پریشانی مجھ پر تم طاری دیکھ رہے ہو وہ تمہاری وجہ سے اور تمہارے ساتھیوں کی فکر کی وجہ سے ہے۔ اور خدا کی قسم، اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہو تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا سامنا کرنے سے پہلے اس کافدیہ دے کر اس سے نجات کی کوشش کرتا۔ حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیک نے اور ان سے ابن عباس بھیستا نے کہ میں عمر بن شٹر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پھر آخر تک یہی حدیث بیان کی۔

وأجل أصحابكَ. وَاللَّهُ لَوْ أَنْ لَيْ طَلَاعَ الْأَرْضِ ذَهَبَا لَفَتَدِيتَ بِهِ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَبْلَ أَنْ أَرَاهُ). قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُوبُ عَنْ أَنْبَنْ أَبِي مُلَيْكَةِ عَنْ أَبْنَ عَبَّاسٍ ((دَخَلْتُ عَلَى عُمَرَ)) بِهَذَا.

لشیخ ابن ابی ملیک کے قول کو اسامیعیلی نے وصل کیا، اس سند کے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ ابن ابی ملیک نے اپنے اور ابن عباس بھیستا کے درمیان کبھی سور کا ذکر کیا ہے جیسے اگلی روایت میں ہے کبھی نہیں کیا جیسے اس روایت میں ہے۔ شاید یہ حدیث انہوں نے سور کے واسطے سے بیان نہیں کی۔ یہاں حضرت عمر بن شٹر کی بے قراری کا یہ دوسرا سبب بیان کیا۔ یعنی ایک تو تم لوگوں کی فکر ہے دوسرے اپنی نجات کی فکر۔ سبحان اللہ حضرت عمر بن شٹر کا ایمان۔ اتنی نیکیاں ہونے پر اور آخر حضرت عمر بن شٹر کی قطفی بشارت رکھنے پر کہ تم بھیتی ہو خدا کا ذر ان کے دل میں اس قدر تھا۔ کیونکہ خداوند کشم کی ذات بے پروا اور مستقی ہے۔ جب حضرت عمر بن شٹر کے سے عادل اور منصف اور حق پرست اور قیع شرع اور صحابی اور خلیفۃ الرسول کو خدا کا انتہا ہو تو وائے بروحال ہمارے کہ سرسے پیر تک گناہوں میں گرفتار ہیں تو ہم کو کتنا ذر ہونا چاہئے۔ (وحیدی)

(۳۶۹۳) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عثمان بن غیاث نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو عثمان نہیں نہیں نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعیٰ بن شٹر نے بیان کیا کہ میں مددیں کے ایک بلاغ (بتراریں) میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ ایک صاحب نے آکر دروازہ کھلوایا۔ آخر حضرت مسیحیٰ نے فرمایا کہ ان کے لئے دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سن دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو حضرت ابو بکر بن شٹر تھے۔ میں نے انہیں نبی کشم مسیحیٰ کے فرمانے کے مطابق جنت کی خوشخبری سنائی تو انہوں نے اس پر اللہ کی حمد کی۔ پھر ایک اور صاحب آئے اور دروازہ کھلوایا۔ حضور مسیحیٰ نے اس موقع پر بھی یہی فرمایا کہ دروازہ ان کے لئے کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنادو، میں نے دروازہ کھولا تو حضرت عمر بن شٹر تھے۔ انہیں بھی جب حضور مسیحیٰ کے ارشاد کی اطلاع سنائی تو انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و شاہدیاں کی۔ پھر ایک تیرے اور صاحب نے دروازہ کھلوایا۔ ان کے لئے بھی حضور اکرم مسیحیٰ نے

۳۶۹۳ - حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو أَسَاتِةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُثْمَانَ بْنَ عَيَّاثَ حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((كُنْتَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَةٍ مِّنْ حِيطَانَ الْمَدِينَةِ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْفَتَحَ لَهُ وَبَشَّرَهُ بِالْجَنَّةِ)) فَفَتَحَتْ لَهُ، فَإِذَا هُوَ أَبُو تَكْرُرٍ فَبَشَّرَهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَحَمِدَ اللَّهَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْفَتَحَ لَهُ وَبَشَّرَهُ بِالْجَنَّةِ)) فَفَتَحَتْ لَهُ، فَإِذَا هُوَ أَبُو حَبْرَيْتَهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَحَمِدَ اللَّهَ ثُمَّ اسْفَتَحَ رَجُلٌ،

فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت نادو ان مصائب اور آزمائشوں کے بعد جن سے انہیں (دنیا میں) واسطہ پڑے گا۔ وہ حضرت عثمان بن عثمن تھے۔ جب میں نے ان کو حضور ﷺ کے ارشاد کی اطلاع دی تو آپ نے اللہ کی حمد و شکر کے بعد میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی مدد کرنے والا ہے۔ (یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے)

(۳۶۹۳) ہم سے صحیب بن سلیمان نے بیان کیا کہ کما کہ مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا کہ مجھے حیوہ بن شریخ نے خردی کیا کہ مجھ سے ابو عقیل زہرا بن معبد نے بیان کیا اور انہوں نے اپنے دادا حضرت عبد اللہ بن شام بن عثمن سے سنا تھا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ اس وقت حضرت عمر بن خطاب بن عثمن کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔

پوری حدیث آگے باب الایمان والذور میں مذکور ہو گی۔ اس سے آپ کی بہت عنایت اور محبت عمر بن عثمن پر معلوم ہوتی ہے۔

باب حضرت ابو عمرو عثمان بن عفان القرشی (اموی) بن عثمن کے

فضائل کا بیان

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو شخص بزرگ مودہ (ایک کنوں) کو خرید کر سب کے لئے عام کر دے۔ اس کے لئے جنت ہے۔ تو حضرت عثمان بن عثمن نے اسے خرید کر عام کر دیا تھا اور آخر حضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو شخص جیش عسرہ (غزوہ توبک کے لشکر) کو سلامان سے لیں کرے اس کے لئے جنت ہے تو حضرت عثمان بن عثمن نے ایسا کیا تھا۔

لشیخ حضرت عثمان بن عثمن کا نسب نامہ یہ ہے: عثمان بن عفان بن ابی العاص بن عبد مناف، عبد مناف کے نبی ﷺ کے نسب سے مل جاتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ ان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ عبد اللہ ان کے صاحزادے حضرت رقیہ سے تھے جو پچ برس کی عمر میں فوت ہو گئے تھے۔ حضرت علی بن عثمن نے فرمایا عثمان کو آسمان وابے ذوال توورین کہتے ہیں۔ سوا ان کے کسی کے پاس پیغمبر کی دو بیٹیاں تھیں نہیں ہوئیں، آخر حضرت ﷺ ان کو بہت چاہتے تھے۔ فرمایا اگر میرے پاس تیری بیٹی ہوتی تو اس کو بھی میں مجھ سے بیاہ دیتا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

جیش عسرہ والی حدیث کو خود امام بخاری رض نے کتاب المغازی میں وصل کیا ہے۔ حضرت عثمان بن عثمن نے جنگ توبک کے لئے ایک ہزار اشرفیاں لا کر آخر حضرت ﷺ کی گود میں ڈال دی تھیں۔ آپ ان کو گستاختے جاتے اور فرماتے جاتے اب عثمان بن عثمن کو کچھ نقصان ہونے والا نہیں وہ کیسے ہی عمل کرے۔ اس جنگ میں انہوں نے ۹۵۰ اونٹ اور پچاس گھوڑے بھی دیئے تھے۔ صد افسوس کہ ایسے بزرگ ترین صحابی کی شان میں آج کچھ لوگ تنقیص کی مم چلا رہے ہیں جو خود ان کی اپنی تنقیص ہے۔

فقان یعنی: ((الْقِنْحُ لَهُ وَبَشَّرَهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُعْصِيَهُ)) فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ، فَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَحَمِدَ اللَّهَ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ

[راجح: ۳۶۷۴، ۳۶۹۴].

حدیثنا يحيى بن سليمان قال: حدثني ابن وهب قال: أخبرني حنيفة قال: حدثني أبو عقيل ذهرة بن مقيد أنه سمع حدة عبد الله بن هشام قال: كنا مع النبي ﷺ وهو آخذ بيده عمر بن الخطاب. [طرفاه في: ۶۲۶۴، ۶۲۶۲].

۷- باب مناقب عثمان بن عفان

أبي عمرو القرشي

وقال النبي ﷺ: ((مَنْ يَخْفِرْ بَنْزُ رُومَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ)). فَخَفَرَهَا عُثْمَانُ وَقَالَ: ((مَنْ جَهَزَ جَيْشَ الْفُسْرَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ)). فَجَهَزَهُ عُثْمَانُ.

گرہ پیغمبر دوڑ شہرہ پشم چشم، آنتاب راچہ گناہ

(۳۶۹۵) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے ابو عثمان نے اور ان سے حضرت ابو موسیٰ بن عثیمین نے کہ نبی کرم شہیل ایک باغ (بزرگاریں) کے اندر تشریف لے گئے اور مجھ سے فرمایا کہ میں دروازہ پر پرو رہتا رہوں۔ پھر ایک صاحب آئے اور اجازت چاہی۔ حضور شہیل نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری بھی سادو۔ وہ حضرت ابو بکر بن عثیمین تھے۔ پھر دوسرے ایک اور صاحب آئے اور اجازت چاہی۔ حضور شہیل نے فرمایا کہ انہیں بھی اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری سادو۔ وہ حضرت عمر بن عثیمین تھے۔ پھر تیسرا ایک اور صاحب آئے اور اجازت چاہی۔ حضور تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گئے پھر فرمایا کہ انہیں بھی اجازت دے دو اور (دنیا میں) ایک آزمائش سے گزرنے کے بعد جنت کی بشارت بھی سادو۔ وہ عثمان غنی بن عثیمین تھے۔

حماد بن سلمہ نے بیان کیا، ہم سے عاصم احوال اور علی بن حکم نے بیان کیا، انہوں نے ابو عثمان سے سنا اور وہ ابو موسیٰ سے اسی طرح بیان کرتے تھے۔ لیکن عاصم نے اپنی اس روایت میں یہ زیادہ کیا ہے کہ نبی کرم شہیل اس وقت ایک ایسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے جس کے اندر پانی تھا اور آپ اپنے دونوں گھٹنے یا ایک گھٹنے کھولے ہوئے تھے لیکن جب عثمان بن عثیمین داخل ہوئے تو آپ نے اپنے گھٹنے کو چھپالیا تھا۔

اس روایت کو طبرانی نے نکلا، لیکن حماد بن زید سے نہ کہ حماد بن سلمہ سے۔ البتہ حماد بن سلمہ نے صرف علی بن حکم سے روایت کی ہے۔ اس کو ابن ابی خیثہ نے تاریخ میں نکلا۔ آپ نے حضرت عثمان کی شرم و حیا کا خیال کر کے گھٹنہ ڈھانک لیا تھا۔ اگر وہ ستر ہوتا تو حضرت ابو بکر و عمر بن عثیمین کے ساتھ بھی کھلانہ رکھتے۔

(۳۶۹۶) ہم سے احمد بن شہیب بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے یونس نے کہ ابن شاہب نے بیان کیا، کہا مجھ کو عروہ نے خبر دی، انہیں عبد اللہ بن عدی بن خیار نے خبر دی کہ سورہ بن مخرمہ اور عبد الرحمن بن اسود بن عبد یغوث بن عثیمین نے ان سے کہا کہ تم حضرت عثمان بن عثیمین سے ان کے بھائی ولید کے مقدمہ

۳۶۹۶ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُوبَ عَنْ أَبِيهِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِيهِ مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : (أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ حَانِطًا وَأَمْرَنِي بِحِفْظِ بَابِ الْحَانِطِ، فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ : ((إِنَّنِي لَهُ وَبَشَّرَةٌ بِالْجَنَّةِ)), فَلَمَّا أَبْوَبَهُ كَرِمٌ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ : ((إِنَّنِي لَهُ وَبَشَّرَةٌ بِالْجَنَّةِ)), فَلَمَّا عَمِرَ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ يَسْتَأْذِنُ، فَسَكَتَ هَنْيَةً ثُمَّ قَالَ : ((إِنَّنِي لَهُ وَبَشَّرَةٌ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى سُتْصِيَّةٍ)), فَلَمَّا عَمِرَ ثُمَّ عَفَانَ)).

[راجع: ۳۶۷۴]

قَالَ حَمَّادٌ وَحَدَّثَنَا عَاصِمُ الْأَخْوَلُ وَعَلَيْهِ بَنُ الْحَكَمِ سَمِعَا أَبَا عُثْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ مُوسَى بَنَ خُوَفِهِ، وَرَأَدَ فِيهِ عَاصِمُ ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ قَاعِدًا فِي مَكَانٍ فِيهِ مَاءٌ قَدْ انْكَشَفَ عَنْ رُكْبَتِهِ - أَوْ رُكْبَتِهِ - فَلَمَّا دَخَلَ عُثْمَانَ غَطَاهَا)).

اس روایت کو طبرانی نے نکلا، لیکن حماد بن زید سے نہ کہ حماد بن سلمہ سے۔ البتہ حماد بن سلمہ نے صرف علی بن حکم سے روایت کی ہے۔ اس کو ابن ابی خیثہ نے تاریخ میں نکلا۔ آپ نے حضرت عثمان کی شرم و حیا کا خیال کر کے گھٹنہ ڈھانک لیا تھا۔ اگر وہ ستر ہوتا تو حضرت ابو بکر و عمر بن عثیمین کے ساتھ بھی کھلانہ رکھتے۔

۳۶۹۶ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ شَہِيبٍ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبِيهِ عَنْ يُونُسَ عَنْ أَنْ شِهَابَ أَخْبَرَنِي غَرْزَةً أَنَّ عَبِيدَ اللَّهِ بْنَ عَدِيَّ بْنِ الْخَيَارِ أَخْبَرَهُ ((أَنَّ الْمُسْنَدَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ

میں (جسے حضرت عثمان بن عفی نے کوفہ کا گورنر بھیا تھا) کیوں گفتگو نہیں کرتے۔ لوگ اس سے بہت ناراض ہیں۔ چنانچہ میں حضرت عثمان بن عفی کے پاس گیا اور جب وہ نماز کے لئے باہر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ سے ایک ضرورت ہے اور وہ ہے آپ کے ساتھ ایک خیر خواہی! اس پر عثمان بن عفی نے فرمایا، بھلے آدی تم سے (میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں) امام بخاری و حشیثی نے کہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ معمونے یوں روایت کیا، میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ میں واپس ان لوگوں کے پاس آگیا۔ اتنے میں حضرت عثمان بن عفی کا قاصد مجھ کو بلانے کے لئے آیا میں جب اس کے ساتھ حضرت عثمان بن عفی کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ تمہاری خیر خواہی کیا تھی؟ میں نے عرض کیا، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے محمد بن علیم کو حق کے ساتھ بھیجا اور ان پر کتاب نازل کی آپ بھی ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت کو قبول کیا تھا۔ آپ نے دو بھرتیں کیں، حضور اکرم بن علیم کی صحبت اٹھائی اور آپ کے طریقے اور سنت کو دیکھا، لیکن بات یہ ہے کہ لوگ ولید کی بہت شکایتیں کر رہے ہیں۔ حضرت عثمان بن عفی نے اس پر پوچھا، تم نے رسول اللہ بن علیم سے کچھ سنائے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں، لیکن رسول اللہ بن علیم کی احادیث ایک کنوواری لڑکی تک کو اس کے تمام پر دوں کے باوجود جب پہنچ چکی ہیں تو مجھے کیوں نہ معلوم ہوتیں۔ اس پر حضرت عثمان نے فرمایا، اب بعد! بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد بن علیم کو حق کے ساتھ بھیجا اور میں اللہ اور اس کے رسول کی دعوت کو قبول کرنے والوں میں ہی تھا۔ حضور اکرم بن علیم جس دعوت کو لے کر بھیج گئے تھے میں اس پر پوری طور سے ایمان لایا اور جیسا کہ تم نے کہا دو بھرتیں بھی کیں، میں حضور اکرم بن علیم کی صحبت میں بھی رہا ہوں اور آپ سے بیعت بھی کی ہے۔ پس خدا کی قسم میں نے کبھی آپ کے حکم سے سرتالی نہیں کی اور نہ آپ کے ساتھ کبھی کوئی دھوکا کیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی۔ اس کے بعد ابو بکر بن عفی کے ساتھ بھی میرا

الأَسْنَدُ بْنُ عَبْدِ يَغْوِثَ قَالَ: مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَكَلَّمَ عَمَّا لَأْخَيْهُ الْوَرِيدُ فَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِيهِ فَقَصَدْتُ لِعَمَانَ حِينَ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ، قَلَّتْ: إِنْ لِي إِلَّا حَاجَةٌ وَهِيَ نَصِيبَتِكَ، قَالَ: يَا أَيُّهَا الْمُرَءُ مِنْكَ - قَالَ مَغْمَرٌ: أَرَاهُ قَالَ: أَغُوْدُ بِاللَّهِ مِنْكَ - فَانْصَرَفْتُ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِمَا، إِذْ جَاءَ رَسُولُ عَمَانَ؛ فَأَتَيْتُهُ، فَقَالَ: مَا نَصِيبَتْكَ؟ فَقَلَّتْ: إِنَّ اللَّهَ سَبَحَانَهُ بَعْثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ، وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكُنْتَ مِمْنَ اسْتَجَابَ اللَّهُ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ، وَصَحَّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتُ هَذِيَّةَ، وَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِي شَانِ الْوَرِيدِ، قَالَ: أَذْرَكْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَلَّتْ: لَا، وَلَكِنْ خَلَصْتُ إِلَيْيَّ مِنْ عِلْمِهِ مَا يَخْلُصُ إِلَى الْعَذَرَاءِ فِي سِرِّهَا، قَالَ: أَمَا بَعْدَ فَلَمَّا اللَّهُ بَعْثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَقَّ، فَكُنْتَ مِمْنَ اسْتَجَابَ اللَّهُ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَآمَنْتُ بِمَا بَعْثَ بِهِ وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ - كَمَا قَلَّتْ - وَصَحَّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْاعَنَهُ، فَرَأَى اللَّهُ مَا عَصَيْتَهُ وَلَا غَشَّشْتَهُ حَتَّى تَوْفَاهُ اللَّهُ، ثُمَّ أَبْوَ بَكْرٍ مِثْلَهُ، ثُمَّ عَمَرَ مِثْلَهُ، ثُمَّ اسْتَخْلَفْتُ،

یہی معاملہ رہا۔ اور حضرت عمر بن حثیر کے ساتھ بھی یہی معاملہ رہا۔ تو کیا جب کہ مجھے ان کا جانشین ہنا دیا گیا ہے تو مجھے وہ حقوق حاصل نہیں ہوں گے جو انہیں تھے؟ میں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں، آپ نے فرمایا کہ پھر ان ہاتوں کے لئے کیا جواز رہ جاتا ہے جو تم لوگوں کی طرف سے مجھے پہنچتی رہتی ہیں لیکن تم نے جو ولید کے حالات کا ذکر کیا ہے، ان شاء اللہ ہم اس کی سزا جو واجبی ہے اس کو دیں گے۔ پھر حضرت عثمان بن حثیر نے حضرت علی بن حثیر کو بلا یا اور ان سے فرمایا کہ ولید کو حد کائیں۔ چنانچہ انہوں نے ولید کو اسی کوڑے حد کے لگائے۔

الْفَلَيْسَ لِيٌ مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الْذِي فِي لَهُمْ؟
فَلَمَّا : تَلَى . قَالَ : لَمَّا هَذِهِ الْأَخْادِينَ
أَتَيْتَنِي تَلَغُّنِي عَنْكُمْ؟ أَمَا مَا ذَكَرْتَ مِنْ
شَانَ الْوَلِيدَ فَسَنَأْخُدُ فِيهِ بِالْحَقِّ إِنْ شَاءَ
اللَّهُ تَعَالَى . ثُمَّ دَعَا عَلَيْهِ فَأَمْرَأَهُ أَنْ
يَجْلِدَهُ، فَجَلَدَهُ ثَمَانِينَ).

[طرفة فی : ۳۸۷۲].

لَعْنَتُهُ ولید حضرت عثمان بن حثیر کا رضائی بھائی تھا۔ ہوا یہ تھا کہ سعد بن ابی واقص کو جو عذر مبشرہ میں تھے حضرت عثمان بن حثیر نے کوفہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔ ان میں اور عبداللہ بن مسعود بن حثیر میں کچھ تکرار ہوئی تو حضرت عثمان بن حثیر نے ولید کو دہل کا حاکم مقرر کر دیا اور سعد بن حثیر کو معزول کر دیا۔ ولید نے بڑی بے اعتدالیاں شروع کیں۔ شراب خوری، ظلم و زیادتی کی۔ لوگ حضرت عثمان بن حثیر سے ناراض ہوئے کہ سعد ایسے جلیل الشان محلی کو معزول کر کے حاکم کس کو کیا ولید کو جس کی کوئی فضیلت نہ تھی اور اس کا باپ عقبہ بن ابی معیط ملعون تھا جس نے آخرت سلطنت کا گلا گھونٹا تھا۔ آپ پر نماز میں او محضی ڈالی تھی۔ خیر اگر ولید کوئی برآ کام نہ کرتا تو باپ کے اعمال سے بیٹے کو غرض نہ تھی مگر بوجب الولد سر لایہ ولید نے بھی ہاتھ پاؤں پیٹھ سے نکالے (وہیدی)

(۳۶۹۷) ہم سے مدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے بھی نے بیان کیا، ان سے سعید نے، ان سے قادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب احمد پہاڑ پر چڑھے اور آپ کے ساتھ ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے تو پہاڑ کا پنپنے لگا۔ آپ نے اس پر فرمایا احمد نھر جا۔ میرا خیال ہے کہ حضور نے اسے اپنے پاؤں سے مارا بھی تھا کہ تھج پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔

(۳۶۹۸) مجھ سے محمد بن حاتم بن بزرگ نے بیان کیا، کہا ہم سے شاذان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن ابی سلمہ مجشوں نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر بن حثیر نے بیان کیا کہ نبی کریم سلطنت کے عمد میں ہم حضرت ابو بکر بن حثیر کے برابر کسی کو نہیں قرار دیتے تھے۔ پھر حضرت عمر بن حثیر کو پھر حضرت عثمان بن حثیر کو۔ اس کے بعد حضور اکرم سلطنت کے صحابہ پر ہم کوئی بحث

۳۶۹۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سَعِيدِ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَنَاهُمْ قَالَ: صَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا وَمَعْهُ أَبُوبَكْرَ وَعَمْرَةً وَعُثْمَانَ فَرَجَقَتْ فَقَالَ: ((إِنَّكُنْ أَحَدٌ - أَطْنَأْهُ صَرَبَةً بِرِجْلِهِ - فَلَنِسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ وَصَدِيقٌ وَشَهِيدٌ)). [راجع: ۳۶۷۵]

۳۶۹۸ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ بْنِ بَرِيْعَةَ حَدَّثَنَا شَاذَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَفِيرِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُونَ عَنْ عَبْيَدِ اللَّهِ عَنْ نَالِعِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَتَأْ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَا نَغْدِلُ بِأَبِي بَكْرٍ أَحَدًا، ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ، ثُمَّ نَتَرَكُ

نہیں کرتے تھے اور کسی کو ایک دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے تھے۔ اس حدیث کو عبد اللہ بن صالح نے بھی عبدالعزیز سے روایت کیا ہے۔ اس کو اسلامیلی نے وصل کیا ہے۔

(۳۶۹۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے، کہا ہم سے عثمان بن موهب نے بیان کیا کہ مصروفوں میں سے ایک نام نامعلوم آدمی آیا اور حج بیت اللہ کیا، پھر کچھ لوگوں کو پیشے ہوئے دیکھا تو اس نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ کسی نے کہا کہ یہ قریشی ہیں۔ اس نے پوچھا کہ ان میں بزرگ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے پتالیا کہ یہ عبد اللہ بن عمر ہیں۔ اس نے پوچھا، اے ابن عمر! میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ مجھے بتائیں گے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان بن عثمن نے احمد کی لڑائی سے رہا فرار اختیار کی تھی؟ ابن عمر بھی بتاتا نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہوا تھا۔ پھر انہوں نے پوچھا، کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے تھے؟ جواب دیا کہ ہاں ایسا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بیت رضوان میں بھی شریک نہیں تھے۔ جواب دیا کہ ہاں یہ بھی صحیح ہے۔ یہ سن کر اس کی زبان سے نکلا اللہ اکبر تو ابن عمر بھی بتاتا نے کہا کہ قریب آ جاؤ، اب میں تمہیں ان واقعات کی تفصیل سمجھاؤں گا۔ احمد کی لڑائی سے فرار کے متعلق میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا ہے۔ بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی تھیں اور اس وقت وہ بیمار تھیں اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ تمہیں (مریضہ کے پاس ٹھہرنے کا) اتنا ہی اجر و ثواب ملے گا جتنا اس شخص کو جو بدر کی لڑائی میں شریک ہو گا اور اسی کے مطابق مال غنیمت سے حصہ بھی ملے گا اور بیعت رضوان میں شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس موقع پر وادی کہ میں کوئی بھی شخص (مسلمانوں میں سے) عثمان بن عثمن سے زیادہ عزت والا اور با اثر ہوتا تو حضور اکرم ﷺ اسی کو ان کی جگہ وہاں بھیجتے۔ یہی وجہ ہوئی تھی کہ

اصنحاب النبی ﷺ لا نفاضل بينهم۔
تابعة عبد الله الصالحة عن عبد الغفار.

[راجع: ۳۱۲۰، ۳۶۹۹]

حدائقنا موسى بن إسماعيل
حدائقنا أبو عوانة حدائقنا عثمان هو ابن
موهbir قال: ((جاء رجل من أهل مصر
وحجج النبي، فرأى قوما جلوسا فقال:
من هؤلاء القوم؟ قال: هؤلاء قريش.
قال: فمن الشیخ فيهم؟ قالوا: عبد الله
بن عمر. قال: يا ابن عمر إني سألك
عن شيء فحدثني عنه: هل تعلم أن
عثمان فر يوم أحد؟ قال: نعم. فقال:
تعلما أنه تغيب عن بذر ولم يشهد؟ قال:
نعم. قال تعلما أنه تغيب عن بيعة
الرضاوان فلم يشهد لها؟ قال: نعم. قال:
الله أكبر. قال ابن عمر : تعال أيّن لك.
اما فراره يوم أحد فأشهد أن الله عفا عنه
وغفر له. وأما تغيبه عن بذر فإنه كان
تحته بنت رسول الله صلى الله عليه
وسلم وكانت مرئية، فقال له رسول
الله صلى الله عليه وسلم : ((إن لك
أجر رجل ممن شهد بذراً وسهمه)).
واما تغيبه عن بيعة الرضاوان فلو كان
أخذ أغز بيت مكة من عثمان لبعثه
مكانة، فبعث رسول الله صلى الله عليه
وسلم عثمان، وكانت بيعة الرضاوان بعد
ما ذهب عثمان إلى مكانة، فقال رسول

آنحضرت ﷺ نے انسیں (قریش سے باشیں کرنے کیلئے) مکہ بیجھ دیا تھا اور جب بیعت رضوان ہو رہی تھی تو عثمان بن عثمن مکہ جا چکے تھے، اس موقع پر حضور اکرم ﷺ نے اپنے دامنے پاٹھ کو اٹھا کر فرمایا تھا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور پھر اسے اپنے دوسرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا تھا کہ یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے۔ اسکے بعد ابن عمر بن عثمان نے سوال کرنے والے شخص سے فرمایا کہ جا، ان باتوں کو یہی شہادت ادا رکھنا۔ ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی نے بیان کیا، ان سے سعید نے، ان سے قادہ نے اور ان سے انس بن عثمن نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ جب احمد پھر پڑھے اور آپ کے ساتھ ابو بکر، عمر اور عثمان بن عثمن بھی تھے تو پھر کانپنے لگا۔ آپ نے اس پر فرمایا احمد ٹھہر جا۔ میرا خیال ہے کہ حضور نے اسے اپنے پاؤں سے مارا بھی تھا کہ تھجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔

باب حضرت عثمان بن عثمن سے بیعت کا قصہ اور آپ کی خلافت پر صحابہ کا اتفاق کرنا اور اس باب میں امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب بن عثمن کی شہادت کا بیان۔

(۳۰۰-۴۰۰) ہم سے موی بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے حصین نے، ان سے عمرو بن میون نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب بن عثمن کو زخمی ہونے سے چند دن پہلے مدینہ میں دیکھا کہ وہ حذیفہ بن یمان اور عثمان بن حنیف بن عثمن کے ساتھ کھڑے تھے اور ان سے یہ فرمرا ہے تھے کہ (عراق کی اراضی کے لئے جس کا انتظام خلافت کی جانب سے ان کے سپرد کیا گیا تھا) تم لوگوں نے کیا کیا ہے؟ کیا تم لوگوں کو یہ اندیشہ تو نہیں ہے کہ تم نے زمین کا اتنا حصہ کھو لگا دیا ہے جس کی م gevash نہ ہو۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم نے ان پر خراج کا اتنا ہی بار ڈالا ہے جسے ادا کرنے کی زمین میں طاقت ہے، اس میں کوئی زیادتی نہیں کی گئی ہے۔ عمر بن عثمن نے فرمایا کہ دیکھو پھر سمجھ لو کہ تم نے ایسی جمع تو نہیں لگائی ہے جو زمین کی طاقت سے باہر ہو۔ راوی نے بیان کیا کہ ان

الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْدُو الْيَمَنِيَّ: ((هَذِهِ يَدُ عُثْمَانَ)). فَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ فَقَالَ: ((هَذِهِ لِعُثْمَانَ)). فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: أَذْهَبْ بِهَا إِلَيْكَ مَعَكَ. حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَنَادَةَ أَنَّ أَنْسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ قَالَ: صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ أَحَدًا وَمَعْهُ أَبُو بَكْرَ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ، فَرَجَفَ، فَقَالَ: ((اسْكُنْ أَحَدًا أَطْئُنْهُ ضَرْبَهُ بِرِخْلِهِ - فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ وَصَدِيقٌ وَشَهِيدٌ)).

۸- بَابُ قِصَّةِ الْبَيْعَةِ، وَالْاِتْفَاقِ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَانَ وَفِيهِ مَقْتُلُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

۳۷۰۰ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنِ عَنْ عُمَرِ وَبْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: ((رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَبْلَ أَنْ يُصَابَ بِأَيَّامِ بِالْمَدِينَةِ وَقَفَ عَلَى حَدِيفَةَ بْنَ الْيَمَانِ وَعُثْمَانَ بْنِ حَنْيفٍ قَالَ: كَيْفَ فَعَلْتُمَا؟ أَتَخَافَانِ أَنْ تَكُونَا فَذَ حَمَلْتُمَا الْأَرْضَ مَا لَا تُطِيقُ؟ قَالَ: حَمَلْنَاهَا أَمْرًا هِيَ لَهُ مُطِيقَةً، مَا فِيهَا كَيْفَرٌ فَعَذَلَ، قَالَ: انْظُرْ أَنْ تَكُونَا حَمَلْتُمَا الْأَرْضَ مَا لَا تُطِيقُ، قَالَ: لَا، فَقَالَ عُمَرُ: لَيْنَ

دونوں نے کہا کہ ایسا نہیں ہونے پائے گا۔ اس کے بعد عمر بن جہش نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے زندہ رکھا تو میں عراق کی بیوہ عورتوں کے لئے اتنا کر دوں گا کہ پھر میرے بعد کسی کی محتاج نہیں رہیں گی۔ راوی عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ ابھی اس نتھکو پر چوتاون ہی آیا تھا کہ عمر بن جہش زخمی کر دیئے گئے۔ عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ جس منج کو اپنے ذمہ کئے گئے، میں (بھر کی نماز کے انتظار میں) صف کے اندر کھڑا تھا اور میرے اور ان کے درمیان عبداللہ بن عباس بھیٹا کے سوا اور کوئی نہیں تھا حضرت عمر کی عادت تھی کہ جب صف سے گزرتے تو فرماتے جاتے کہ صفين سیدھی کر لو اور جب دیکھتے کہ صفوں میں کوئی خلل نہیں رہ گیا ہے تو آگے (مسئلے پر) بڑھتے اور سمجھیر کتے۔ آپ (بھر کی نماز کی) پہلی رکعت میں عموماً سورہ یوسف یا سورہ نحل یا اتنی ہی طویل کوئی سورت پڑھتے ہیں تک کہ لوگ جمع ہو جاتے۔ اس دن ابھی آپ نے سمجھیر ہی کی تھی کہ میں نے نا، آپ فمار ہے ہیں کہ مجھے قتل کر دیا یا کتنے کاٹ لیا۔ ابوالولو نے آپ کو زخمی کر دیا تھا۔ اس کے بعد وہ بد بخت اپنا دو دھاری خنجر لئے دوڑنے لگا اور دائیں اور بائیں جد ہر بھی پھرتا تو لوگوں کو کو زخمی کرتا جاتا۔ اس طرح اس نے تیرہ آدمیوں کو زخمی کر دیا، جن میں سات حضرات نے شہادت پائی۔ مسلمانوں میں سے ایک صاحب (حطان نامی) نے یہ صورت حال دیکھی تو انہوں نے اس پر اپنی چادر ڈال دی۔ اس بد بخت کو جب لیقین ہو گیا کہ اب پکڑ لیا جائے گا تو اس نے خود اپنا بھی گلا کاٹ لیا۔ پھر عمر بن جہش نے عبدالرحمن بن عوف بن جہش کا ہاتھ پکڑ کر انہیں آگے بڑھا دیا (عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ) جو لوگ عمر بن جہش کے قریب تھے انہوں نے بھی وہ صورت حال دیکھی جو میں دیکھ رہا تھا لیکن جو لوگ مسجد کے کنارے پر تھے (یہی کی صفوں میں) تو انہیں کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ البتہ چونکہ عمر بن جہش کی قرأت (نماز میں) انہوں نے نہیں سنی تو سچان اللہ! سچان اللہ! کہتے رہے۔ آخر حضرت عبدالرحمن بن عوف بن جہش نے لوگوں کو بست ہلکی نماز پڑھائی۔ پھر جب لوگ واپس ہونے لگے تو عمر بن جہش نے فرمایا، ابن عباس! دیکھو مجھے کس نے زخمی کیا ہے؟ ابن عباس بھیٹا نے تھوڑی دیر گھوم پھر کر دیکھا

سلَّمَنِيَ اللَّهُ لَأَذْعَنْ أَرَامِيلَ أَهْلِ الْعِرَاقِ لَا يَخْتَجِنْ إِلَى رَجْلٍ بَعْدِيَ أَهْدًا. قَالَ : فَمَا أَتَتْ عَلَيْنِي إِلَّا أَرْتَعَةَ حَتَّى أُمْسِبَ . قَالَ : إِنِّي لِقَالِيمَ مَا تَهْضِي وَتَبْهِي إِلَّا عَنْهُ اللَّهُ بْنِ عَبَّاسٍ خَدَاءَ أَصْبَبَ - وَكَانَ إِذَا مَرَّ بِهِنَ الصَّفَنِ قَالَ : اسْتَوْرَا، حَتَّى إِذَا لَمْ يَرَ لِيْهِمْ حَلَلًا تَقْدَمْ لَكُبْرَ، وَرَبِّمَا قَرَأَ مُسُورَةَ يُوسُفَ أَوِ التَّحْلَ أَوِ نَحْوَ ذَلِكَ فِي الرَّسْكُعَةِ الْأَوَّلَيِ حَتَّى يَجْتَمِعَ النَّاسُ فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ كَبَرَ فَسَمِعَتْهُ يَقُولُ : قَلَّنِي - أَوْ أَكَلَفِي - الْكَلْبُ، جِنْ طَعْنَةُ، فَطَارَ الْعِلْجُ بِسِكِّينٍ ذَاتَ طَرْفَيْنِ، لَا يَمْرُ عَلَى أَحَدٍ يَمْبَثُنَا وَلَا شِمَالًا إِلَّا طَعْنَةُ، حَتَّى طَعَنَ لَلَّاهُ عَشَرَ رَجَلًا مَاتَ مِنْهُمْ مَتْهَةً. فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ طَرَحَ عَلَيْهِ بُرْنَسًا، فَلَمَّا طَنَ الْعِلْجُ أَنَّهُ مَاخُوذٌ نَحْرَ نَفْسَهُ . وَتَنَوَّلَ عَمْرُ يَدِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَدَمَهُ، فَمَنْ يَلِي عَمْرَ لَفَدَ رَأَى الَّذِي أَرَى، وَأَمَّا نَهَاجِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُمْ لَا يَذْرُونَ غَيْرَ أَنَّهُمْ قَدْ فَلَدُوا صَوْتَ عَمَرَ وَهُمْ يَقُولُونَ: سَبِّخَنَ اللَّهُ، فَصَلَّى بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ صَلَّةً حَفِيفَةً، فَلَمَّا انْصَرَلُوا قَالَ : يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، انْظُرْ مِنْ قَلَّنِي. فَجَاءَ مَسَاعَةً، ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ : غَلَامُ الْمُغَيْرَةِ. قَالَ : الصَّنْعُ؟ قَالَ : نَعَمْ. فَأَتَّلَهُ اللَّهُ، لَقَدْ أَمْرَتُ بِهِ مَغْرُوفًا، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَجْعَلْ

اور آکر فرمایا کہ میرے بیٹھ کے غلام (ابو لولو) نے آپ کو زخمی کیا ہے۔ عمر بیٹھ نے دیکھ لیا، وہی جو کارگیر ہے؟ جواب دیا کہ جی ہاں۔ اس پر عمر بیٹھ نے فرمایا، خدا اسے برداشت کرے میں نے تو اسے اچھی بات کی تھی (جس کا اس نے یہ بدلادیا) اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میری موت کی ایسے شخص کے ہاتھوں نہیں مقدر کی جو اسلام کامی ہو۔ تم اور تمہارے والد (عباس بیٹھ) اس کے بہت ہی خواہش مند تھے کہ عجمی غلام منہستہ میں زیادہ سے زیادہ لائے جائیں۔ یوں بھی ان کے پاس غلام بہت تھے۔ اس پر ابن عباس بیٹھ نے عرض کیا، اگر آپ فرمائیں تو ہم بھی کر گزرنیں، مقصد یہ تھا کہ اگر آپ چاہیں تو ہم (منہستہ میں مقیم عجمی غلاموں کو) قتل کروں گیں۔ عمر بیٹھ نے فرمایا، یہ انتہائی غلط فکر ہے۔ خصوصاً جب کہ تمہاری زبان میں وہ گفتگو کرتے ہیں، تمہارے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں اور تمہاری طرح حج کرتے ہیں۔ پھر حضرت عمر بیٹھ کو ان کے گمراختاکر لایا گیا اور ہم آپ کے ساتھ ساتھ آئے۔ ایسا معلوم ہوا تھا جیسے لوگوں پر کبھی اس سے پہلے اتنی بڑی مصیبت آئی ہی نہیں تھی۔ بعض تو یہ کہتے تھے کہ کچھ نہیں ہو گا (اچھے ہو جائیں گے) اور بعض کہتے تھے کہ آپ کی زندگی خطرہ میں ہے۔ اس کے بعد کھوج کاپانی لایا گیا اور آپ نے اسے پیا تو وہ آپ کے پیٹ سے باہر نکل آیا۔ پھر دودھ لایا گیا اسے بھی جوں ہی آپ نے پیا زخم کے راستے وہ بھی باہر نکل آیا۔ اب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ آپ کی شہادت یقینی ہے۔ پھر ہم اندر آگئے اور لوگ آپ کی تعریف بیان کرنے لگے۔ اتنے میں ایک نوجوان اندر آیا اور کہنے لگا یا امیر المؤمنین! آپ کو خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ نے رسول اللہ ﷺ کی صحت اٹھائی۔ اپندا میں اسلام لانے کا شرف حاصل کیا جو آپ کو معلوم ہے۔ پھر آپ غایفہ ہائے گئے اور آپ نے پورے انصاف سے حکومت کی پھر شادت پائی۔ عمر بیٹھ نے فرمایا، میں تو اس پر بھی خوش تھا کہ ان باتوں کی وجہ سے برابر پر میرا محالہ ختم ہو جاتا، نہ ثواب ہوتا اور نہ عذاب۔ جب وہ نوجوان جانے لگا تو اس کا تہبند (ازار) لٹک رہا تھا۔ عمر بیٹھ نے فرمایا اس لڑکے کو میرے پاس داہم بلا لاؤ (جب وہ آئے تو) آپ نے

بیتی بھی رجُل بَدْعَى الإِسْلَامَ، فَذَكَرَتْ
أَنَّهُ وَأَبْوَكَ رَحْمَانَ أَنَّ تَكْفِرَ الْمُلُوْجَ
بِالْمَدِينَةِ، وَكَانَ الْعَبَاسُ أَكْثَرُهُمْ رَفِيقًا.
فَقَالَ : إِنْ شِئْتَ فَعَلْتَ - أَيُّ إِنْ شِئْتَ
فَعَلْنَا . قَالَ: كَذَّبْتَ، بَذَّلَ مَا تَكَلَّمُوا
بِلِسَانِكُمْ، وَصَلَوَا قَبْلَتُكُمْ، وَحَجَّوَا
حَجَّكُمْ؟ فَاحْسَمْلَ إِلَى بَيْتِهِ، فَانْطَلَقْنَا مَعَهُ،
وَكَانَ النَّاسُ لَمْ تُصِنِّفُهُمْ مُصِبَّةً قَبْلَ
بُوْمَيْنُو: فَقَاتِلْ يَقُولُ: لَا يَأْسَ، وَقَاتِلْ
يَقُولُ: أَخَافُ عَلَيْهِ. فَلَتَّيَ بِسَيْنَهُ فَشَرَبَهُ،
فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهِ، ثُمَّ أَتَيَ بِلَبَنَ فَشَرَبَهُ،
فَلَدَحَلَنَا عَلَيْهِ، وَجَاءَ النَّاسُ يُشْتَوْنَ عَلَيْهِ.
وَجَاءَ رَجُلٌ شَابٌ فَقَالَ: أَبْشِرْ يَا أَمِيرَ
الْمُؤْمِنِينَ بِبُشْرَى اللَّهِ لَكَ، مِنْ صَحَّةِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْمَ
فِي الإِسْلَامِ مَا فَذَ عِلْمَتْ، ثُمَّ وَلَيْتَ
لَعْدَلْتَ، ثُمَّ شَهَادَةَ، قَالَ : وَدَدْنَتْ أَنْ
ذَلِكَ كَفَافٌ لَا عَلَيَّ وَلَا لِي. فَلَمَّا أَدْبَرَ
إِذَا إِزَارَةً يَمْسُّ الْأَرْضَ، قَالَ : رُدُّوا عَلَيَّ
الْغَلَامَ، قَالَ: ابْنَ أَخِي، ارْفَعْ ثَوْبَكَ، فَإِنَّهُ
أَبْقَى لِثَوْبِكَ وَأَنْقَى لِرَبِّكَ، يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ
عُمَرَ انْظُرْ مَاذَا عَلَيَّ مِنَ الدَّيْنِ، فَحَسَبَوْهُ
فَوَجَدُوهُ سِتَّةً وَشَمَائِيْنَ أَلْفَانِ أَوْ نَحْوَهُ، قَالَ
: إِنْ وَفَى لَهُ مَالُ آلِ عَمَرَ فَادَهُ مِنْ
أَمْوَالِهِمْ، وَإِلَّا فَسَلَّنَ فِي بَيْتِي عَدِيَّ بْنِ
كَعْبَ، فَإِنْ لَمْ تَفَرُّ أَمْوَالَهُمْ فَسَلَّنَ فِي

فرمایا، میرے سمجھتے ہیں اپنا کپڑا اور اٹھائے رکھو کہ اس سے تمara کپڑا بھی زیادہ دنوں چلے گا اور تمہارے رب سے تقویٰ کا بھی باعث ہے۔ اے عبد اللہ بن عمر! دیکھو مجھ پر کتنا قرض ہے؟ جب لوگوں نے آپ پر قرض کا شمار کیا تو تقویاً چھیسا ہزار لکھا۔ عمر بن بخشش نے اس پر فرمایا کہ اگر یہ قرض آل عمر کے مال سے ادا ہو سکے تو انہی کے مال سے اس کو ادا کرنا، ورنہ پھر ان عدی بن کعب سے کہنا، اگر ان کے مال کے بعد بھی ادا نہیں کر سکے تو قریش سے کہنا، ان کے سوا کسی سے امداد نہ طلب کرنا اور میری طرف سے اس قرض کو ادا کر دینا۔ اچھا باب ام المؤمنین عائشہ بنت خیثا کے یہاں جاؤ اور ان سے عرض کرو کہ عمرؓ نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے۔ امیر المؤمنین (میرے نام کے ساتھ) نے کہنا، کیونکہ اب میں مسلمانوں کا امیر نہیں رہا ہوں۔ تو ان سے عرض کرنا کہ عمر بن خطاب بن بخشش نے آپ سے اپنے دنوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہی ہے۔ عبد اللہ بن عمر بن بخشش نے (عائشہ بنت خیثا کی) خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا اور اجازت لے کر اندر داخل ہوئے، دیکھا کہ آپ بیٹھی رو رہی ہیں، پھر کہا کہ عمر بن خطاب بن بخشش نے آپ کو سلام کما ہے اور اپنے دنوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہی ہے۔ عائشہ بنت خیثا نے کہا، میں نے اس جگہ کو اپنے لئے منتخب کر رکھا تھا لیکن آج میں انہیں اپنے پر ترجیح دوں گی۔ پھر جب ابن عمرؓ وابس آئے تو لوگوں نے بتایا کہ عبد اللہ آگئے تو عمر بن بخشش نے فرمایا کہ مجھے اٹھاؤ۔ ایک صاحب نے سارا دے کر آپ کو اٹھایا۔ آپ نے دریافت کیا؟ کیا خبر لائے؟ کما کہ جو آپ کی تنا تمی اے امیر المؤمنین! حضرت عمر بن بخشش نے فرمایا الحمد لله، اس سے اہم جز اب میرے لئے کوئی نہیں رہ گئی تھی۔ لیکن جب میری وفات ہو چکے اور مجھے اٹھا کر (وفن کے لیے) لے چلو تو پھر میرا سلام ان سے کہنا اور عرض کرنا کہ عمر بن خطاب (بن بخشش) نے آپ سے اجازت چاہی ہے۔ اگر وہ میرے لیے اجازت دے دیں تب توہاں وفن کرنا اور اگر اجازت نہ دیں تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا۔ اس کے بعد ام المؤمنین حفصہ بنت خیثا آئیں، ان کے ساتھ کچھ دوسرا خواتین بھی تھیں۔ جب ہم نے انہیں دیکھا تو ہم

فُرِيشٌ وَلَا تَغْدِهُمْ إِلَى غَيْرِهِمْ، فَأَذْعَنَ
هَذَا الْمَالِ.

انطلق إلَى عائشة أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ : يَقْرَأُ
عَلَيْكِ عَمْرُ السَّلَامُ - وَلَا تَقْلُ أَمِيرًا
الْمُؤْمِنِينَ، فَإِنِّي لَسْتُ الْيَوْمَ لِلْمُؤْمِنِينَ
أَمِيرًا - وَقَالَ: يَسْتَأْذِنُ عَمْرُ بْنُ الْخَطَابِ
أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبِهِ. فَسَلَمَ وَاسْتَأْذَنَ،
ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهَا فَوَجَدَهَا قَاعِدَةَ تَبْكِيَ فَقَالَ :
يَقْرَأُ عَلَيْكِ عَمْرُ بْنُ الْخَطَابِ السَّلَامَ
وَيَسْتَأْذِنُ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبِهِ. فَقَالَتْ:
كَنْتُ أَرِيدُهُ لِنَفْسِي، وَلَا وَرَثْتُهُ بِهِ الْيَوْمَ
عَلَى نَفْسِي. فَلَمَّا أَقْبَلَ قَبْلَ هَذَا عَبْدُ
اللَّهِ بْنُ عَمْرٍ قَدْ جَاءَ. قَالَ: ارْفَوْنِي.
فَأَسْنَدَهُ رَجْلَ إِلَيْهِ فَقَالَ : مَا لَدْنِي؟ قَالَ:
الَّذِي تُحِبُّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَذْنَتْ.
قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ، مَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ أَهْمَّ
إِلَيْيَ مِنْ ذَلِكَ، فَإِذَا أَنَا قَضَيْتُ
فَاحْمِلُونِي، ثُمَّ سَلَّمَ فَقَالَ : يَسْتَأْذِنُ عَمْرُ
بْنُ الْخَطَابِ. فَإِنْ أَذْنَتْ لِي فَلَادِلُونِي،
وَإِنْ رَدْتُنِي زَدُونِي إِلَى مَقابرِ الْمُسْلِمِينَ.
وَجَاءَتْ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ حَفْصَةُ وَالنَّسَاءُ
تَسْبِّرُ مَعَهَا، فَلَمَّا رَأَيْنَاهَا قَمْنَاهَا، فَوَلَحْتَ
عَلَيْهِ فَبَكَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً، وَاسْتَأْذَنَ
الرَّجَالَ، فَوَلَحْتَ دَاخِلًا لَهُمْ، فَسَمِعُنا
بِكَاءَهَا مِنَ الدَّاخِلِ. فَقَالُوا: أَوْصِ يَا أَمِيرَ
الْمُؤْمِنِينَ، اسْتَخْلِفْ. قَالَ: مَا أَجِدُ أَحَقَّ
بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْ هُؤُلَاءِ النَّفَرِ - أَوِ الرَّهْطِ

انٹھ گئے۔ آپ عمر بن الخطاب کے قریب آئیں اور وہاں تموزی دین تک آنسو بھاتی رہیں۔ پھر جب مردوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو وہ مکان کے اندر ورنی حصہ میں چلی گئیں اور ہم نے ان کے رونے کی آواز سنی پھر لوگوں نے عرض کیا امیر المؤمنین! خلافت کے لئے کوئی وصیت کر دیجئے۔ فرمایا کہ خلافت کامیں ان حضرات سے زیادہ اور کسی کو مسخر نہیں پاتا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک جن سے راضی اور خوش تھے پھر آپ نے علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد اور عبدالرحمن بن عوف کا نام لیا اور یہ بھی فرمایا کہ عبداللہ بن عمر کو بھی صرف مشورہ کی حد تک شریک رکھنا لیکن خلافت سے انہیں کوئی سروکار نہیں رہے گا، جیسے آپ نے ابن عمر پر بیشتر کی تکشیں کے لیے یہ فرمایا ہو۔ پھر اگر خلافت سعد کو مل جائے تو وہ اس کے مل پیں اور اگر وہ نہ ہو سکیں تو جو شخص بھی خلیفہ ہو وہ اپنے زمانہ خلافت میں ان کا تعاون حاصل کرتا رہے۔ کیونکہ میں نے ان کو (کوفہ کی گورنری سے) ناہلی یا کسی خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا ہے اور عمر بن الخطاب نے، فرمایا میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو مهاجرین اولین کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان کے حقوق پچانے اور ان کے احراام کو محفوظ رکھے اور میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ انصار کے ساتھ بہتر معاملہ کرے جو دارالحرث اور دارالاہمیان (مہینہ منورہ) میں (رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے سے) مقیم ہیں۔ (خلیفہ کو چاہیے) کہ وہ ان کے نیکوں کو نوازے اور ان کے بروں کو معاف کر دیا کرے اور میں ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ شری آبادی کے ساتھ بھی اچھا معاملہ رکھے کہ یہ لوگ اسلام کی مدد مال جمع کرنے کا ذریعہ اور (اسلام کے) دشمنوں کے لیے ایک مصیبت ہیں اور یہ کہ ان سے وہی وصول کیا جائے جو ان کے پاس فاضل ہو اور ان کی خوشی سے لیا جائے اور میں ہونے والے خلیفہ کو بد دیوں کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ اصل عرب ہیں اور اسلام کی جڑیں اور یہ کہ ان سے ان کا بچا کچھا مال وصول کیا جائے اور انہیں کے محتاجوں میں تقسیم کر دیا جائے اور میں ہونے والے خلیفہ کو اللہ اور اس کے رسول کے عد کی

- الَّذِينَ تُؤْفَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَسَمِّيَ عَلِيًّا وَعُثْدَانَ وَالزَّبَرَ وَطَلْحَةَ وَسَعْدًا وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ، وَقَالَ يَسْهُدُكُمْ عَنْهُ اللَّهُ بْنُ عَمْرٍ، وَلَيْسَ لَهُ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ - كَهْبَتَهُ التَّغْرِيَةُ لَهُ - فَإِنَّ أَصَابَتِ الْإِمْرَةَ سَعْدًا فَهُوَ ذَالِكُ وَإِلَّا فَلَيَسْتَعِنَ بِهِ أَيُّكُمْ مَا أَمْرَ بِهِ فَلَيَنِي لَمْ أَغْرِلْهُ عَنْ عَجْزٍ وَلَا خِيَانَةً وَقَالَ أَوْصِي الْخَلِيفَةَ مِنْ بَعْدِي بِالْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ، أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَيَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ وَأَوْصِيَ بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا، الَّذِينَ تَبَوَّأُوا الدَّارَ وَالْإِنْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ، أَنْ يَقْبَلَ مِنْ مُخْسِنِهِمْ، وَأَنْ يَغْفِي عَنْ مُسِينِهِمْ وَأَوْصِيَ بِأَهْلِ الْأَنْصَارِ خَيْرًا، فَلَيَهُمْ رَدْءُ الْإِسْلَامِ، وَجَبَةُ الْمَالِ وَغَيْظُ الْعَدُوِّ، وَأَنْ لَا يُؤْخَذَ مِنْهُمْ إِلَّا لَعْنَلَهُمْ عَنْ رِضَاهُمْ وَأَوْصِيَ بِالْأَغْرَابِ خَيْرًا، فَلَيَهُمْ أَصْلُ الْقَرْبَى، وَمَادِهُ الْإِسْلَامُ، أَنْ يُؤْخَذَ مِنْ حَوَاشِي أَمْوَالِهِمْ، وَتَرَدَّ عَلَى فَقَرَاهُمْ، وَأَوْصِيَ بِدِيمَةِ اللَّهِ وَذِمَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْ يُؤْفَى لَهُمْ بِعِذْمِهِمْ، وَأَنْ يَقْاتَلَ مَنْ وَرَاهُمْ، وَلَا يُكَلِّفُوا إِلَّا طَاقَتِهِمْ فَلَمَّا قِضَ خَرْجَتَا بِهِ فَانْطَلَقْنَا نَمْشِي فَسَلَّمَ عَنْهُ اللَّهُ بْنُ عَمْرٍ قَالَ يَسْتَأْذِنُ عَمْرُ بْنَ الْخَطَّابَ، قَالَتْ أَذْجِلُوهُ، فَأَذْجَلَ، فَوُضِعَ هَنَالِكَ مَعَ

نگھداشت کی (جو اسلامی حکومت کے تحت غیر مسلموں سے کیا ہے) وسیت کرتا ہوں کہ ان سے کئے گئے عمد کو پورا کیا جائے، ان کی حفاظت کے لیے جنگ کی جائے اور ان کی حیثیت سے زیادہ ان پر بوجہ نہ ڈالا جائے۔ جب عمر بن الخطبؓ کی وفات ہو گئی تو ہم وہاں سے ان کو لے کر (عائشہؓ بنت خلیفہؓ) کے جگہ کی طرف آئے۔ عبد اللہ بن عمر بن الخطبؓ نے سلام کیا اور عرض کیا کہ عمر بن خطابؓ نے اجازت چاہی ہے۔ ام المؤمنین نے کہا انہیں دفن کیا جائے۔ چنانچہ وہ دویں دفن ہوئے۔ پھر جب لوگ دفن سے فارغ ہو چکے تو وہ جماعت (جن کے نام عمر بن الخطبؓ نے وفات سے پہلے بتائے تھے) جمع ہوئی عبد الرحمن بن عوف نے کہا، تمیں اپنا معاملہ اپنے ہی میں سے تمیں آدمیوں کے پروردہ بننا چاہیے اس پر زید بن خلیفہؓ نے کہا کہ میں نے اپنا معاملہ علی بن خلیفہؓ کے پروردہ کیا۔ عثمان بن خلیفہؓ نے کہا کہ میں اپنا معاملہ عثمان بن خلیفہؓ کے پروردہ کرتا ہوں۔ اور سعد بن ابی وقاصؓ بن خلیفہؓ نے کہا میں نے اپنا معاملہ عبد الرحمن بن عوف بن خلیفہؓ کے پروردہ کیا۔ اس کے بعد عبد الرحمن بن عوف بن خلیفہؓ نے (عثمان اور علی بن خلیفہؓ کو مخاطب کر کے) کہا کہ آپ دونوں حضرات میں سے جو بھی غلافت سے اپنی برأت ظاہر کرے ہم اسی کو خلافت دیں گے اور اللہ اس کا نگران و نگہبان ہو گا اور اسلام کے حقوق کی ذمہ داری اس پر لازم ہو گی، ہر شخص کو غور کرنا چاہیے کہ اس کے خیال میں کون افضل ہے، اس پر یہ دونوں حضرات خاموش ہو گئے تو عبد الرحمن بن عوف بن خلیفہؓ نے کہا، کیا آپ حضرات اس انتخاب کی ذمہ داری مجھ پر ڈالتے ہیں۔ خدا کی قسم کہ میں آپ حضرات میں سے اسی کو منتخب کروں گا جو سب میں افضل ہو گا۔ ان دونوں حضرات نے کہا کہ جی ہاں۔ پھر آپ نے ان دونوں میں سے ایک کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ آپ کی قرابت رسول اللہؐ بن خلیفہؓ سے ہے اور ابتداء میں اسلام لانے کا شرف بھی، جیسا کہ آپ کو خود ہی معلوم ہے۔ پس اللہ آپ کا نگران ہے کہ اگر میں آپ کو خلیفہ بنادوں تو کیا آپ عدل و انصاف سے کام لیں گے اور اگر عثمان بن خلیفہؓ کو خلیفہ بنادوں تو کیا آپ ان کے احکام کو سینے گے اور ان کی اطاعت کریں گے؟ اس کے بعد دوسرے صاحب کو نہائی میں لے گئے اور ان سے بھی یہی کہا اور جب

صاحبینہ۔ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ دُلْبِهِ اجْتَمَعَ هُؤُلَاءِ الرَّهْطِ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنَ: أَجْعَلُوكُمْ إِلَى ثَلَاثَةِ مِنْكُمْ. فَقَالَ الرَّبِيعُ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عَلَيَّ. فَقَالَ طَلْحَةُ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عُثْمَانَ، وَقَالَ سَعْدٌ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ. فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنَ: أَيْكُمَا تَبْرِأُ مِنْ هَذَا الْأَمْرِ فَجَعَلْتُهُ إِلَيْهِ، وَاللَّهُ عَلَيْهِ وَالإِسْلَامُ لَيَنْظَرُنَّ أَفْضَلَهُمْ فِي نَفْسِهِ؟ فَأَسْكَنَتِ الشَّيْخَانَ. فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنَ: فَأَجْعَلْتُهُنَّا إِلَيْيَّ وَاللَّهُ عَلَيَّ أَنْ لَا آلو عَنْ أَفْضَلِكُمْ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَأَخْذَ بِيَدِ أَخِيهِمَا فَقَالَ: لَكَ قَرَائِبَةٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَدْمَ فِي الإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ، فَاللَّهُ عَلَيْكَ لَيْنَ أَمْرُكَ لَعْدِلَنَّ، وَلَيْنَ أَمْرُكَ عُثْمَانَ لَسَمْعَنَ وَلَتُطِيعَنَّ. ثُمَّ خَلَأَ بِالآخِرِ فَقَالَ: مِثْلُ ذَلِكَ، فَلَمَّا أَخَذَ الْمِينَاقَ قَالَ: ارْفَعْ يَدَكَ يَا عُثْمَانَ، فَبَأْيَعَهُ، وَبَأْيَعَ لَهُ عَلَيْهِ، وَوَلَجَ أَهْلَ الدَّارِ فَبَأْيَعُوهُ)).

[راجع: ۱۳۹۲]

ان سے وعده لے لیا تو فرمایا، اے عثمان! اپنا ہاتھ بڑھائیے۔ چنانچہ انہوں نے ان سے بیعت کی اور علی بن ابی شریخ نے بھی ان سے بیعت کی۔ پھر الٰہ مدد نہ آئے اور سب نے بیعت کی۔

تَشْبِيهُ حضرت عمر بن ابی شریخ کی شادت کا واقعہ ہوتا ہے دل دوز ہے۔ حضرت مغیرہ بن ابی شریخ کے بھی غلام ابو لولو نامی مردود نے تین ضرب اس تخبر زہر آلود کے لگائے جس کو اس نے تیار کیا تھا۔ حضرت عمر بن ابی شریخ نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا اس کے کوکپٹ لواس نے مجھے مار ڈالا۔ ہوا یہ تھا کہ مردود بڑا کار بیگر تھا، لوہار بھی تھا، نقاش بھی اور بڑھی بھی۔ مغیرہ نے اس پر سود رہم ملائنا جزیہ کے مقرر کئے تھے۔ اس نے حضرت عمر بن ابی شریخ سے شکایت کی کہ میرا جزیہ بہت بھاری ہے۔ اس میں کچھ تحفیض کی جائے۔ حضرت عمر بن ابی شریخ نے کہا کہ جب تو اتنا ہمار جانتا ہے تو ہر میں سود رہم تجھ پر زیادہ نہیں ہیں۔ اس پر اس مردود کو غصہ آیا۔ ایک بار حضرت عمر بن ابی شریخ کو راستے میں ملا۔ حضرت عمر بن ابی شریخ نے پوچھا، میں نے ساہے کہ تو ہوا کی چکلی بنا سکتا ہے۔ اس نے کہا میں تمہارے لئے ایک ایسی چکلی بناوں گا جس کا لوگ ہیشہ ذکر کرتے رہیں گے۔ حضرت عمر بن ابی شریخ نے یہ سن کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس غلام نے مجھ کو ڈرایا۔ چند ہی راتوں کے بعد اس مردود نے یہ کیا۔ مسلم نے معدان سے نکلا کہ حضرت عمر بن ابی شریخ نے شادت سے پہلے خطبہ سنایا، فرمایا کہ ایک مرغ نے مجھ کو تین چونچیں ماریں خواب میں اور میں سمجھتا ہوں میری موت آپنچی چنانچہ زخمی ہونے کے کئی دنوں بعد آپ کا انتقال ہو گیا اور حضرت صہیب بن ابی شریخ نے ان پر نماز پڑھائی۔ قبر میں کہتے ہیں ابو بکر بن ابی شریخ کا سر آنحضرت ﷺ کے کاندھے کے برابر ہے اور حضرت عمر بن ابی شریخ کا سر ابو بکر بن ابی شریخ کے کاندھے کے برابر ہے۔ بعض نے کہا کہ ابو بکر بن ابی شریخ کی قبر آنحضرت ﷺ کے سر کے مقابل ہے اور حضرت عمر بن ابی شریخ کی قبر آپ کے پاؤں کے برابر ہے۔ بہر حال تینوں صاحب حضرت عائشہ بن ابی شریخ کے جمروہ میں مدفن ہیں جن کی قبور کا مقام اب تک ہے طور پر محفوظ ہے اور قیامت تک ان شاء اللہ محفوظ رہے گا۔ بالی صحابہ اور اہل بیت اور ازواج مطہرات بقعہ میں مدفن ہیں۔ مگر بقیع میں کئی بار طوفان اور بارش اور واقعات کی وجہ سے قبور کے نشان مٹ گئے۔ اندازے سے بعض لوگوں نے گندہ غیرہ بنا دیئے تھے۔ ان کے مقامات یقینی طور سے محفوظ نہیں ہیں۔ اتنا تو یقین ہے کہ یہ سب بزرگ بقیع مبارک میں ہیں۔ رہے نام اللہ کا۔ ان فرضی گندبوں کو سعودی حکومت نے ختم کر دیا ہے۔ ایده اللہ بنصرہ العزیز۔

حضرت عمر بن ابی شریخ نے خلافت کا مسئلہ طے کرنے کے لیے جو جماعت نامزد فرمائی اس میں اپنے صاحبزادے عبداللہ بن ابی شریخ کو صرف بطور مشاہد حاضر رہنے کے لیے کہا۔ یعنی عبداللہ بن ابی شریخ کے لیے اتنا بھی جو کہا کہ وہ مشورہ وغیرہ میں تمہارے ساتھ شریک رہے گا، یہ بھی ان کو تسلی دینے کے لیے، وہ اپنے والد کے سخت رنج میں تھے۔ اتنا کہر گویا کچھ ان کے آنسو پوچھ دیئے۔ طبری اور ابن سعد وغیرہ نے روایت کیا، ایک شخص نے کہا عبداللہ کو خلیفہ کر دیتے ہیں۔ حضرت عمر بن ابی شریخ نے کہا اللہ تجھے کو جاہ کرے۔ میں حق تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ سبحان اللہ! پاک نفسی اور انصاف کی حد ہو گئی۔ ایسے لاکن اور فاضل ہیئے کا وہ بھی مرتبہ وقت ذرا بھی خیال نہ کیا اور جب تک زندہ رہے عبداللہ کو اسامہ بن زید سے بھی کم معاشر دیتے رہے۔ صحابہ نے سفارش بھی کی کہ عبداللہ اسامہ سے کم نہیں ہیں جن لا ایوں میں اسامہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے ہیں عبداللہ بھی شریک ہوئے ہیں۔ فرمایا کہ اسامہ کے باپ کو آنحضرت ﷺ کو عبداللہ کے باپ سے زیادہ چاہتے تھے تو میں نے آنحضرت ﷺ کی محبت کو اپنی محبت پر مقدم رکھا۔ عبداللہ حضرت عمر بن ابی شریخ کی ساری خلافت میں کی معاشر اور کثرت اہل و عیال سے پریشان ہی رہے مگر ایک کاؤں کی تحصیلداری یا حکومت ان کو نہ دی۔ آخر پریشان ہو کر صوبہ یمن کے حاکم کے پاس گئے۔ ان سے اپنی تکلیف کا حل بیان کیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ تم جانتے ہو جیسے تمہارے والد سخت تھے آدمی ہیں، میں بیت المال سے تو ایک بیس بھی تم کو نہیں دے سکتا۔ البتہ کچھ روپیہ مدینہ روانہ کرنا ہے۔ تم ایسا کرو اس کا کپڑا یہاں خرید لو اور

مذہب پتخت کر اصل روپیہ اپنے والد کے پاس داخل کر دو اور نفع تم لے لو تو عبد اللہ نے اسی کو غیمتِ سماج جب میں آئے۔ حضرت عمر بن الخطاب کو خبر پکنی تو فرمایا اصل اور نفع دونوں بیت المال میں داخل کرو۔ یہ مال تمہارا یا تمہارے باب کا نہ تھا۔ صحابہ نے بت سفارش کی کہ آخر یہ اتنی دور سے آئے ہیں اور پیسہ اپنی حفاظت میں لائے ہیں، ان کو کچھ اجرت ملنا چاہیے اور ہم سب راضی ہیں کہ آدھا نفع دیا جائے۔ اس وقت حضرت عمر بن الخطاب نے کہا کہ خیر تمہاری مرضی میں تو یونی انصاف سمجھتا ہوں کہ کل نفع بیت المال میں داخل کر دیا جائے۔ افسوس صد افسوس جو شیعہ حضرت عمر بن الخطاب کو برداشتے ہیں۔ اگر ذرا اپنے کریمان میں منہ ذالیں تو سمجھ لیں کہ حضرت عمر بن الخطاب کی ایک ایک بات ایسی ہے جو ان کی فضیلت اور معدالت اور حق شناسی کی کافی اور روشن دلیل ہے۔ و من لم يجعل الله له نورا فماله من نور۔ (خلاصہ وجہی)

۹۔ باب مناقب علی بن ابی طالب القرشی الہاشمی

کے فضائل کا بیان

الہاشمی ابی الحسن رضی اللہ عنہ

وقال النبی ﷺ لعلی: ((أنت مني وأنا منك)) و قال عمر: توفي رسول الله ﷺ و هو عنده راضٍ اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا حضرت علی بن الخطاب سے کہ تم مجھ سے ہو میں کا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک ان سے راضی تھے۔

امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب بن الخطاب چوتھے ظیفہ راشد ہیں۔ آپ کی کنیت ابو الحسن اور ابو رتاب ہے۔ آٹھ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا اور غزوہ توبک کے سوا تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ یہ گندی رنگ والے بڑی روشن، غوبصورت آنکھوں والے تھے۔ طویل القامت نہ تھے۔ ذاتِ محترمی ہوئی تھی۔ آخر میں سراور ذاتِ محترمی ہر دو کے ہال سفید ہو گئے تھے۔ حضرت عثمان بن علی بن الخطاب کی شہادت کے دن جمعہ کو ۱۸ ذی الحجه ۳۵ھ میں تاج خلافت ان کے سر پر کھا کیا اور ۱۸ رمضان ۴۰ھ میں جمعہ کے دن عبدالرحمن بن ملجم مرادی نے آپ کے سر پر تکوار سے حملہ کیا جس کے تین دن بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ انا اللہ وانا الیه راجعون۔ آپکے دونوں صاحبزادوں حضرت حسن اور حضرت حسین اور حضرت عبد اللہ بن جعفر بن علی نے آپ کو عسل دیا۔ حسن بن علی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ میم کے وقت آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ کی عمر ۲۳ سال کی تھی۔ مدت خلافت چار سال، نوماہ اور کچھ دن ہے۔

عنوان باب میں حضرت علی بن الخطاب کے متعلق حدیث انت منی و انا منک مذکور ہے۔ یعنی تم مجھ سے اور میں تم سے ہوں۔ آنحضرت ﷺ جب جنگ توبک میں جانے گئے تو حضرت علی بن الخطاب کو میہنے میں چھوڑ گئے ان کو رنج ہوا کئے گئے آپ مجھ کو عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑتے جاتے ہیں، اس وقت آپ نے یہ حدیث فرمائی۔ یعنی جیسے حضرت موسیٰ ﷺ کوہ طور کو جاتے ہوئے حضرت ہارون ﷺ کو اپنا جانشین کر گئے تھے، ایسا ہی میں تم کو اپنا قائم مقام کر کے جاتا ہوں۔ اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ میرے بعد متصلان تم ہی میرے ظیفہ ہو گے، کیونکہ حضرت ہارون ﷺ حضرت موسیٰ ﷺ کی حیات میں گزر گئے تھے۔ دوسری روایت میں اتنا اور زیادہ ہے، 'صرف اتنا فرق ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہو گا'۔

۱۔ حدثنا فضیلہ بن سعید حدثنا عبد العزیز بن قتبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا تم سے عبد العزیز نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے اور ان سے سمل بن سعد بن علی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ خیر کے موقع پر بیان فرمایا کہ کل میں ایک ایسے شخص کو اسلامی علم دوں گا جس کے باقاعدہ پر اللہ تعالیٰ فتح

عبد العزیز عن ابی حازم عن سهل بن سعید رضی اللہ عنہ ائمۃ الرسول ﷺ بقال: ((الاغطیف الرایۃ غذا رجلاً بفتح

عنایت فرمائے گا۔ راوی نے بیان کیا کہ رات کو لوگ یہ سوچتے رہے کہ دیکھئے علم کے ملتا ہے۔ جب صحیح ہوئی تو آخر خضرت ﷺ کی خدمت میں سب حضرات (جو سر کردہ تھے) حاضر ہوئے۔ سب کو امید تھی کہ علم انہیں ہی ملے گا۔ لیکن حضور ﷺ نے دریافت فرمایا، علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ ان کی آنکھوں میں درد ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر ان کے بیان کسی کو بھیج کر بلوالو۔ جب وہ آئے تو آخر خضرت ﷺ نے ان کی آنکھ میں اپنا تھوک ڈالا اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ اس سے انہیں ایسی شفا حاصل ہوئی جیسے کوئی مرض پسلے تھا ہی نہیں۔ چنانچہ آپ نے علم انہیں کو عنایت فرمایا۔ حضرت علی بن ابی طالب نے عرض کیا یا رسول اللہ؟ میں ان سے اتنا ٹوٹا گا کہ وہ ہمارے جیسے ہو جائیں (یعنی مسلمان بن جائیں) آپ نے فرمایا۔ ابھی یوں ہی چلتے رہو۔ جب ان کے میدان میں اترو تو پسلے انہیں اسلام کی دعوت دو اور انہیں تباو کہ اللہ کے ان پر کیا حقوق واجب ہیں۔ خدا کی قسم اگر تمہارے ذریعہ اللہ تعالیٰ ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے تو وہ تمہارے لئے سرخ او منوش (کی دولت) سے بہتر ہے۔

(۳۰۷) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے حاتم نے بیان کیا، ان سے زیند بن ابی عبید نے بیان کیا، ان سے سلمہ بن اکوع بن شہر نے بیان کیا کہ حضرت علی بن ابی طالب غزوہ خبر کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ بوجہ آنکھ دکھنے کے نہیں آسکے تھے۔ پھر انہوں نے سوچا، میں حضور ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شریک نہ ہو سکوں! چنانچہ گھر سے نکلے اور آپ کے لئکر سے جا لے۔ جب اس رات کی شام آئی جس کی صحیح کو اللہ تعالیٰ نے فتح عنایت فرمائی تھی تو آخر خضرت ﷺ نے فرمایا، کل میں ایک ایسے شخص کو علم دوں گا! یا (آپ نے یوں فرمایا کہ کل) ایک ایسا شخص علم کو لے گا جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو محبت ہے یا آپ نے یہ فرمایا کہ جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت

الله علی یہ دینے)۔ قائل فبات الناس
یَدُوكُونَ لِيَلْتَهُمْ أَيْهُمْ يُغْطَاهَا. فَلَمَّا أَصْبَحَ
النَّاسُ غَدَوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كُلُّهُمْ
يَرْجُو أَنَّهُ يُغْطَاهَا، فَقَالَ: ((أَنِّي عَلَيْيِ بْنُ
أَبِي طَالِبٍ)) فَقَالُوا: يَشْكُرِي عَيْنِي يَا
رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: ((فَأَرْسِلُوا إِلَيْهِ فَأَتُوْنَيِ
بِهِ)). فَلَمَّا جَاءَ بَصَقَ لِي عَيْنِي وَدَعَاهُ،
فَبِرَا حَتَّى كَانَ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجْهٌ، فَأَغْطَاهُ
الرَّأْيَةَ، فَقَالَ عَلَيْيِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَإِنْتُهُمْ
حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا. فَقَالَ: ((اَنْفَذْ عَلَى
رِسْلِكَ حَتَّى تُنْزِلَ بِسَاحِتِهِمْ، ثُمَّ اذْعُهُمْ
إِلَى الإِسْلَامِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يُحِبُّ عَلَيْهِمْ
مِنْ حَقِّ اللَّهِ فِيهِ، فَرَأَى اللَّهُ لَا نَ يَهْدِي اللَّهُ
بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ
خَمْرُ النَّعْمِ)). [راجح: ۲۹۴۲]

آخر خضرت ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ جہاں تک ممکن ہو لڑائی کی نوبت نہ آئے پائے۔ اسلام لڑائی کرنے کا ہاتھ نہیں ہے۔ اسلام امن چاہتا ہے۔ اس کی جگہ صرف دفاع ہے۔

۳۷۰ - حَدَثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَثَنَا حَاتَمٌ عَنْ
يَزِيدَ بْنِ أَبِي عَبِيدٍ عَنْ سَلْمَةَ قَالَ: كَانَ
عَلَيْيِ قَدْ تَحَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا حَيَّرَ
وَكَانَ بِهِ رَمَدٌ فَقَالَ: أَنَا أَتَحَلَّفُ عَنِ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَخَرَجَ عَلَيْيِ فَلَلْحَقَ بِالنَّبِيِّ
ﷺ. فَلَمَّا كَانَ مَسَاءَ الْيَنِيَّةِ أَتَيَ فَسَحَّهَا
فِي صَبَاجِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
((لَا يَغْطِي الرَّأْيَةَ - أَوْ لَيَأْخُذَنَ الرَّأْيَةَ -
غَدَا رَجُلًا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ)) - أَوْ
قَالَ: ((يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ - يَفْتَحُ اللَّهُ

رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح عالمیت فرمائے گا۔ اتفاق سے حضرت علی بن ابی ذئب آگئے حالانکہ ان کے آنے کی ہمیں امید نہیں تھی۔ لوگوں نے بتایا کہ یہیں علی بن ابی ذئب آخر خضرت مسیح بن یحیٰ نے علم انسیں کو دے دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر خیر فتح کر دیا۔

حضرت علی بن ابی ذئب سے بیت خلافت اوائل ماہ ذی الحجه ۳۵ھ میں ہوئی تھی جسے جموروں نے تسلیم کیا۔

عَنْهُمْ)، فَإِذَا نَخْرَجْنَا بَعْدِنَا وَمَا نَرْجُوهُ،
فَقَالُوا : هَذَا عَلَيْنَا، فَأَغْطَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
الْوَابِيَةُ فَتَعَلَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ۔ [راجع: ۲۹۷۵]

(۳۰۳) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے ان کے والدے کے ایک شخص حضرت سل بن سعد بن ابی ذئب کے بیان آیا اور کہا کہ یہ فلاں شخص، اس کا اشارہ امیر مدینہ (مروان بن حکم) کی طرف تھا، بر سر منبر حضرت علی بن ابی ذئب کو برا بھلا کرتا ہے۔ ابو حازم نے بیان کیا کہ حضرت سل بن سعد بن ابی ذئب نے پوچھا کیا کرتا ہے؟ اس نے بتایا کہ ائمہ ”ابو تراب“ کہتا ہے۔ اس پر حضرت سل ہنسنے لگے اور فرمایا کہ خدا کی قسم! یہ نام تو ان کا رسول اللہ ﷺ نے رکھا تھا اور خود حضرت علی بن ابی ذئب کو اس نام سے زیادہ اپنے لئے اور کوئی نام پسند نہیں تھا۔ یہ سن کر میں نے اس حدیث کے جانے کے لئے حضرت سل بن ابی ذئب سے خواہش ظاہر کی اور عرض کیا اے ابو عباس! یہ واقعہ کس طرح سے ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت علی بن ابی ذئب حضرت فاطمہ بنت ابی شہبہ کے بیان آئے اور پھر باہر آ کر مسجد میں لیٹ رہے۔ پھر آخر خضرت مسیح بن یحیٰ نے (فاطمہ بنت ابی شہبہ سے) دریافت فرمایا، تمہارے چچا کے بیٹے کمال ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ مسجد میں ہیں۔ آپ مسجد میں تشریف لائے، دیکھا تو ان کی چادر پیٹھ سے نیچے گر گئی ہے اور ان کی کمر پر اچھی طرح سے خاک لگ پکن ہے۔ آپ مٹی ان کی کمر سے صاف فرمانے لگے اور بولے، اٹھوائے ابو تراب اٹھو (دو مرتبہ آپ نے فرمایا)

(۳۰۴) ہم سے محمد بن رافع نے بیان کیا، کہا ہم سے حسین نے، ان سے زائدہ نے، ان سے ابو حصین نے، ان سے سعد بن عبدہ نے بیان کیا کہ ایک شخص عبد اللہ بن عمر بن حیثیہ کی خدمت میں آیا اور حضرت عثمان بن ابی ذئب کے متعلق پوچھا۔ ابن عمر بن حیثیہ نے ان کے محاسن کا

۳۷۰۳ - حَدَّثَنَا عَنْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَنْدُ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ (أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى سَهْلَ بْنِ سَهْلٍ فَقَالَ : (هَذَا فُلَانٌ - الْأَمِيرُ الْمَدِينِيُّ - يَدْعُ عَلَيْنَا عِنْدَ الْمِنْبَرِ). قَالَ فَيَقُولُ مَاذَا؟ قَالَ : يَقُولُ لَهُ أَبُو تُرَابٍ، فَضَحِّكَ. قَالَ : وَاللَّهِ مَا سَهَّاهُ إِلَّا النَّبِيُّ ﷺ، وَمَا كَانَ لَهُ اسْمٌ أَحَبٌ إِلَيْهِ مِنْهُ، فَاسْتَطَعْنَاهُ الْحَدِيثَ سَهْلًا وَقَلَّتْ : يَا أَبَا عَبَّاسٍ كَيْفَ؟ قَالَ : دَخَلَ عَلَيْهِ عَلَى فَاطِمَةَ، ثُمَّ خَرَجَ فَاضْطَجَعَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ أَبْنُ عَمْكِ؟ قَالَتْ : فِي الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ فَوَجَدَ رِذَاءَهُ قَدْ سَقطَ عَنْ ظَهِيرَهِ وَخَلَصَ التُّرَابُ إِلَى ظَهِيرَهِ. فَجَعَلَ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهِيرَهِ فَيَقُولُ : ((اجْلِسْ أَبَا تُرَابٍ)). مَوْتَنِينَ.

[راجع: ۴۴۱]

۳۷۰۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ غَبَيْبَةَ قَالَ : ((جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَمْرَ فَسَأَلَهُ عَنْ عُثْمَانَ، فَذَكَرَ عَنْ

ذکر کیا۔ پھر کما کہ شاید یہ باقی تھیں بری گئی ہوں گی۔ اس نے کما جی ہاں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کما اللہ تیری ناک خاک آلوہ کرے۔ پھر اس نے حضرت علی بن ابی طالب کے متعلق پوچھا، انہوں نے ان کے بھی محاسن ذکر کئے اور کما کہ حضرت علی بن ابی طالب کا گھرانہ نبی کریم ﷺ کے خاندان کا نامیت عمدہ گھرانہ ہے۔ پھر کما کہ شاید یہ باقی تھیں بھی تھیں بری گئی ہوں گی۔ اس نے کما کہ جی ہاں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بولے اللہ تیری ناک خاک آلوہ کرے، جا اور میرا جو بگازنا چاہے بگاز لیتا۔ کچھ کی نہ کرنا۔

محاسن عملیہ، قال: لعلَّ ذاكَ يَسْوَءُكَ؟
قال: نَعَمْ. قَال: فَأَرْغِمِ اللَّهَ بِأَنْفُكَ. ثُمَّ سَأَلَهُ عَنْ عَلَيْ، هَذَا كَمِ مَحَاسِنِ عَمَلِكَ؟
قَالَ: هُوَ ذاكَ، بَيْتُهُ أَوْسَطُ بَيْوَاتِ النَّبِيِّ
ﷺ. ثُمَّ قَالَ: لَعْنَ ذاكَ يَسْوَءُكَ؟ قَالَ:
أَجَلْ. قَالَ: فَأَرْغِمِ اللَّهَ بِأَنْفُكَ، انْطَلِقْ
فَاجْهَدْ عَلَيْ جَهَدِكَ)).

[۳۱۳۰] ارجاع:

پوچھنے والا نافع ناہی خارجی تھا جو حضرت عثمان اور حضرت علی بن ابی طالب ہر دو کو برا سمجھتا تھا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی بن ابی طالب کی خاندانی شرافت کا بھی ذکر کیا مگر خارجیوں نے سب کچھ بھلا کر حضرت علی بن ابی طالب کے خلاف خروج کیا اور مظلالت و غوایت کا شکار ہوئے۔

۳۷۰۵ - حدیثیٰ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

عَنْدَهُ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنِ الْحَكْمِ : سَمِعْتَ ابْنَ أَبِي لَيْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَلَيْ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ شَكَّتْ مَا تَلَقَّى مِنْ أَنْرِ الرَّحْمَى. فَأَتَيَنِي النَّبِيُّ ﷺ سَنِي، فَانْطَلَقْتَ فَلَمْ تَجِدْهُ، فَوَجَدَتْ عَائِشَةَ فَأَخْبَرْتَهَا. لَلَّمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ أَخْبَرَهُهُ عَائِشَةَ بِسَمْجِي، فَاطِمَةَ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْنَا - وَقَدْ أَخْدَنَا مَضَاجِعَنَا، فَذَهَبَتْ لِأَقْوَمِ فَقَالَ: (عَلَى مَكَانِكُمَا). فَقَعَدَ بَيْنَنَا حَتَّى وَجَدَتْ بَرَادَ قَدْمَيْهِ عَلَى صَدْرِي، وَقَالَ: (أَلَا أَعْلَمُكُمَا خَيْرًا مِمَّا سَأَلْتُمَايِ؟ إِذَا أَخْدَنَا مَضَاجِعَكُمَا تُكَبَّرَانِ أَرْبَعاً وَثَلَاثِينَ، وَتَسْبِحَانِ ثَلَاثَةً وَثَلَاثِينَ، وَتَحْمَدَانِ ثَلَاثَةً وَثَلَاثِينَ، فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ)).

[۳۱۱۳] ارجاع:

(۳۰۵) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کما ہم سے غدر نے بیان کیا، کما ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم نے، انہوں نے ابن ابی لمی سے نا، کما ہم سے حضرت علی بن ابی طالب نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے (نبی کریم ﷺ سے) چکی پیسے کی تکلیف کی شکایت کی۔ اس کے بعد آخر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس کچھ قیدی آئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس آئیں لیکن آپ موجود نہیں تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کی ملاقات ہو سکی تو ان سے اس کے بارے میں انہوں نے ہات کی جب حضور تشریف لائے تو حضرت عائشہ نے آپ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنے کی اطلاع دی۔ اس پر آخر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خود ہمارے گھر تشریف لائے۔ اس وقت ہم اپنے بستروں پر لیٹ پکھے تھے۔ میں نے چاہا کہ کھڑا ہو جاؤں لیکن آپ نے فرمایا کہ یوں ہی لیٹھے رہو۔ اس کے بعد آپ ہم دونوں کے درمیان بیٹھ گئے اور میں نے آپ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے مجھ سے جو طلب کیا ہے کیا میں تھیں اس سے اچھی بات نہ بتاؤ۔ جب تم سونے کے لئے بستر لیٹو تو چو نتیں مرتبہ اللہ اکبر، تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ پڑھ لیا کرو۔ یہ عمل تمہارے لئے کسی خادم سے بہتر ہے۔

لَشِّفْرَخ امام ابن تیمیہ و شیخ فراتے ہیں کہ جو شخص سوتے وقت اس حدیث پر عمل کولیا کرے گا وہ اپنے اندر حکمن محسوس نہیں کرے گا۔

(۳۰۶) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غدر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سعد نے، انسوں نے ابراہیم بن سعد سے سن، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کرم شیخ ہے، نے حضرت علی بن ابی ذئب سے فرمایا کہ کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے حضرت ہارون میں تھے۔

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا جیسا نسبی رشتہ ہے ایسا ہی مراد تھا را ہے۔

(۳۰۷) ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، ائمیں ایوب ہے، ائمیں ابن سیرین ہے، ائمیں عبیدہ نے کہ حضرت علی بن ابی ذئب نے عراق والوں سے کما کہ جس طرح تم پلے فیصلہ کیا کرتے تھے اب بھی کیا کرو کیونکہ میں اختلاف کو بر اجانب ہوں۔ اسی وقت تک کہ سب لوگ جمع ہو جائیں یا میں بھی اپنے ساتھیوں (ابو بکر و عمر بن ابی ذئب) کی طرح دنیا سے چلا جاؤں۔ ابن سیرین رضی اللہ عنہ کا کرتے تھے کہ عام لوگ (روافض) جو حضرت علی بن ابی ذئب سے روایات (شیخین کی مخالفت میں) بیان کرتے ہیں وہ قطعاً جھوٹی ہیں۔

۳۷۰۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غَنْدَرٌ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ قَالَ : سَمِعْتَ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِغَلِيلِهِ : ((أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونُ مِنِّي بِمُنْزَلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟)).

[طرفة فی : ۴۴۱۶].

۳۷۰۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُجَدِّدِ قَالَ : أَخْبَرَنَا شَعْبَةُ عَنْ أَيُوبَ عَنْ أَبِيهِ سَيِّدِنَا عَنْ غَيْرِهِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((إِقْضُوا كَمَا كُنْتُمْ تَقْضُونَ، فَإِنِّي أَكْرَهُ الْاِخْتِلَافَ، حَتَّى يَكُونَ لِلنَّاسِ جَمَاعَةٌ، أَوْ أَمْوَاتٌ كَمَا مَاتَ أَصْحَابِي)). فَكَانَ أَبْنُ سَيِّدِنَا يَوْسَى أَنَّ عَامَةَ مَا يُرْوَى عَنْ عَلِيٍّ الْكَذِبُ.

لَشِّفْرَخ لنظر رافضی رفض سے مشتق ہے۔ تحقیقین کہتے ہیں کہ ان شیعوں کا نام رافضی اس لئے ہوا کہ لا نہم رفضوا زید بن علی بن الحسین بن علی بن الی طالب بعدم تبریزہ من ابی بکر و عمر۔ واقعہ یہ ہوا تھا کہ حضرت زید بن علی بن حسین بن ابی ذئب کو فدہ تشریف لائے اور لوگوں کو تبلیغ کی۔ بہت سے لوگوں نے ان سے بیعت کی مگر ایک جماعت نے کما کہ جب تک آپ ابو بکر و عمر کو برانہ کہیں گے ہم آپ سے بیعت نہ کریں گے۔ حضرت زید نے ان کی اس بات کو مانتے سے انکار کر دیا اور وہ امر حق پر قائم رہے۔ اس وقت اس جماعت نے یہ نعرو بند کیا نحن نرفضکم کو محظوظ ہیں۔ اس وقت سے یہ گروہ رافضی کے نام سے موسم ہوا۔ حضرت پیر جیلانی رضی اللہ عنہ اس گروہ کی ختم مدت کی ہے۔ اس گروہ کے مقابلہ پر خارجی ہیں جنہوں نے حضرت علی بن ابی ذئب پر خروج کیا اور منبر پر ان کی برائی شروع کی۔ ہر دو فرقہ گراہ ہیں۔ اعتدال کا راستہ الہ سنت کا ہے جو سب صحابہ رضی اللہ عنہم کی عزت کرتے ہیں اور کسی کے خلاف لب کشائی نہیں کرتے۔ ان کی لفڑشوں کو اللہ کے حوالے کرتے ہیں۔ (تلک امة قد خلت لاما مكبت و لكم ماكبتهم ولا تستلون عمما كانوا يعلمون)

روایت میں ذکورہ بزرگ عبیدہ بن ابی ذئب عراق کے قاضی تھے۔ حضرت عمر بن ابی ذئب کا قول یہ تھا کہ ہم ولد کی بیع درست نہیں ہے۔ حضرت علی کا خیال تھا کہ ام ولد کی بیع درست ہے۔ عبیدہ نے یہ عرض کیا کہ ابو بکر و عمر بن ابی ذئب کے زمانے سے تو ہم ام ولد کی بیع کی تا جوازی کا فتویٰ دیتے رہے ہیں۔ اب آپ کا کیا حکم ہے۔ اس وقت حضرت علی بن ابی ذئب نے یہ فرمایا کہ اب بھی وہی فیصلہ کرو۔

باب حضرت جعفر بن ابی طالب ہاشمی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

اور رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا کہ تم صورت اور سیرت میں
بھی سے زیادہ مشابہ ہو۔

۱۰ - بَابُ مَنَاقِبِ جَعْفُرٍ بْنِ أَبِي طَالِبٍ الْهَاشِمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَاتَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: (أَشْبَهَتْ خَلْقِي
وَخَلْقِيْ)

لیشیخ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دس سال بڑے تھے۔ ان کا القب زدہ امام ہیں ہے۔ اسلام تبلیغ کرنے والے انسوں پر میں ہے اللہ پاک تم کو جنت میں دوازدھ عطا فرمائے گا اور تم جنت میں الٹے ہو گے۔ ہمراہ ۲۷ سال جنگ مودعہ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ ان کی چھاتی میں تواروں اور نیزوں کے نوے زخم پائے گئے تھے۔ (علی رضی اللہ عنہ)

(۳۰۸) ہم سے احمد بن ابی بکر نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن ابراہیم بن دینار ابو عبد اللہ جہنی نے بیان کیا۔ ان سے ابن ابی ذسب نے، ان سے سعید مقبری نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگ کتنے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بست احادیث بیان کرتا ہے۔ حالانکہ پیٹ بھرنے کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر وقت رہتا تھا، میں خیری روئی نہ کھاتا اور نہ عمدہ لباس پہنتا تھا (یعنی میرا وقت علم کے سوا کسی دوسری چیز کے حاصل کرنے میں نہ جاتا) اور نہ میری خدمت کے لئے کوئی فلاں یا فلانی تھی بلکہ میں بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ سے پتھر ماندھ لیا کرتا۔ بعض وقت میں کسی کو کوئی آیت اس لئے پڑھ کر اس کا مطلب پوچھتا تھا کہ وہ اپنے گھر لے جا کر مجھے کھانا کھلائے، حالانکہ مجھے اس آیت کا مطلب معلوم ہوتا تھا۔ مسکینوں کے ساتھ سب سے بہتر سلوک کرنے والے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ ہمیں اپنے گھر لے جاتے اور جو کچھ بھی گھر میں موجود ہوتا وہ ہم کو کھلاتے۔ بعض اوقات تو ایسا ہوتا کہ صرف شدید گھنی کی کپی ہی نکال کر لاتے اور اسے ہم پھاڑ کر اس میں جو کچھ ہوتا سے ہی چاٹ لیتے۔

(۳۰۹) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، انسوں نے کہا ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا، انسوں نے کہا ہم کو اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، انسیں شبی نے خبر دی کہ جب حضرت عبد اللہ بن عمر رضی

۳۷۰۸ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ دِينَارٍ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْجَهَنِيِّ عَنْ أَبْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : ((أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يَقُولُونَ: أَكْثَرُ أَبْوَهُرَيْرَةَ، وَإِنِّي كُنْتُ أَنْزَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِشَيْءٍ بَطْنِي حَتَّى لَا أَكُلُ الْحَمِيرَ وَلَا أَبْنُسُ الْحَمِيرَ وَلَا يَخْدُمُنِي فُلَانٌ وَلَا فُلَانَةٌ، وَكُنْتُ أَصْبِقُ بَطْنِي بِالْحَصَبَاءِ مِنَ الْجُوعِ، وَإِنِّي كُنْتُ لِأَسْتَفْرِي الرَّجُلَ الْآيَةَ هِيَ مَعِيَ كَيْنَى يَنْقِلِبُ بِي فَيُطْعَمِنِي، وَكَانَ أَخْيَرُ النَّاسِ لِلْمُسْكِنِينَ جَعْفُرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ كَانَ يَنْقِلِبُ بِنَا فَيُطْعَمُنَا مَا كَانَ فِي بَيْتِهِ، حَتَّى إِنْ كَانَ لِيُخْرِجَ إِنَّا الْمُكَفَّرُوْنَ لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ، فَنَشَقَهَا فَعَلِقَ مَا فِيهَا)). [طرفة في : ۵۴۳۲]

۳۷۰۹ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلَيِّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ ((أَنَّ أَبْنَ عُمَرَ رَضِيَ

اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا سَلَّمَ عَلَى أَبِنِ جَعْفَرٍ
يُوْسُفَ كَما كَرَتَهُ "السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ - اَءِ وَوْرُول
دَالِي بَرْوَگَ كَمَاجِزَادَه تِمَ پَرْ سَلامَ هُوْ. اَبُو عَبْدِ اللَّهِ اَمَامْ بَغَارِي
وَلَيْهِ نَمَاءِ كَمَادِيَثَ مِنْ جَنَاحِيْنِ كَالْفَاظُ هُوْ اَسَ سَرَادَوْ گُوشَه
بَیْنَ (دَوْ گُونَهِ) جَنَاحَانِ. [طَرْفَهِ فِي : ٤٢٦٤].

ان کے والد حضرت جعفر بن ابی طالب جنگ موہہ میں شہید ہوئے۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا میں نے ان کو جنت میں دیکھاں کے جسم پر دہزادے گئے ہیں۔ وہ فرشتوں کے ساتھ اڑتے پھرتے ہیں۔ اسی لئے ان کو جعفر طار کہا گیا۔

باب حضرت عباس بن عبد المطلب رضي الله عنه

کی فضیلت کا بیان

لَشَبْرِي حضرت عباس رضي الله عنه سے دو تین برس بڑے تھے اور آپ کے حقیقی پیچا تھے۔ کہتے ہیں کہ مدینہ میں ایک بار سخت قحط ہوا۔ کعب بن مالک رضي الله عنه نے حضرت عمر رضي الله عنه سے کہا کہ نبی اسرا میل پر جب قحط پڑا اتحادہ ان کے پیغمبروں کی اولاد کا وسیلہ لیا کرتے، اللہ تعالیٰ پانی بر سارا۔ حضرت عمر رضي الله عنه نے کہا ہمارے یہاں بھی عباس رضي الله عنه موجود ہیں وہ ہمارے پیغمبر رضي الله عنه کے پیچا ہیں۔ پیچا باپ کی طرح ہوتا ہے۔ پھر ان کے پاس گئے اور ان کو ساتھ لے کر منیرہ آکر دعا کی۔ اللہ نے خوب پانی بر سارا۔ باوجود اس کے کہ حضرت عباس رضي الله عنه کو اتنی فضیلت حاصل تھی مگر حضرت عمر رضي الله عنه نے اہل شوریٰ یعنی ارکان مجلس میں جن میں مساجرین اولین شریک تھے ان کو داخل نہیں کیا کیونکہ وہ فتح کے تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، اس کے بعد مسلمان ہوئے۔

(۳۷۱۰) ہم سے حسن بن محمد نے بیان کیا، ان سے محمد بن عبد اللہ
النصاری نے بیان کیا، ان سے ابو عبد اللہ بن ثعلب نے بیان کیا، ان سے
ثمامہ بن عبد اللہ بن انس نے اور ان سے حضرت انس رضي الله عنه نے کہ
حضرت عمر بن خطاب رضي الله عنه قحط کے زمانے میں حضرت عباس بن
عبد المطلب رضي الله عنه کو آگے بڑھا کر بارش کی دعا کرتے اور کہتے کہ اے
اللہ! پسلے ہم اپنے نبی رضي الله عنه سے بارش کی دعا کرتے تھے اور تو ہمیں
سیرابی عطا کرتا تھا اور اب ہم اپنے نبی کے پیچا کے ذریعہ بارش کی دعا
کرتے ہیں۔ اس لئے ہمیں سیرابی عطا فرمًا۔ راوی نے بیان کیا کہ اس
کے بعد خوب بارش ہوئی۔

اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا سَلَّمَ عَلَى أَبِنِ جَعْفَرٍ
قَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ
أَبُو عَبْدِ اللَّهِ بَغَارِي بِهَالَ كَنْ
فِي جَنَاحِيْنِ كَمَادِيَثَ كُلَّ جَانِبِينَ
جَنَاحَانِ. [طَرْفَهِ فِي : ٤٢٦٤].

١١- بَابُ ذِكْرِ الْقَبَاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَلِّبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

لَشَبْرِي حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ (٣٧١٠)- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ
حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدِ اللَّهِ بْنُ الْمُشْتَى عَنْ
ثَمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسِ عَنْ أَنَسِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ((أَنَّ غَمَرَ بْنَ الْخَطَابَ
كَانَ إِذَا قَهَطُوا اسْتَسْقَى بِالْعَبَاسِ بْنِ عَبْدِ
الْمُطَلِّبِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنَا كُنَا نَوْسَئُ
إِنَّكَ بَنِيَّا لَهُ فَسَقِيَنَا، وَإِنَا نَوْسَئُ إِلَيْكَ
بِعَمَّ نَبَيَّنَا فَاسْقِنَا، قَالَ: فَيَسْتَقُونَ)).

[راجح: ۱۰۱۰]

لَشَبْرِي حضرت عباس رضي الله عنه رسول کریم رضي الله عنه کے محترم پیچا ہیں۔ عمر میں آپ سے دو سال بڑے تھے۔ ان کی ماں نمر بنت قاسط وہ خاتون ہیں جنہوں نے سب سے پہلے خانہ کعبہ کو غلاف سے مزین کیا۔ حضرت عباس رضي الله عنه قریش کے بڑے سرداروں میں سے تھے۔ مجہد دہلوی کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنی موت کے وقت ستر غلام آزاد کئے۔ بروز جمعہ ۱۲ ربیعہ میں عمر ۸۸ سال وفات پائی

رضي اللہ عنہ وارضاہ۔

باب حضرت رسول کریم ﷺ کے رشتہ داروں کے فضائل
اور حضرت فاطمہ بنت النبی ﷺ کے فضائل کا بیان اور
آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں
کی سردار ہیں

۱۲- بَابُ مَنَاقِبِ قَرَائِبِ رَسُولِ اللَّهِ
بِكَلْوَمَنْقَبَةِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
بِنْتِ النَّبِيِّ بِكَلْوَقَالِ النَّبِيِّ ﷺ: ((فَاطِمَةُ
سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ))

آپ کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا جنت ہیں۔ رمضان ۲۷ ہجری میں ان کا لکھ حضرت ملی ہٹھ سے ہوا۔ ذی الحجه میں رحمتی عمل میں آئی۔ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما آپؑ کے ہلن مبارک سے پیدا ہوتے۔ ۲۸ سال کی عمر میں آنحضرت ﷺ کی وفات کے پھر ما بعد آپؑ نے انتقال فرمایا، رضی اللہ عنہا وارضاہ۔

حافظ محدث نے کہا کہ باب کامطلب ای فقرہ (قرابت) سے لکھا ہے اور یہاں قربت والوں سے عبدالمطلب کی اولاد مراد ہے۔ مروہ ہوں یا ہورئیں جنوں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھایا آپؑ کی محبت میں رہے ہیئے حضرت ملی ہٹھ اور ان کی اولاد حضرت حسن ہٹھ، حضرت حسین ہٹھ، حضرت عحسن ہٹھ، حضرت فاطمہ ہٹھ، ان کی صاحزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا جو حضرت محرہ ہٹھ کی پویتیں۔ حضرت جعفر اور ان کی اولاد عبد اللہ اور عون اور محمد۔ کتنے ہیں ایک بیٹا اور بھی تھا احمد۔ عقیل اور ان کی اولاد مسلم بن عقیل، ام ہانی، حضرت علی کی بیٹیں ان کی اولاد حمزہ بن عبدالمطلب ان کی اولاد یعنی، عمه، امام۔ عباس بن عبدالمطلب، ان کے بیٹے فضل، عبد اللہ، عتم، عبد اللہ، حارث، سعید، عبد الرحمن، کثیر، عون۔ تمام ان کی بیٹیاں ام حبیبة، آمنہ، صفیہ۔ ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب، ان کی اولاد جعفر، نوافل، ان کے بیٹے مغیثہ، حارث۔ عبدالمطلب کی بیٹیاں شیلہ، امیمہ، اروی، صفیہ، یہ سب لوگ اور ان کی اولاد قیامت تک آنحضرت ﷺ کی قربت والوں میں داخل ہیں (وحیدی)

۳۷۱۹- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ حَدَّثَنَا شَعْبَ
عَنِ الرَّزْهَرِيِّ قَالَ : حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ
الرَّازِيرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ((أَنَّ
فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ أَرْسَلَتْ إِلَيَّ أَبِي بَكْرَ
تَسْأَلَهُ مِيرَاثَهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فَيَنْمَا أَفَاءَ اللَّهُ
عَلَى رَسُولِهِ ﷺ تَطْلُبُ صَدَقَةَ النَّبِيِّ ﷺ
الَّتِي بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكَ، وَمَا يَقْبَلُ مِنْ خَمْسَ
خَيْرَ)). [راجح: ۳۰۹۲]

۳۷۲۰- فَقَالَ أَبُوبَكْرٌ: ((إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ قَالَ: ((لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْتَنَا فَهُوَ
صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مَنْ هَذَا

(۱۲) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا ہم سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر ہٹھ کے یہاں اپنا آدمی بھیج کر نبی کریم ﷺ سے ملنے والی میراث کا مطالبه کیا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو فی کی صورت میں دی تھی۔ یعنی آپؑ کا مطالبه مدینہ کی اس جائداد کے بارے میں تھا جس کی آمدن سے آنحضرت ﷺ مصارف خیر میں خرچ کرتے تھے اور اسی طرح فدک کی جائداد اور خیر کے خس کا بھی مطالبه کیا۔

(۱۳) حضرت ابو بکر ہٹھ نے کہا کہ حضور ﷺ خود فرمائے ہیں کہ ہماری میراث نہیں ہوتی۔ ہم (انجیاء) جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور یہ کہ آل محمد کے اخراجات اسی مال میں سے پورے کئے

جائیں مگر انہیں یہ حق نہیں ہو گا کہ کھانے کے علاوہ اور کچھ تصرف کریں اور میں خدا کی قسم حضور کے صدقے جو آپ کے زمانے میں ہوا کرتے تھے ان میں کوئی رو وبدل نہیں کروں گا بلکہ وہی نظام جاری رکھوں گا جیسے حضور ﷺ نے قائم فرمایا تھا۔ پھر حضرت علی بن ابو طہہ حضرت ابو بکر بن ابو طہہ کے پاس آئے اور کہنے لگے ”اے ابو بکر بن ابو طہہ ہم آپ کی فضیلت و مرتبہ کا اقرار کرتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے حضور ﷺ سے اپنی قرابت کا اور اپنے حق کا ذکر کیا۔ حضرت ابو بکر بن ابو طہہ نے فرمایا ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آنحضرت ﷺ کی قرابت والوں سے سلوک کرنا مجھ کو اپنی قرابت والوں کے ماتحت سلوک کرنے سے زیادہ پسند ہے۔“

الْمَالُ - يَعْنِي مَالَ اللَّهِ - لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَرْبَدُوا عَلَى الْمَالَكِ). وَإِنَّمَا وَاللَّهُ لَا أَمْلَأُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ النَّبِيِّ ﷺ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، وَلَا غَيْرَ مِنْ فِيهَا بِمَا عَمِلُ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَتَشَهَّدُ عَلَيْهِ لَمْ قَالَ : إِنَّمَا لَدَنَا عِزْفَتْنَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَضْلَلْتَكَ - وَذَكَرَ قَوْلَنَاهُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَحْقَهُمْ - فَتَكَلَّمُ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ : وَاللَّهِ لَنْسِنِي بِهِدْوَ لِقَرَائِبَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَخْبُرُ إِنِّي أَنْ أَصْبَرُ مِنْ قُرَائِبِنِي)).

[راجع: ۳۰۹۳]

(۳۱۳) مجھے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے خبر دی کہا ہم سے خالد نے بیان کیا کہا ہم سے شبہ نے بیان کیا، ان سے واقعہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے سن۔ وہ حضرت ابن عمر بن جہن سے بیان کرتے تھے وہ ابو بکر بن ابو طہہ سے کہ انہوں نے کہا ”آنحضرت ﷺ کا خیال آپ کے اہل بیت میں رکھو۔“

۳۷۱۳ - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَابِ حَدَّثَنَا خَالِدًا حَدَّثَنَا شَعْبَةَ عَنْ وَاقِبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَحْدُثَ عَنْ أَبِي عُمَرٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ: ((ارْقِبُوا مُحَمَّدًا ﷺ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ)).

[طرفة فی : ۳۷۵۱]

یعنی ان سے محبت و احترام سے پیش آؤ اور ان کا دھیان رکھو۔

(۳۱۴) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا کہا ہم سے ابن عینیہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے ان سے ابن ابی طیکہ نے ان سے سور بن مخرمه بن عینیہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”فاطمہ میرے جسم کا مکارا ہے۔ اس لئے جس نے اسے ناحق تاراض کیا، اس نے مجھے تاراض کیا۔“

۳۷۱۴ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا أَبْنَ عَيْنَيَةَ عَنْ عُمَرِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ الْمُسْوَرِ بْنِ مَعْرُومَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((فَاطِمَةُ بِضُعْفِيَّتِي، لَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي)).

(۳۱۵) ہم سے عینیہ بن قریم نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ بنت عاصمہ نے بیان کیا کہ عینیہ بن قریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی فاطمہ بنت زین کو اپنے اس مرض کے موقع پر بلا جس میں آپ کی وفات ہوئی، پھر

۳۷۱۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ فَرَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ غُرْزَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((دَعَا النَّبِيُّ ﷺ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِي شَكْوَاهِ الْدِيْنِ فَبَصَرَ

آہستہ سے کوئی بات کی تو وہ رونے لگیں پھر آنحضرت ﷺ نے انسیں بلا یا اور آہستہ سے کوئی بات کی تو وہ ہنسنے لگیں۔ عائشہؓ نے بتانے میان کیا کہ پھر میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا۔

(۳۷۱۶) تو انہوں نے بتایا کہ پہلے مجھ سے حضور ﷺ نے آہستہ سے یہ فرمایا تھا کہ حضور ﷺ اپنی ای بیماری میں وقت پا جائیں گے، میں اس پر رونے لگیں۔ پھر مجھ سے حضور ﷺ نے آہستہ سے فرمایا کہ آپ کے الٰہ بیت میں سب سے پہلے میں آپ سے جاملوں گی۔ اس پر میں نہیں تھی۔

[راجع: ۳۶۲۴] لشیخ
جیسا آنحضرت ﷺ نے یہ خبرِ عالیٰ کے دریبے سے دی تھی کیونکہ آپ مالم الغیب نہیں تھے۔ ہاں اللہ پاک کی طرف سے جو معلوم ہو جاتا ہے فرماتے اور پھر وہ حرف بہ حرف پورا ہو جاتا۔ عالم النیب اسکو کہتے ہیں جو خود بخود بغیر کسی کے بتائے غیب کی خبریں پیش کر سکے۔ یہ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے اور کوئی نبی و ولی غیب دان نہیں ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی زبانی اعلان کر دیا ہے کہ کہہ دو میں غیب جانے والا نہیں ہوں۔ اگر آپ غیب دان ہوتے تو جنگ احمد کا عظیم حادثہ پیش نہ آتا۔

باب حضرت زید بن عماد و نبی محمدؐ کے فضائل کا بیان

حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے حواری تھے اور انسیں۔ (حضرت نبی ﷺ کے حواریین کو) ان کے سفید کپڑوں کی وجہ سے کہتے ہیں (بعض لوگوں نے ان کو دھوپی بتایا ہے)

آپ کی کیت ابو عبد اللہ قریشی ہے۔ ان کی والدہ حضرت صفیہؓ عبد المطلب کی بیٹی اور حضور ﷺ کی پھوپھی ہیں۔ سولہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ ان کے چھانے دھوئیں میں ان کا دم گھوٹ دیا تاکہ یہ اسلام چھوڑ دیں۔ گھریہ ثابت قدم رہے۔ عشرہ میہرہ میں سے ہیں۔ جملہ غزوہات میں شریک رہے۔ لبے قد اور گورے رنگ کے تھے۔ ایک ناظم عمرو بن جرموز نبی نے بھر کی سر زمین پر ۳۶۲۶ میں بصرہ پوئے سال ان کو شہید کروا۔ وادی سباع میں دفن ہوئے، پھر ان کو بصرہ میں منتقل کیا گیا۔ (بیو)

(۳۷۱۷) ہم سے خالد بن خالد نے بتانے کیا، کہا ہم سے علی بن مسر

نے، ان سے ہشام بن عزروہ نے، ان سے ان کے والد نے بتانے کیا کہ مجھے مروان بن حکم نے خبر دی کہ جس سال نکیر پھوٹنے کی بیماری پھوٹ پڑی تھی اس سال عثمان بن عثمان کی اتنی سخت نکیر پھوٹی کہ آپ رج کے لئے بھی نہ جاسکے اور (زندگی سے مایوس ہو کر) وصیت بھی کر دی، پھر ان کی خدمت میں قریش کے ایک صاحب گئے اور کہا کہ

فیہا، فَسَارُهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ، ثُمَّ دَعَاهَا
لَسَارُهُ فَضَجَّكَتْ قَالَتْ : فَسَأَلَهَا عَنْ
ذَلِكَ). [راجح: ۳۶۲۳]

۳۷۱۶ - ((لَقَالَتْ : سَارَنِي النَّبِيُّ
فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يَقْعُضُ لِي وَجْهِي الَّذِي تُوْلَى
لِي بِهِ فَسَكَتْ، ثُمَّ سَارَنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أُولَئِكَ
أَهْلَ نَبِيِّهِ الْيَقْنَةُ فَضَجَّكَتْ)).

[راجع: ۳۶۲۴]

لشیخ لشیخ
آنحضرت ﷺ نے یہ خبرِ عالیٰ کے دریبے سے دی تھی کیونکہ آپ مالم الغیب نہیں تھے۔ ہاں اللہ پاک کی طرف سے جو

۱۳ - بَابُ مَنَاقِبِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : ((هُوَ حَوَارِيُّ النَّبِيِّ
وَسَمَّى الْحَوَارِيُّونَ لِبَيْاضِ بَيَاهِمْ .

آپ کی کیت ابو عبد اللہ قریشی ہے۔ ان کی والدہ حضرت صفیہؓ عبد المطلب کی بیٹی اور حضور ﷺ کی پھوپھی ہیں۔ سولہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ ان کے چھانے دھوئیں میں ان کا دم گھوٹ دیا تاکہ یہ اسلام چھوڑ دیں۔ گھریہ ثابت قدم رہے۔ عشرہ میہرہ میں سے ہیں۔ جملہ غزوہات میں شریک رہے۔ لبے قد اور گورے رنگ کے تھے۔ ایک ناظم عمرو بن جرموز نبی نے بھر کی سر زمین پر ۳۶۲۶ میں بصرہ پوئے سال ان کو شہید کروا۔ وادی سباع میں دفن ہوئے، پھر ان کو بصرہ میں منتقل کیا گیا۔ (بیو)

۳۷۱۷ - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَعْلُومٍ حَدَّثَنَا
عَلِيُّ بْنُ مُسْهِبٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَزْرَوَةَ عَنْ
أَبِيهِ قَالَ : أَخْبَرَنِي مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ
(أَصَابَ عَثْمَانَ بْنَ عَفَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
رَغَافٌ شَدِيدٌ سَنَةُ الرُّغَافِ حَتَّى حَبَسَهُ
عَنِ الْحَجَّ وَأَوْصَى، فَلَدَعْلَ عَلَيْهِ رَجْلٌ

آپ کسی کو اپنا خلیفہ نہیں۔ عثمان بن عثیمین نے دریافت فرمایا، کیا یہ سب کی خواہش ہے انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے پوچھا کہ کے ہاؤں؟ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد ایک دوسرے صاحب گئے۔ میرا خیال ہے کہ وہ حارث تھے۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ آپ کسی کو خلیفہ نہیں۔ آپ نے ان سے بھی پوچھا کیا یہ سب کی خواہش ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے پوچھا، لوگوں کی رائے کس کے لئے ہے؟ اس پر وہ بھی خاموش ہو گئے۔ تو آپ نے خود فرمایا، عالم زیرِ کی طرف لوگوں کا رجحان ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا، اس ذات کی حُجَّت جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میرے علم کے مطابق بھی وہ ان میں سب سے بہتر ہیں اور بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کی نظروں میں بھی ان میں سب سے زیادہ محبوب تھے۔

یہ حضرت عثمان بن عثیمین کی رائے تھی کہ وہ حضرت زیر کو اپنے بعد خلیفہ نہیز کر دیں مگر علم الٰی میں یہ مقام حضرت علی بن عثیمین کے مخصوص تھا۔ اسی لئے تقدیر کے تحت پوتے خلیفہ راشد حضرت علی بن عثیمین قرار پائے۔ اسی ترتیب کے ساتھ یہ چاروں خلفاء راشدین کملاتے ہیں اور اسی ترتیب سے ان سے ان سب کی خلافت برحق ہے۔

(۳۱۸) مجھ سے عبید بن اساعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماء نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، انہیں ان کے والد نے خبر دی کہ میں نے مرداں سے سنا کہ میں عثمان بن عثیمین کی خدمت میں موجود تھا کہ اتنے میں ایک صاحب آئے اور کہا کہ کسی کو آپ اپنا خلیفہ نہیں بیٹھے۔ آپ نے دریافت فرمایا، کیا اس کی خواہش کی جا رہی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں حضرت زیر کی طرف لوگوں کا رجحان ہے۔ آپ نے اس پر فرمایا، ہیک ہے۔ تم کو بھی معلوم ہے کہ وہ تم میں بہتر ہیں۔ آپ نے تین مرتبہ یہ بات دہرانی۔

(۳۱۹) ہم سے مالک بن اساعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد العزیز نے بیان کیا جو ابو سلمہ کے صاحبزادے تھے، ان سے محمد نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے بیان کیا اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زیر بن عوام (رضی اللہ

من فرمی) فَيَسْأَلُهُ قَالَ : أَسْتَعْلِمُ فَقَالَ : وَقَاتُولُهُ؟ قَالَ : نَعَمْ . قَالَ : وَمَنْ؟ فَسَكَتَ . فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ أَخْرَى - أَخْبَرَهُ الْحَارِثَ - فَقَالَ : أَسْتَعْلِمُ فَقَالَ عَمَّا : وَقَاتُولُوا؟ قَالَ : نَعَمْ . قَالَ : وَمَنْ هُوَ؟ فَسَكَتَ . قَالَ : لَقْنُتُهُمْ قَاتُلُوا الزَّبَّارِ؟ قَالَ : نَعَمْ . أَمَا وَالَّذِي لَفَسَسِي بِهِ يَوْمَ إِلَهَ لَعْنَزِهِمْ مَا عَلِمْتُ ، وَإِنْ كَانَ لَأَعْلَمُهُمْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) .

[طرفة بن: ۳۷۱۸].

۳۷۱۸ - حَدَّثَنِي عَبْيَدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ عَنْ هِشَامٍ أَخْبَرَنِي أَبِي سَمْعَتْ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمَ ((كَتَبَتْ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ : أَسْتَعْلِمُ وَقَتِيلٌ ذَاك؟ قَالَ : نَعَمْ، الزَّبَّارُ . قَالَ : أَمَا وَاللَّهِ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنَّهُ خَيْرُكُمْ : ثَلَاثَةً)) .

[راجح: ۳۷۱۷]

۳۷۱۹ - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَفِيرِيُّ هُوَ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدٍ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ : قَالَ النَّبِيُّ : ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا، وَإِنَّ حَوَارِيَ الزَّبَّارِ بْنَ

الْفَوَّاْمِ). [راجع: ٢٨٤٦]

واری قرآن مجید میں حضرت میں ﷺ کے فدائیوں کو کہا گیا ہے۔ یوں تو جملہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین ہی آنحضرت ﷺ کے نبائی تھے مگر بعض خصوصیات کی بنا پر آپ نے یہ لقب حضرت زید بن ثابت کو عطا فرمایا۔

(۳۷۲۰) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے

خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن زید

بنی هاشم نے بیان کیا کہ جنگ احزاب کے موقع پر مجھے اور عمرو بن ابی

سلہ بنی هاشم کو عورتوں میں چھوڑ دیا گیا تھا (کیونکہ یہ دونوں حضرات پچھے

تھے) میں نے اچانک دیکھا کہ حضرت زید بن ثابت (آپ کے والد) اپنے

گھوڑے پر سوار ہی قریظہ (یہودیوں کے ایک قبیلہ کی) طرف آجائے

رہے ہیں۔ دو یا تین مرتبہ ایسا ہوا۔ پھر جب وہاں سے واپس آیا تو میں

نے عرض کیا، ابا جان! میں نے آپ کو کلی مرتبہ آتے جاتے دیکھا۔

انہوں نے کہا، یہی؟ کیا واقعی تم نے مجھی دیکھا تھا؟ میں نے عرض کیا جی

ہاں۔ انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ کون ہے جو بلو

قریظہ کی طرف جا کر ان کی (نقل و حرکت کے متعلق) اطلاع میرے

پاس لاسکے۔ اس پر میں وہاں گیا اور جب میں (خبر لے کر) واپس آیا تو

آنحضرت ﷺ نے (فرط سرت میں) اپنے والدین کا ایک ساتھ ذکر کر

کے فرمایا کہ ”میرے ماباپ تم پر ندا ہوں۔“

(۳۷۲۱) ہم سے علی بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن

مبارک نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی اور انہیں ان

کے والد نے کہ جنگ یہ موس کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے صحابہ نے

حضرت زید بن عوام بن ثابت سے کہا آپ حملہ کیوں نہیں کرتے تاکہ ہم

بھی آپ کے ساتھ حملہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے ان پر (رومیوں پر)

حملہ کیا۔ اس موقع پر انہوں نے (رومیوں نے) آپ کے دو کاری زخم

شانے پر لگائے۔ درمیان میں وہ زخم تھا جو بدر کے موقع پر آپ کو لگا

تھا۔ عروہ نے کہا کہ (یہ زخم اتنے گزے تھے کہ ابھی ہو جانے کے بعد)

میں بچپن میں ان زخموں کے اندر اپنی الگیاں ڈال کر کھیلا کر تھا۔

باب حضرت طلحہ بن عبد اللہ بن عبید اللہ کا تذکرہ اور حضرت عمر

عند اللہ انبیاء ہشام بن عزروۃ عن أبيه

عن عبد اللہ بن الزبیر رضي الله عنهما

قال: ((كُنْتُ يَوْمَ الْأَخْزَابِ جُعْلُتُ أَنَا

وَغَمْرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ فِي النَّسَاءِ، فَنَظَرْتُ

فَإِذَا أَنَا بِالزَّبِيرِ عَلَى فَرَسِيَ بِعَقْلِيَ إِلَى

نَبِيِّ فَرِيزَةَ مَرْثِنَ أوْ فَلَاثَةَ، فَلَمَّا رَجَعْتُ

قُلْتُ : تَا أَبْتَ رَأْيِكَ تَعْتَلِفُ، قَالَ : أَوْ

هَلْ رَأَيْتِنِي تَا بَنِي؟ قُلْتُ : نَعَمْ، قَالَ : كَانَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :

((مَنْ يَأْتِيَ بِنِي فَرِيزَةَ فَيَأْتِنِي بِعَبْرِهِمْ؟))

فَانْطَلَقْتُ، فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِي رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْوَيْهِ لِقَالَ :

((لَدَكَ أَبِي وَأُمِّي)).

(۳۷۲۱) ۳۷۲۱ - حدثنا علي بن حفصٌ حدثنا

ابن المباركٌ أخبرنا هشام بن عزروۃ عن

أبيه ((أن أصحاب النبي ﷺ قالوا للزبير

يوم وفاة البراء: ألا تشد فشد معك؟

فحمل عليهم فصربوه ضربتين على

عاتقه بينهما ضربة ضربها يوم بذر.

قال عزروۃ: فكنت أدخل أصحابي في تلك

الضربات الْعَبْ وَأَنَا صَبَرْتُ).

[طرفاه في : ۳۹۷۳، ۳۹۷۵].

۴ - بَابُ ذِكْرِ طَلْحَةَ بْنِ عَبْيَدِ اللَّهِ

وَقَالَ عُمَرٌ : تُوفِيَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ
عَنْهُ رَاضٍ
بنُوئِيلَةَ نَعْلَمُ أَنَّهُ كَمْ لَمْ يَرَأْ أَنِّي وَفَاتَ تَكَبَّرَتْ
إِنَّمَا يَرَى أَنَّهُ مَعْذُولٌ

ان کی کنیت ابو محمد قریشی ہے۔ عشرہ مہروں میں سے ہیں۔ غزوہ احد میں انہوں نے آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک کی حفاظت کیلئے اپنے ہاتھوں کو بطور ذہال پیش کر دیا۔ ہاتھوں پر ۲۵ نژم آئے۔ الگیاں سن ہو گئیں مگر آنحضرت ﷺ کے چہرہ انور کی حفاظت کیلئے ذہن رہے۔ حضرت طلحہ بن عبادہ حسین چہرہ گندم گوں بست پالوں والے تھے۔ جگ جمل میں بغیر ۶۸ سال شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ و ارضہ۔

ان کا نسب یہ تھا طلحہ بن عبد اللہ بن عثمان بن کعب بن مروہ۔ کعب میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ مل جاتے ہیں۔ جنگ جمل میں شریک ہوئے۔ حضرت علی بن ابی طالب نے پاؤ جو دیکھ لٹکر یعنی حضرت عائشہؓ کے ساتھ شریک تھے، جب ان کی شادت کی خبر سنی تو اس نارے کے آپ کی ڈاڑھی ترہ گئی۔ مروانؓ نے ان کو تمہرے شہید کیا۔ (وجیو)

(۲۳۔۲۴۔۲۵۔۲۶) مجھ سے محمد بن ابی بکر مقدی نے بیان کیا، اب سے معتبر ہے، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابو عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بعض ان جنگوں میں جن میں رسول اللہ ﷺ خود شریک ہوئے تھے (احد کی جنگ میں) طلحہ بن عبید اللہ اور سعد بن عبید اللہ کے سوا اور کوئی باقی نہیں رہا تھا۔

أبي بكر المقدّمي عن أبيه عن أبي عثمان قال: ((لَمْ يَنْقَ مَعَ النَّبِيِّ فِي عَصْمَانَ بْنَ عَوْنَانَ)) في بعض تلك الأيام التي قاتل فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم طلحة وسفيه، عن حديثهما).

[طرفه في : ٤٠٦١].[طرفه في : ٤٠٦٠].

٣٧٤ - حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ
حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي
خَازِمٍ قَالَ: ((رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ الْيَهِي وَقَى
بِهَا النَّبِيُّ ﷺ فَذَكَرَ شَيْئًا)).

[٤٠٦٣ : طرفه في]

١٥ - بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ أَبِي

وقاص الزهري

وَبَنُو زَهْرَةَ أَخْوَانِ الْيَهْ‍يَّةِ، وَهُوَ سَعْدٌ
بْنُ مَالِكٍ

باب حضرت سعد بن ابی و قاص الزہری بنو شہر

بوزہرہ نبی کریم ﷺ کے ماہوں ہوتے تھے۔ ان کا اصل نام سعد بن ابی مالک ہے۔

لشیعہ یہ عشرہ مشروطیں سے ہیں۔ قریشی زبردی ہیں۔ سترہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں سب سے پہلے خیر اندازی کرنے والے تھے۔ مسجیب الدعوات مشہور تھے۔ حضرت عثمان بن عفون نے ان کو کوفہ کا گورنر زینیا تھا۔ حضور ﷺ نے ارم فدک ایبی و امی تحریر اندازی کو تمیر میرے مل پاپ فدا ہوں، ان کے لئے فرمایا تھا۔ بھرستہ سال ۵۵۵ھ میں وفات پائی۔ مدینہ میں

دفن کئے گئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ ان کا نسب نامہ یہ ہے سعد بن ابی وقاص بن وہبیب بن عبد مناف بن زبیرہ بن کلاب بن مروہ یہ کلاب بر آنحضرت ﷺ سے مل جاتے ہیں اور وہبیب حضرت آمنہ آنحضرت ﷺ کی والدہ مایدہ کے بچا تھے۔

(۳۷۲۵) مجھ سے محمد بن شنی نے بیان کیا، کہا تم سے عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا کہ میں نے تجھی سے سن، کہا کہ میں نے سعید بن مسیب سے سن، کہا کہ میں نے حضرت سعد بن ابی و قاص فتوث سے سن، وہ بیان کرتے تھے کہ جنگ احمد کے موقع پر میرے لیے نبی کرم ﷺ نے اپنے والدین کو ایک ساتھ جمع کر کے یوں فرمایا کہ میرے مل باب تم رفدا ہوں۔

٣٧٢٥ - حدیثی مُحَمَّد بْنُ الْمُشْتَی حدَثَنَا عَبْدُ الْوَهَابِ قَالَ: سَمِعْتُ يَعْقِبَ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدًا يَقُولُ: ((جَمَعَ لِي النَّبِيُّ أَبُونِي يَوْمَ أَحْدِي)).

اطرافہ فی: ۴۰۵۶، ۴۰۵۷۔

(۳۷۲) ہم سے کبی بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہاشم بن ہاشم نے بیان کیا، ان سے عامر بن سعد نے اور ان سے ان کے والد (سد بن ابی و قاص بن شوہن) نے بیان کیا کہ مجھے خوب یاد ہے۔ میں نے ایک زمانے میں مسلمانوں کا تیررا حصہ اپنے تینی دیکھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اسلام کے تیرے ہے سے یہ مراد ہے کہ رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف تین مسلمان تھے جن میں تیرا مسلمان تھا، تھا۔

(۷۲۷) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، ہم کو این ابی زائدہ نے خبر دی، کہا ہم سے ہاشم بن ہاشم بن عتبہ بن ابی وقار نے بیان کیا، کماکہ میں نے سعید بن مسیب سے سن، کماکہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقار سے سن۔ انہوں نے کماکہ جس دن میں اسلام لایا، اسی دن دوسرا (سب سے پہلے) اسلام میں داخل ہونے والے حضرات صحابہ، بھی اسلام میں داخل ہوئے ہیں اور میں سات دن تک اسی طور پر رہا کہ میں اسلام کا تیرا فرد تھا۔ این ابی زائدہ کے ساتھ اس حدیث کو ابو اسلام نے بھی روایت کیا۔

حدَّثَنَا عبدُ الرَّهَابِ قَالَ: سَمِعْتَ يَحْتَى
قَالَ: سَمِعْتَ سَعِيدَ بْنَ الْمُبَيْبِ قَالَ:
سَمِعْتَ سَعِيدًا يَقُولُ: ((جَمَعَ لِي النَّبِيُّ
أَنْتَ تَرَدُّ فِي أَهْلِهِ))

[أطرافه في: ٤٠٥٥، ٤٠٥٦، ٤٠٥٧].

٣٧٢٦ - حَدَّثَنَا مُكَيْ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا
هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ عَنْ عَامِرٍ بْنِ سَعْدٍ عَنْ
أَبِيهِ قَالَ: ((لَقَدْ رَأَيْتَنِي وَأَنَا ثُلُثُ
الإِسْلَامِ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ثُلُثُ الْإِسْلَامِ
يَقُولُونَ أَنَا ثُلُثُ فَلَاقَنِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ.

[طراوه في : ٣٧٢٧ ، ٣٨٥٨]

٣٧٧٧ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى
أَعْخَرُهُنَا أَنَّ أَبِي زَانِدَةَ حَدَّثَنَا هَاشِمَ بْنَ
هَاشِمٍ بْنَ عَبْدَةَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ قَالَ:
سَيِّفُتْ سَعْدَ بْنَ الْمُسَيْبَ يَقُولُ:
سَيِّفُتْ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ يَقُولُ : ((مَا
أَسْلَمَ أَخَذَ إِلَّا فِي الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمْتُ
لِلَّهِ، وَلَقَدْ مَكْتُتْ مَسْتَعْةً أَيَّامٍ وَإِنِّي لَكُلُّ
الْإِسْلَامِ)). قَاتَةُ أَبِي أَسَاطِةَ.

[٣٧٢-جامعة]

لشیخ میر اس پر یہ اعتراض ہوا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور کنی آدمی سعد سے پہلے اسلام لائے تھے۔ بعض نے کہا کہ سعد نے اپنے علم کی رو سے کامگیر صحیح نہیں۔ کیونکہ انہی عبد البر رضی اللہ عنہ نے سعد سے نقل کیا کہ میں انہیں برس کی عمر میں اسلام لایا، ابو بکر صدیق کے ہاتھ پر۔ اس وقت میں سلوان مسلمان تھا۔ بعض نے کہ صحیح اس حدیث کی یوں ہے، ما اسلم احد فی الیوم اللہی اسلمت فیہ۔ یعنی جس دن میں مسلمان ہوا اس دن کوئی مسلمان نہیں ہوا۔ حافظ نے کہا ہیں منہ نے کہا معرفت میں اس حدیث کو پہنچ لیا تھا۔ اس سورت میں کوئی اختلاف نہ رہے گا۔ (وجیدی)

(۳۷۲۸) ہم سے ہاشم نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے، ان سے قیس نے بیان کیا کہ میں نے سعد بن ابی و قاص بن ہشتو سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ عرب میں سب سے پہلے اللہ کے راستے میں، میں نے تمہر اندازی کی تھی۔ (ابتداء اسلام میں)، ہم نبی کرم ﷺ کے ساتھ اس طرح غزوات میں شرکت کرتے تھے کہ ہمارے ساتھ درخت کے پتوں کے سوا کھلنے کے لئے بھی کچھ نہ ہوتا تھا۔ اس سے ہمیں اونٹ اور بکریوں کی طرح اجابت ہوتی تھی۔ یعنی ملی ہوئی نہیں ہوتی تھی۔ لیکن اب نبی اسد کا یہ حال ہے کہ اسلامی احکام پر عمل میں میرے اندر عیب نکلتے ہیں (چہ خوش) ایسا ہو تو میں بالکل محروم اور بے نصیب ہی رہا اور میرے سب کام برپا ہو گئے۔ ہوا یہ تھا کہ نبی اسد نے حضرت عمر بن ہشتو سے سعد بن ہشتو کی چغلی کھائی تھی، یہ کہا تھا کہ وہ اچھی طرح نماز بھی نہیں پڑھتے۔

باب نبی کرم ﷺ کے دامادوں کا بیان ابوالعاصر بن ربيع

بھی انہی میں سے ہیں

(۳۷۲۹) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ سے علی بن حسین نے بیان کیا اور ان سے مسور بن محمد بن ہشتو نے بیان کیا کہ علی بن ہشتو نے ابو جمل کی لڑکی کو (جو مسلمان تھیں) پیغام نکاح دیا۔ اس کی اطلاع جب حضرت فاطمہ بنت ابی جہل کو ہوئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ آپ کی قوم کا خیال ہے کہ آپ کو اپنی بیٹیوں کی خاطر (جب انسیں کوئی تکلیف دے) کسی پر غصہ نہیں آتا۔ اب دیکھئے یہ علی ابو جمل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے صحابہ کو خطاب فرمایا۔ میں نے آپ کو خطبہ پڑھتے سنا، پھر آپ نے فرمایا، اب بعد میں نے ابوالعاصر بن ربيع سے (زمین بہن بیٹی کی، آپ کی سب سے بڑی صاحبزادی) شادی کی تو انہوں نے جوابت بھی کہی اس میں وہ پڑھ

۳۷۲۸ - حدثنا هاشم حدثنا عمرو بن عون حدثنا خالد بن عبد الله عن بن اسماعيل عن قيس قال: سمعت معاذ رضي الله عنه يقول: ((إنى لأول الغرب رمى سيفه في سبيل الله، وكنا نغزو مع النبي صلى الله عليه وسلم وما لنا طعام إلا ورق الشجر، حتى إن أخذنا ليضع كما يضع البعير أو الشاة ما له خلط، ثم أصبحت بني أسد تغزلي على الإسلام لقد خفت إذا وصل عملي. و كانوا وشوا به إلى عمر قالوا: لا يحسن يصلبي)).

۱۶ - باب ذكر أصحاب النبي ﷺ

منهم أبو الفاصل بن الربيع

(۳۷۲۹) - حدثنا أبو اليمان أخبرنا شعيب عن الزهراني قال: حدثني علي بن حسنين أن المسور بن مخرمة قال: ((إن عليا خطب بنت أبي جهل، فسمقت بذلك فاطمة، فأتت رسول الله ﷺ فقال: يزعم قومك أنك لا تغضب لبناتك، وهذا على ناكح بنت أبي جهل. فقام رسول الله ﷺ، فسمعته حين تشهد يقول: ((أما بعد أنكتحت أبا الفاصل بن الربيع فحدثني وصدقني، وإن فاطمة بصنعة مني، وإن أكثرة أن يسوءها، والله لا تجتمع بنت

اترے اور بلاشبہ فاطمہ بھی میرے (جسم کا) ایک گلوا ہے اور مجھے یہ پسند نہیں کہ کوئی بھی اسے تکلیف دے۔ خدا کی قسم، رسول اللہ شیخ ہبیل کی بیٹی اور اللہ تعالیٰ کے ایک دشمن کی بیٹی ایک شخص کے پاس جمع نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ علی ہنڈھ نے اس شادی کا ارادہ ترک کر دیا۔ محمد بن عمرو بن حملہ نے ابن شلب سے یہ اضافہ کیا ہے۔ انہوں نے علی بن حسین سے اور انہوں نے سورہ ہنڈھ سے بیان کیا کہ میں نے نبی کرم شیخ ہبیل سے سنا۔ آپ نے بنی عبد شمس کے اپنے ایک داماد کا ذکر کیا اور حقوق دامادی کی ادائیگی کی تعریف فرمائی۔ پھر فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے جو ہات بھی کی کی اور جو وعدہ بھی کیا یورا کر دکھیا۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَبَنَتْ عَدُوُّ اللَّهِ عِنْدَ رَجُلٍ
وَاحِدٍ). فَتَرَكَ عَلَيْهِ الْخَطْبَةِ)).

وَزَادَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرُو بْنِ حَلْخَلَةَ عَنِ
ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلَيِّ بْنِ مِسْنَوْرٍ ((سَيِّفَتْ
الْبَيْنَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ
شَمْسٍ فَأَشْتَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهَا
فَأَخْسَنَ، قَالَ: حَدَّثَنِي فَصَدَّقَنِي، وَوَعَدَنِي
فَوْقَنِي لِي)).

لشیخ حضرت ابوالعاص مقصم بن الرانع ہیں۔ آنحضرت ملکہ کی صاحبزادی حضرت زینب ان کے نکاح میں تھیں۔ بدر کے دن اسلام قبول کر کے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ آنحضرت ملکہ سے پی محبت رکھتے تھے۔ جنگ یمانہ میں جام شادوت نوش فرمایا۔ ان کی فضیلت کے لئے یہ کافی ہے کہ خود آنحضرت ملکہ نے ان کی وقارواری کی تعریف فرمائی۔ جب حضرت ابوالعاص بیٹھ کر ایسا عال ہے تو پرعلیٰ بیٹھ سے تجب ہے کہ وہ اپنا وعدہ کیوں پورا نہ کریں۔ ہوا یہ تھا کہ ابوالعاص بیٹھنے سے نکاح ہوتے وقت یہ شرط کر لی تھی کہ ان کے رہنے والے میں دوسری بیوی نہ کروں گا۔ اس شرط کو ابوالعاص نے پورا کیا۔ شاید حضرت علی بیٹھنے نے بھی یہی شرط کی ہو۔ لیکن جو بیریہ کو پیام دیتے وقت وہ بھول گئے تھے۔ جب آنحضرت ملکہ نے عتاب کا یہ خطبہ پڑھاتا ان کو اپنی شرط یاد آگئی اور وہ اس ارادے سے باز آئے۔ بعض نے کہا کہ حضرت علی بیٹھنے سے ایسی کوئی شرط نہیں ہوتی تھی لیکن حضرت قاطلہ بیٹھنا بڑے رنجوں میں گرفتار تھیں۔ والدہ گزر گئیں، تینوں بھینیں گزر گئیں، ایکی باتی رہ گئی تھیں۔ اب سوکن آئے سے وہ پریشان ہو کر اندریہ تھا کہ ان کی جان کو نقصان پہنچے۔ اس لئے آپ نے حضرت علی بیٹھ پر عتاب فرمایا تھا۔ (وحیدی)

١٧ - بَابُ مَنَاقِبِ زَيْدِ بْنِ حَارَثَةَ

مولیٰ النبی

وقال الياء عن الياء: ((أنت أخونا

فرمایا تھا، تم ہمارے بھائی اور ہمارے مولا ہو۔ (ومولانا)

شاعر فارغ من درس شعر و قصيدة

لئے گئے حضرت زید بن حارثہ کی کنیت ابو اسامہ ہے۔ ان کی والدہ سعدی بنت شعبہ ہیں جوئی مدن میں سے تھیں آٹھ سال کی عمر میں حضرت زید کو ڈاکوؤں نے اغوا کر کے مکہ میں چار سو رہم میں بیج ڈالا۔ خرپڑے والے حکیم بن حرام بن خویلد تھے جنہوں نے ان کو خرپڑے کرائی پھر وہی حضرت خدیجہؓ الکبریؓ کو دے دیا۔ آنحضرت ﷺ سے شادی کے بعد حضرت خدیجہؓ پھر تھانے ان کو رسول اللہ ﷺ کے لئے بہہ کر دیا۔ ابتدا میں ان کو رسول اللہ ﷺ نے اپنا منہ بولا بیٹا ہاں لایا تھا اور ان کا نکاح اپنی آزاد کروہ لوئیڈی ام ایمن سے کر دیا تھا جن سے اسامہ بن عقبہ پیدا ہوئے۔ اس کے بعد زینب بنت عمش سے ان کا نکاح ہوا۔ آیت قرآنی ﴿لَئِنْ قَاتَلُوكُمْ فَلَا يُنَذِّلُوكُمْ﴾ (آل عمران: ۲۷) میں ان ہی کا نام نذکور ہے۔ غزوہ مودعہ میں بیم ۵۵ سال ۸ ہجری میں امیر لٹکر کی حیثیت سے شہید کر دیئے گئے۔

(۳۷۳۰) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوج بھیجی اور اس کا امیر اسامہ بن زید کو بنا لیا۔ ان کے امیر بنائے جانے پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اگر آج تم اس کے امیر بنائے جانے پر اعتراض کر رہے ہو تو اس سے پہلے اس کے باپ کے امیر بنائے جانے پر بھی تم نے اعتراض کیا تھا اور خدا کی قسم وہ (زید بن شوہر) امارت کے مستحق تھے اور مجھے سب سے زیادہ عزیز تھے۔ اور یہ (اسامہ بن شوہر) اب ان کے بعد مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں۔

گئے۔ ۳۷۳۰ - حدثنا خالد بن مخلد حدثنا سلیمان قال: حدثني عبد الله بن دينار عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال: ((بعث النبي ﷺ بعثاً وأمره عليهم أسامه بن زيد، فطعن بعض الناس في إمارته، فقال النبي ﷺ : ((إن تطعنوا في إمارته فقد كنتم تطعنون في إماررة أبيه من قبله، وإن كان أحب الناس إلى الله، وإن هذا لمن أحب الناس إلى الله بعده)).

[اطرافہ فی : ۴۲۵۰، ۴۴۶۷، ۴۴۶۹، ۶۶۲۷، ۷۱۸۷]

یہ شکر آنحضرت ﷺ نے مرض الموت میں تیار کیا تھا اور حکم فرمایا تھا کہ فوراً ہی روانہ ہو جائے مگر بعد میں جلدی آپ کی وفات ہو گئی۔ لشکر مدینہ کے قریب ہی سے واپس لوٹ آیا۔ پھر حضرت ابو بکر بن شوہر نے اپنی خلافت میں اس کو تیار کر کے روانہ کیا۔

(۳۷۳۱) ہم سے سعید بن قرعة نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک قیافہ شناس میرے یہاں آیا۔ نبی کریم ﷺ اس وقت وہیں تشریف رکھتے تھے اور اسامہ بن زید اور زید بن حارثہ (ایک چادر میں) لپٹے ہوئے تھے (منہ اور حسک کا سارا حصہ قدموں کے سوا چھپا ہوا تھا) اس قیافہ شناس نے کہا کہ یہ پاؤں بعض، بعض سے نکلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں (یعنی باپ بیٹے کے ہیں) قیافہ شناس نے پھر بتایا کہ حضور ﷺ اس کے اس اندازہ پر بہت خوش ہوئے اور پھر آپ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہ واقعہ بیان فرمایا۔

۳۷۳۱ - حدثنا يحيى بن فرغة حدثنا إبراهيم بن سعيد عن الزهرى عن عروفة عن عائشة رضي الله عنها قالت: ((دخل على قايف والنبي ﷺ شاهداً). وأسامه بن زيد وزيد بن حارثة مضطجعان فقال: إن هذه الأقدام بعضها من بعض، قال فسر بذلك النبي ﷺ صلى الله عليه وسلم وأغجنه، فأخبر به عائشة)).

[راجح: ۳۵۵۵]

باب کی مطابقت اس طرح سے ہے کہ آپ کو حضرت زید بن شوہر سے بہت محبت تھی۔ جب ہی تو قیافہ شناس کی اس بات سے آپ خوش ہوئے۔ منافق یہ طعن دیا کرتے تھے کہ اسامہ کا رنگ کالا ہے، وہ زید کے بیٹے نہیں ہیں۔

باب حضرت اسامہ بن زید بن عقبہ کا بیان

۱۸ - بَابُ ذِكْرِ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

لئے بخوبی
اسامہ زید بن حارثہ قفاری کے بیٹے ہیں۔ باپ اور بیٹے دونوں رسول اللہ ﷺ کے خاص الملاص محبوب تھے۔ ان کی والدہ ام ایک ہیں۔ جن کی گود میں رسول کشمیر کی پروردش ہوئی۔ یہ حضور ﷺ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ کی لوڈنی تھیں جن کو بعد میں آنحضرت ﷺ نے آزاد کر دیا تھا۔ وفات نبوی کے وقت حضرت اسامہ بن عثیمین کی عمر بیس سال کی تھی۔ واوی القرنی میں بعد شہادت عثمان بن عفیان کی وفات ہوئی۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

(۳۲) ہم سے قتبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ قریش مخزومیہ عورت کے معاملے کی وجہ سے بہت رنجیدہ تھے۔ انہوں نے یہ فیصلہ آپس میں کیا کہ اسامہ بن زید بیٹا کے سوا جو رسول اللہ ﷺ کو انتہائی عزیز ہیں، (اس عورت کی سفارش کے لیے) اور کون جرأت کر سکتا ہے۔

(۳۳) (دوسری سند) اور ہم سے علی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے زہری سے مخزومیہ کی حدیث پوچھی تو وہ مجھ پر بہت غصہ ہو گئے۔ میں نے اس پر سفیان سے کہا تو پھر آپ کسی اور ذریعہ سے اس حدیث کی روایت نہیں کرتے؟ انہوں نے بیان کیا کہ ایوب بن موسیٰ کی لکھی ہوئی ایک کتاب میں، میں نے یہ حدیث دیکھی۔ وہ زہری سے روایت کرتے تھے، وہ عروہ سے، وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ بنی مخزوم کی ایک عورت نے چوری کر لی تھی۔ قریش نے (اپنی مجلس میں) سوچا کہ نبی کشمیر کی خدمت میں اس عورت کی سفارش کے لئے کون جا سکتا ہے؟ کوئی اس کی جرأت نہیں کر سکتا۔ آخر حضرت اسامہ بن زید بیٹا نے سفارش کی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا، بنی اسرائیل میں یہ دستور ہو گیا تھا کہ جب کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس کا ہاتھ کاٹتے۔ اگر آج فاطمہ بیٹی بیٹا نے چوری کی ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹتا۔

(۳۴) مجھ سے حسن بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو عباد بیکی بن عباد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ما جشوں نے

لیث عن الزہری عن عروة عن عائشة رضي الله عنها ((أَنَّ قُرْبَيَا أَهْمَمُهُمْ شَأنَ الْمَخْزُومِيَّةَ فَقَالُوا: مَنْ يَجْتَرِي عَلَيْهِ إِلَّا أَسَامِةُ بْنُ زَيْدٍ حَبُّ رَسُولِ اللهِ ﷺ)).

[راجح: ۲۶۴۸]

لیث عن الزہری عن عروة عن عائشة رضي الله عنها
قال: ذهبنا على حديث سفيان
الْمَخْزُومِيَّةَ فَصَاحَ بِي، قُلْتُ لِسُفِيَّانَ:
فَلَمْ تَحْمِلْهُ عَنْ أَحَدٍ؟ قَالَ وَجَدْنَاهُ فِي
كِتَابٍ كَانَ كَبَّةً أَيُوبُ بْنُ مُوسَى عَنِ
الزُّهْرِيِّ عَنْ عَرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهَا ((أَنَّ امْرَأَةَ مِنْ بَنِي مَخْزُومَ سَرَقَتْ،
فَقَالُوا: مَنْ يَكَلِّمُ فِيهَا النَّبِيَّ ﷺ؟ فَلَمْ
يَجْتَرِي أَحَدٌ أَنْ يَكَلِّمَهُ فَكَلَمَهُ أَسَامِةُ بْنُ
زَيْدٍ، فَقَالَ: ((إِنَّ بَنِي إِمْرَأَيْلَ كَانَ إِذَا
سَرَقَ فِيهِمُ الْشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا مَرَقَ
فِيهِمُ الضَّعِيفُ قُطِعُوهُ. لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ
لَقَطَفَتْ يَدَهَا)).

[راجح: ۲۶۴۸]

حضرت اسامہ بن عثیمین کی فضیلت کے لیے یہی کافی ہے کہ عام طور پر قریش نے ان کو دربار نبوی میں سفارش کرنے کا اہل پایا۔ بن عثیمین
لیث عن الحسن بن محمد
حدیثنا أبو عباد يتحى بن عباد حدثنا

بیان کیا، انہیں عبد اللہ بن دینار نے خردی کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک دن ایک شخص کو مسجد میں دیکھا کہ اپنا کپڑا ایک کونے میں پھیلایا ہے تھے۔ انہوں نے کہا دیکھو یہ کون صاحب ہیں، کاش! یہ میرے قریب ہوتے۔ ایک شخص نے کہا اے ابو عبدالرحمن! کیا آپ انہیں نہیں پہچانتے؟ یہ محمد بن اسامہ بن عثمان ہیں۔ ابن دینار نے بیان کیا کہ یہ سنتے ہی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنا سر جھکایا اور اپنے ہاتھوں سے زمین کریدے لگے پھر بولے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھتے تو یقیناً آپ ان سے محبت فرماتے۔

(۳۵) ہم سے موسیٰ بن اساعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے معتبر نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا، کہا ہم سے ابو عثمان نے بیان کیا اور ان سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیتے اور فرماتے اے اللہ! تو انہیں اپنا محبوب بنا کہ میں ان سے محبت کرتا ہوں۔

(۳۶) اور نعیم نے ابن المبارک سے بیان کیا، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں اسامہ بن زید بن عقبۃ کے ایک مولیٰ (حرملہ) نے خردی کہ حاج بن ایمن بن ام ایمن کو عبد اللہ بن عمر بن عقبۃ نے دیکھا کہ (نماز میں) انہوں نے رکوع اور سجده پوری طرح نہیں ادا کیا۔ (ایمن ابن ام ایمن، اسامہ بن عثمان کے ماں کی طرف سے بھائی تھے۔ ایمن بن عثمان قبلہ النصار کے ایک فرد تھے) تو ابن عمر بن عقبۃ نے ان سے کہا کہ (نماز) دوبارہ پڑھ لو۔

(۳۷) ابو عبد اللہ (امام بخاری رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا اور مجھ سے سلیمان بن عبد الرحمن نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرحمن بن نمر نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے اسامہ بن زید بن عقبۃ کے مولا حرملہ نے بیان کیا کہ وہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

المجاشون أخبرنا عبد الله بن دينار قال: نظر ابن عمر يوما - وهو في المسجد - إلى رجل يسحب ثيابه في ناحية من المسجد فقال: انظر من هذا؟ ليت هذا عذبي. قال له إنسان: أما تعرف هذا يا أبا عبد الرحمن؟ هذا محمد بن أسامة. فطاطا ابن عمر رأسه ونقر بيديه في الأرض، ثم قال: لو رأة رسول الله ﷺ لأجته)).

۳۷۳۵ - حدثنا موسى بن إسماعيل حدثنا مغfir قال: سمعت أبي حدثنا أبو عثمان عن أسامة بن زيد رضي الله عنهما حدث عن النبي ﷺ أنه كان يأخذة والحسن فيقول: ((اللهم أحبهما فإني أحبهما)).

[طرفاه في : ۳۷۴۷ ، ۳۷۴۸ ، ۶۰۰۳].

۳۷۳۶ - وقال نعيم عن ابن المبارك أخبرنا مغمر عن الزهرى أخبرنى مولى لأسامة بن زيد أن الحجاج بن أيمن ابن أم أيمن - وكان أيمن ابن أم أيمن أخاً لأسامة لأمه - وهو رجل من الأنصار، فرأاه ابن عمر لم يتم ركوعه ولا سجوده فقال: أعد). [طرفة في : ۳۷۳۷].

۳۷۳۷ - قال أبو عبد الله : وحدثني سليمان بن عبد الرحمن حدثنا الوليد حدثنا عبد الرحمن بن نمير عن الزهرى أخبرنا عبد الرحمن بن زيد رضي الله عنهما حرملة مولى أسامة بن زيد أنه

کی خدمت میں حاضر تھے کہ جہان بن ایمن (مسجد کے) اندر آئے نے انہوں نے رکوع پوری طرح ادا کیا تھا اور نہ جدہ۔ ابن عمر بن شیعہ نے ان سے فرمایا کہ نماز و بارہ پڑھ لو، پھر جب وہ جانے لگے تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ میں نے عرض کیا جہان بن ایمن ابن ام ایمن ہیں۔ اس پر آپ نے کہا اگر انہیں رسول اللہ ﷺ دیکھتے تو بت عزیز رکھتے۔ پھر آپ نے حضور ﷺ کی اسمامہ بن عثیمین اور امام ایمن بن شیعہ کی تمام اولاد سے محبت کا ذکر کیا۔ امام بخاری و مسلم نے بیان کیا اور مجھ سے میرے بعض اساتذہ نے بیان کیا اور ان سے سلیمان نے کہ ام ایمن بن شیعہ نے نبی کریم ﷺ کو گود لیا تھا۔

تشریح ایمن کے باپ یعنی ام ایمن کے پسلے خاوند کا نام عبید بن عمر جبھی تھا۔ ایمن جنگ حنین میں شہید ہو چکے تھے۔ ان ہی ام ایمن بن شیعہ کے بیٹے حضرت اسماء بن شیعہ ہیں۔

باب حضرت عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے فضائل کا بیان

تشریح علم اور زہد و تقویٰ میں یہ یکتاں روزگار تھے۔ اپنی حیات طیبہ میں ایک ہزار سے بھی زائد غلاموں کو آزاد کرایا۔ ۷۳۷ میں عمر ۸۳ یا ۸۲ سال ان کی شادوت ہوئی۔ جہان نے اپنے اندر ورنی کینہ کی بنا پر زہر میں بجھے ہوئے ایک نیزے سے شہید کرایا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ ان کی کنیت ابو عبدالرحمن تھی۔

(۳۸) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرازاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے زہری نے، ان سے سالم نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر بن شیعہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب موجود تھے تو جب بھی کوئی شخص کوئی خواب دیکھتا، حضور ﷺ سے اسے بیان کرتا، میرے دل میں بھی یہ تمنا پیدا ہو گئی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھوں اور حضور اکرم ﷺ سے بیان کروں۔ میں ان دونوں کنووار تھا اور نو عمر بھی تھا، میں آپ کے زمانے میں مسجد میں سویا کرتا تھا تو میں نے خواب میں دو فرشتوں کو دیکھا کہ مجھے پڑ کر دوزخ کی طرف لے گئے۔ میں نے دیکھا کہ وہ مل دار کنویں کی طرح پچ در پچ تھی۔ کنویں ہی کی طرح اس کے بھی دو کنارے تھے اور اس کے اندر کچھ ایسے لوگ تھے جنہیں میں پوچھتا تھا، میں اسے دیکھتے ہی کہنے لگا،

بِيَنَمَا هُوَ مَعَ عَنْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ إِذْ دَخَلَ الْحَجَاجَ بْنَ أَيْمَنَ، فَلَمْ يَقُمْ رُكُوعَهُ وَلَا سُجُودَهُ فَقَالَ: أَعْذُّ. فَلَمَّا وَلَى قَالَ لَيْلَى أَبْنَى عَمَرَ: مَنْ هَذَا؟ قَلَّتُ: الْحَجَاجُ بْنُ أَيْمَنَ أَبْنَى أَمْ أَيْمَنَ. فَقَالَ أَبْنُ عَمَرَ: لَوْ رَأَى هَذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَأَخْبَهَهُ فَذَكَرَ حَبَّةً وَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّ أَيْمَنَ). قَالَ: وَحَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي عَنْ سَلَيْمَانَ ((وَكَانَ حَاضِنَةً النَّبِيِّ ﷺ)). [راجح: ۳۷۳۶]

۱۹ - بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ
بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

تشریح نَصْرٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ الزُّهْرَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ الرُّهْبَرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبْنِ عَمَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ الرَّجُلُ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا رَأَى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَسَمِّيَتُ أَنَّ أَرَى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَكُنْتُ غَلَامًا أَغْزَبَ، وَكُنْتُ أَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأنَّ مَلَكَيْنِ أَخْدَانِي فَذَهَبَا بِي إِلَى النَّارِ، فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةً كَطْنَى الْبَرِّ، وَإِذَا لَهُمَا قَرَنَانِ كَفَرْنَيَ الْبَرِّ، وَإِذَا

دوزخ سے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، دوزخ سے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اس کے بعد مجھ سے ایک دوسرے فرشتے کی ملاقات ہوئی، اس نے مجھ سے کہا کہ خوف نہ کھا۔ میں نے اپنایہ خواب حضرت حفصہ پیش کیا۔

فِيهَا نَاسٌ فَذَ عَرَفُوهُمْ فَجَعَلْتُ أَقْوَلَهُمْ أَغُوْذُ بِاللهِ مِنَ النَّارِ، أَغُوْذُ بِاللهِ مِنَ النَّارِ فَلَقِيَتْ أُوْ فَقِيَةً مَلِكَ آخَرَ فَقَالَ لَيْ: لَنْ تُرَاخْ لَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ)۔

[راجع: ۴۴۰]

(۳۷۳۹) حضرت حفصہ نے حضور ﷺ سے میرا خواب بیان کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ عبد اللہ بنت اچھاڑ کا ہے۔ کاش! رات میں وہ تجدی کی نماز پڑھا کرتا۔ سالم نے بیان کیا کہ حضرت عبد اللہ اس کے بعد رات میں بنت کم سویا کرتے تھے۔

۳۷۳۹ - ((لَقَصَصْتُهَا حَفْصَةَ عَلَى النَّبِيِّ فَقَالَ: يَغْمَ الرَّجُلُ عَنْهُ اللَّهُ، لَوْ كَانَ يَصْنَلَى بِاللَّيلِ)). قَالَ سَالِمٌ: لَكَانَ عَنْهُ اللَّهُ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيلِ إِلَّا قَبِيلًا).

[راجع: ۱۱۲۲]

(۳۷۴۰) ہم سے بھی بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے زہری نے، ان سے سالم نے، ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیٹی حفصہ پیش کیا سے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا، عبد اللہ نیک آدمی ہے۔

۳۷۴۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَخْتِهِ حَفْصَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: ((إِنَّ عبدَ اللَّهِ رَجُلٌ صَالِحٌ)).

[راجع: ۱۱۲۲، ۴۴۰]

باب حضرت عمار اور حذیفہ پیش کیا

کے فضائل کا بیان

۲۰ - بَابُ مَنَاقِبِ عَمَارٍ وَحَذِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

تَسْبِيحٌ حضرت عمار بن یاسر عرضی ہیں۔ بو مخزوم کے آزاد کردہ اور حلیف تھے۔ ان کے مفصل حالات پیچھے بیان ہو چکے ہیں۔ جنگ میں میں حضرت علی بن ابی طالب کے ساتھ تھے۔ ۷۴ھ میں بصرہ ۹۳ سال وہیں شہید ہوئے۔ رضی اللہ وارضاہ۔ حضرت حذیفہ بن یمان پیشوں رسول اللہ ﷺ کے خاص رازداروں میں ہیں۔ شرمندان میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کی وفات کا واقعہ حضرت عثمان بن علی کی شادوت کے چالیس رات بعد ۳۵ھ میں پیش آیا۔

(۳۷۴۲) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، ان سے مغیرہ نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے بیان کیا کہ میں جب شام آیا تو میں نے دور کعت نماز پڑھ کر یہ دعا کی، کہ اے اللہ! مجھے کوئی نیک ساتھی عطا فرم۔ پھر میں ایک قوم کے پاس آیا اور ان کی مجلس میں پیٹھے گیا، تھوڑی ہی دیر بعد ایک بزرگ

۳۷۴۲ - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: ((قَدِيمَتُ الشَّامَ، فَصَلَّيْتُ رَكْعَيْنِ، ثُمَّ قُلْتَ: اللَّهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيسًا صَالِحًا. فَأَتَيْتُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ إِنْتَهُمْ، فَإِذَا

آئے اور میرے پاس بیٹھ گئے۔ میں نے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت ابو درداء بن شعث ہیں۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ کوئی نیک ساتھی مجھے عطا فرم۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مجھے عنایت فرمایا۔ انہوں نے دریافت کیا، تمہارا وطن کماں ہے؟ میں نے عرض کیا کوفہ ہے۔ انہوں نے کہا کیا تمہارے یہاں ابن ام عبد، صاحب النعلین، صاحب وسادہ، و مطرو (یعنی عبد اللہ بن مسعود بن عثیم) نہیں ہیں؟ کیا تمہارے یہاں وہ نہیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کی زبانی شیطان سے پناہ دے چکا ہے کہ وہ انہیں کبھی غلط راستے پر نہیں لے جا سکتا۔ (مراد عمار بن شعث سے تھی) کیا تم میں وہ نہیں ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے ہوتے سے بھیدوں کے حامل ہیں جنہیں ان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ (یعنی حضرت حذیفہؓ اس کے بعد انہوں نے دریافت فرمایا عبد اللہ بن شعث آیت "واللیل اذا یغشی" کی تلاوت کس طرح کرتے ہیں؟ میں نے انہیں پڑھ کر سنائی کہ "واللیل اذا یغشی والسار اذا تجلی والذکر والانشی" اس پر انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خود اپنی زبان مبارک سے مجھے بھی اسی طرح یاد کرایا تھا۔

مشور روایت وما خلق الذکر والاثنی ہی ہے۔ کہتے ہیں کہ پہلے یہ آیت یوں اتری تھی، والذکر والانشی پھر و ما خلق کا لفظ اس میں زیادہ ہوا لیکن عبد اللہ بن مسعود بن شعث اور ابو الدرداء بن شعث کو اس کی خبر نہ ہوئی وہ پہلی قرأت ہی پڑھتے رہے۔

(۳۲۷) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے مغیرہ نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نے بیان کیا کہ علقہ رضی اللہ عنہ شام میں تشریف لے گئے اور مسجد میں جا کر یہ دعا کی، اے اللہ! مجھے ایک نیک ساتھی عطا فرم، چنانچہ آپ کو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی صحبت فضیب ہوئی۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا، تمہارا تعلق کماں سے ہے؟ عرض کیا کہ کوفہ سے۔ اس پر انہوں نے کہا، کیا تمہارے یہاں نبی کرم ﷺ کے رازدار نہیں ہیں کہ جنہیں ان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

شیخ لد جلاء حتی جلس إلى جنبي،
قلت: من هذا؟ قالوا: أبو الدرداء.
قلت: إني دعوت الله أن يسر لي
جليسًا صالحًا، فيسرك لي. قال: ممن
أنت؟ قلت: من أهل الكوفة. قال أو ليس
عندكم ابن أم عبد صاحب وسادة صاحب الغنائم
والوساد والمطهرة؟ أينكم الذي أحذرك
الله من الشيطان على إسان نبيه ﷺ؟ أو
أئس فيكم صاحب سر النبي ﷺ الذي
لا يعلم أحد غيره؟ ثم قال: كيف يقرأ
عبد الله: «والليل إذا یغشی» فقرأت
عليه: «والليل إذا یغشی والنہار إذا
تحلى و ما خلق الذکر والانشی» قال:
والله لقد أفرأيناه رسول الله صلى الله
عليه وسلم من فيه إلى في

[راجع: ۲۲۸۷]

۳۷۴۳ - حدثنا سليمان بن حرب حدثنا
شعبة عن مغيرة عن ابن ابراهيم قال:
((ذهب علقة إلى الشام، فلما ذهب
المسجد قال: اللهم يسر لي جليسًا
صالحًا. فجلس إلى أبي الدرداء، فقال:
أبو الدرداء: ممن أنت؟ قال: من أهل
الكوفة. قال: أئس فيكم - أو منكم -
صاحب السر الذي لا يعلمه غيره؟ يعني

(ان کی مراد حضرت ابو حذیفہ سے تھی) انسوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا جی ہاں موجود ہیں۔ پھر انسوں نے کہا کیا تم میں وہ شخص نہیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبانی شیطان سے اپنی پناہ دی تھی۔ ان کی مراد عمار بن شٹھ سے تھی۔ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں وہ بھی موجود ہیں۔ اس کے بعد انسوں نے دریافت کیا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آیت "واللیل اذا یغشی والنهار اذا تجلی کی قرأت کس طرح کرتے تھے؟ میں نے کہا کہ وہ (ما خلق کے حذف کے ساتھ) "والذکر والانفی" پڑھا کرتے تھے۔ اس پر انسوں نے کہا کہ یہ شام والے ہمیشہ اس کوشش میں رہے کہ اس آیت کی تلاوت کو جس طرح میں نے رسول اللہ ﷺ سے سناتھا، اس سے مجھے ہٹا دیں۔

باب حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

تشریح حضرت ابو عبیدہ عامر بن جراح فرمی قریئی ہیں۔ عشرہ مشہور میں سے ہیں۔ "اس امت کے امین ان کا لقب ہے۔ جس کی طرف دو مرتبہ بھرت کی۔ غزوہ احمد میں آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک میں فولادی ثوب کی جو دو کڑیاں گھس گئی تھیں، جن کی وجہ سے حضور ﷺ کے دو دانت بھی شہید ہو گئے، ان کڑیوں کو چہرہ مبارک سے ان ہی بزرگ نے کھینچا تھا: قد کے لیے، خوبصورت چہرہ والے، ہلکی ڈاڑھی والے تھے۔ عمواس کے طاعون میں ۱۸۰ میں بیرون میں ۵۸ سال شہید ہوئے۔ نماز جاتا ہے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے پڑھائی تھی۔

(۳۷۴۳) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الاعلیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے ابو قلابہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہر امت میں امین ہوتے ہیں اور اس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراح ہیں (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

(۳۷۴۵) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے صد نے اور ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اہل نجران سے فرمایا، میں

حدیفۃ۔ قال: قلتُ بَلِّی. قَالَ: أَتَيْسَ فِينَكُمْ - أَوْ مِنْكُمْ - الْدِيْنِ أَجْزَاءَ اللَّهِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ؟ يَعْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ، يَعْنِي عَمَّارًا، قَلْتُ: بَلِّی. قَالَ: أَتَيْسَ فِينَكُمْ - أَوْ مِنْكُمْ - صَاحِبُ السُّوكِ، وَالْوَسَادِ وَالسُّرَّارِ؟ قَالَ: بَلِّی. قَالَ: كَيْفَ كَانَ عَنْدَ اللَّهِ يَقْرَأُ؟ هُوَ الظَّلِيلُ إِذَا يَغْشِي وَالنَّهَارُ إِذَا تَجْلِي؟ قَلْتُ: هُوَ الدُّجَرُ وَالآتِيَ؟ قَالَ: مَا زَالَ بِي هَذْلَاءَ حَتَّى كَادُوا يَسْتَنْزِلُونِي عَنْ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ). [راجح: ۲۳۸۷]

۲۹۔ بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي عَبِيْدَةَ بْنِ الْجَرَاحِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

تشریح حضرت ابو عبیدہ عامر بن جراح فرمی قریئی ہیں۔ غزوہ احمد میں آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک میں فولادی ثوب کی جو دو کڑیاں گھس گئی تھیں، جن کی وجہ سے حضور ﷺ کے دو دانت بھی شہید ہو گئے، ان کڑیوں کو چہرہ مبارک سے ان ہی بزرگ نے کھینچا تھا: قد کے لیے، خوبصورت چہرہ والے، ہلکی ڈاڑھی والے تھے۔ عمواس کے طاعون میں ۱۸۰ میں بیرون میں ۵۸ سال شہید ہوئے۔ نماز جاتا ہے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے پڑھائی تھی۔

۴- حدثنا عمرُو بنُ عَلَيْ حدثنا عَنْ الأَغْلَى حدثنا خَالِدَةَ عَنْ أَبِي قِلَّابَةَ قَالَ: حدثني أنسُ بنُ مالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: (إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينًا، وَإِنَّ أَمِينَهَا أَيُّهَا الْأَمَّةُ أَبُو عَبِيْدَةَ بْنَ الْجَرَاحِ). [طرفاہ فی : ۴۳۸۲، ۷۲۵۵]

۵- حدثنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حدثنا شَعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ صَلَةَ عَنْ حَدِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ

تمارے یہاں ایک امین کو بھیجوں گا جو حقیقی معنوں میں امین ہو گا۔ یہ سن کر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شوق ہوا لیکن آپ نے حضرت ابو عبیدہ بن عثیر کو بھیجا۔

لأَهْلِ نَجْرَانَ: ((لَا يَغْنُ - عَلَيْكُمْ، - أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ)). فأشراف أصحابہ، فبعث أبا عیندۃ رضی اللہ عنہ.

[اطرافہ فی : ۴۳۸۰، ۴۳۸۱، ۷۲۵۴].

باب حضرت مصعب بن عمر بن عثمان کا بیان

یہ قریشی عدوی بزرگ صحابہ میں سے ہیں۔ اسلام سے پہلے بڑے باکپن سے رہا کرتے تھے۔ مدد تین لباس زیب تن کیا کرتے۔ اسلام لانے کے بعد دنیا سے بے نیاز ہو گئے۔ آخرت میں ہمارے ان کو پہلے ہی مبلغ ہا کر مسٹے بیچ دیا تھا۔ جب وہاں اسلام کی اشاعت ہو گئی تو حضور ﷺ کی اجازت سے انہوں نے مدینہ میں جمعہ قام کر لیا۔ جنک احمد میں یعنی ۲۰۰ مسال شادوت پائی۔ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کو اپنی شرائط کے مطابق کوئی حدیث اس باب کے تحت لانے کو نہ لی ہو گی۔ اس لئے غالی باب منقاد کر کے حضرت مصعب بن عمر بن عثیر کے فضائل کی طرف اشارہ کر دیا کہ ان کے بھی فضائل مسلم ہیں جیسا کہ دوسری احادیث موجود ہیں۔

باب حضرت حسن اور حضرت حسینؑ کے فضائل کا بیان

اور نافع بن جبیر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت حسن بن عثیر کو گلے سے لگایا۔

۲۲ - باب مناقب الحسن والحسین رضی اللہ عنہما

قالَ نَافِعُ بْنُ جَبَّارٍ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْبَةَ :

((عَانَقَ النَّبِيَّ ﷺ الْحَسَنَ))

حضرت حسن بن عثیر کی کنیت ابو محمد پیدائش ماه رمضان ۳۴ھ میں ہوئی۔ اور وفات ۵۰ھ میں ہوئی۔ حضرت حسین بن عثیر کی ولادت شعبان ۳۶ھ میں ہوئی اور شادوت ۶۴ھ میں ہوئی۔ ان کی کنیت ابو عبدالله تھی۔

(۳۷۴۶) ہم سے صدقہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو موسیٰ نے بیان کیا، ان سے حسن نے، انہوں نے حضرت ابو یکم بن عثیر سے سنا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آخرت میں نبیر پر تشریف فرماتے اور حضرت حسن بن عثیر آپ کے پہلو میں تھے۔ آپ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور پھر حسن بن عثیر کی طرف اور فرناتے، میرا یہ بیٹا سردار ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

حدَّثَنَا أَبُو مُوسَى عَنِ الْحَسَنِ سَمِعَ أَبَا بَكْرَةَ سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْمُبَرَّ وَالْحَسَنِ إِلَى جَنَبِهِ، يَنْظُرُ إِلَى النَّاسِ مَرَّةً وَإِلَيْهِ مَرَّةً وَيَقُولُ: ((أَبْنِي هَذَا سَيِّدُ، وَلَعَلَّ اللَّهُ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِتَنَنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ)). [راجع: ۲۷۰۴]

(۳۷۴۷) ہم سے مدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معتر

حضرت حسن بن عثیر کے متعلق پیش گوئی حضرت امیر معاویہ بن عثیر کے زمانہ میں پوری ہوئی جب کہ حضرت حسن بن عثیر اور حضرت معاویہ بن عثیر کی صلح سے بندگ کا ایک بڑا خطرہ ٹل گیا۔ اللہ والوں کی یہی نشانی ہوتی ہے کہ وہ خود نقصان برداشت کر لیتے ہیں مگر فتنہ فساد نہیں چاہتے۔

نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ میں نے اپنے والد سے نا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے ابو عثمان نے بیان کیا اور ان سے اسماعیل بن زید رضی اللہ عنہما عن النبی ﷺ کیا کہ میں کرم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اور حسن بن شعبہ کو کپڑ کریہ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے ان سے محبت ہے تو مجھی ان سے محبت رکھ۔ او کما قال۔

(۳۷۲۸) مجھ سے محمد بن حسین بن ابراہیم نے بیان کیا، کماکہ مجھ سے حسین بن محمد نے بیان کیا، کماہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے محمد نے اور ان سے انس بن مالک بن شعبہ نے کہ جب حضرت حسین بن شعبہ کا سر مبارک عبید اللہ بن زیاد کے پاس لا گیا اور ایک طشت میں رکھ دیا گیا تو وہ بد بخت اس پر لکڑی سے مارنے لگا اور آپ کے حلی اور خوبصورتی کے پارے میں بھی کچھ کماکہ میں نے اس سے زیادہ خوبصورت چہرہ نہیں دیکھا۔ اس پر حضرت انس بن شعبہ نے کماکہ حضرت حسین بن شعبہ رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔ انہوں نے وسہ کا خذاب استعمال کر رکھا تھا۔

(۳۷۲۹) ہم سے حجاج بن منیا نے بیان کیا، کماہم سے شعبہ نے بیان کیا، کماکہ مجھے عدی نے خبر دی، کماکہ میں نے براء بن شعبہ سے نا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حضرت حسن بن شعبہ آپ کے کائد ہے مبارک پر تھے اور آپ یہ فرمائے تھے کہ اے اللہ! مجھے اس سے محبت ہے تو مجھی اس سے محبت رکھ۔

(۳۷۵۰) ہم سے عبد ان نے بیان کیا، کماہم کو عبد اللہ نے خبر دی، کماکہ مجھے عمر بن سعید بن الحارث نے بیان کیا کہ میں ابن ابی طیکہ نے ان سے عقبہ بن حارث نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اٹھائے ہوئے ہیں اور فرمائے ہیں، میرے باپ ان پر فدا ہوں۔ یہ نبی کرم ﷺ سے مشابہ ہیں، علی سے نہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وہیں مکرار ہے تھے۔

(۳۷۵۱) مجھ سے سعید بن معین اور صدقہ نے بیان کیا، کماکہ میں

قال: سمعتُ أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ وَيَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَجِهَّمَا لَفَاحْتَهُمَا كُمَا قَالَ)). [راجع: ۳۷۲۵]

(۳۷۴۸) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا جَرِيزٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((أَتَيْتَ غَيْبَدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدَ بْنَ الْحُسَيْنِ فَجَعَلَ فِي طَسْتِ فَجَعَلَ يَنْكُتُ وَقَالَ فِي خَسْنَيْهِ شَيْنَا، فَقَالَ أَنَسُ: كَانَ أَشْهَدُهُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ مَخْصُونًا بِالْوَسْمَةِ)).

(۳۷۴۹) حَدَّثَنَا حَاجَاجُ بْنُ الْمُنْهَافِ حَدَّثَنَا شَبَّةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَدِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبْرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيِّ ﷺ، وَالْحَسَنَ عَلَى عَاتِقِهِ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَجِهَّمَا فَاحْمِهِ)).

(۳۷۵۰) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ عَنْ أَبِي أَبِي مُلِيْكَةَ عَنْ عَقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: ((رَأَيْتُ أَبَا بَكْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَحَمَلَ الْحَسَنَ وَهُوَ يَقُولُ: بِأَبِي شَيْبَةِ بِالنَّبِيِّ وَلَيْسَ شَيْبَةُ بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ)). [راجع: ۳۵۴۲]

(۳۷۵۱) حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعْنَى وَصَدَقَةً

محمد بن جعفر نے خبر دی، انس شعبہ نے، انس واقد بن محمد نے، انسیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابو بکر بن عبد الرحمن نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی خوشیوں (کی خوشیوں) آپ کے الٰہی بیت کے ساتھ (محبت و خدمت کے ذریعہ) تلاش کرو۔

قالا: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شَبَّةَ عَنْ وَالِيدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِينِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((قَالَ أَبُوبَكْرٌ: أَرْتُمُوا مُحَمَّداً لِلَّهِ لِي أَهْلِ هَبَّةٍ)).

[راجع: ۳۷۱۳]

(۳۷۵۲) مجھ سے ابراہیم بن موسی نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انسیں معمر نے، انسیں زہری نے اور انسیں حضرت انس بن مالک نے، اور عبدالرازاق نے بیان کیا کہ ہمیں معمر نے خبر دی، انسیں زہری نے اور ان سے حضرت انس بن مالک نے بیان کیا کہ حضرت حسن بن علی بن مالک سے زیادہ اور کوئی شخص نبی کریم ﷺ سے زیادہ مشابہ نہیں تھا۔

۳۷۵۲ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا ہشامُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ مَعْنَى عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنْسِ. وَقَالَ عَنْهُ الرُّزَّاقُ أَخْبَرَنَا مَعْنَى عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَنَّسُ قَالَ: ((لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَشَبَّ بِالنَّبِيِّ لِلَّهِ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ)).

عبدالرازاق کی روایت کو امام احمد اور عبد بن حمید نے روایت کیا ہے۔ اس سند کے بیان کرنے سے حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کی غرض یہ ہے کہ زہری رضی اللہ عنہ کا صالح حضرت انس سے ثابت ہو جائے۔

(۳۷۵۳) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غدر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابی یعقوب نے، انہوں نے ابین ابی نعم سے سن اور انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سن اور کسی نے ان سے محروم کے بارے میں پوچھا تھا، شعبہ نے بیان کیا کہ میرے خیال میں یہ پوچھا تھا کہ اگر کوئی شخص (احرام کی حالت میں) مکھی مار دے تو اسے کیا کفارہ دینا پڑے گا؟ اس پر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا، عراق کے لوگ مکھی کے بارے میں سوال کرتے ہیں جب کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے نواسے کو قتل کرچکے ہیں، جن کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ دونوں (نواسے حسن و حسین رضی اللہ عنہما) دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔

۳۷۵۳ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غَنْدُزَ حَدَّثَنَا شَبَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ سَمِعَتْ أَبْنَ أَبِي نَعْمَ سَمِعَتْ عَنْهُ اللَّهِ بْنِ عَمْرَ وَسَأَلَهُ عَنِ الْمُخْرِمِ - قَالَ شَبَّةُ أَخْسِبَهُ يَقْتَلُ الدُّبَابَ - قَالَ: أَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْأَلُونَ عَنِ الدُّبَابِ! وَقَدْ قَتَلُوا أَبْنَ أَبْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((هُمَا رِيحَانَتَايِّ مِنَ الدُّنْيَا)).

[طرفة فی : ۵۹۴].

گلزار رسالت کے ان ہر دو پھولوں کے مقابل بیان کرنے کے لیے دفاتر کی ضرورت ہے۔ احادیث مذکورہ سے ان کے مقابل کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ مسئلہ پوچھنے والا ایک کوئی تھا جنہوں نے حضرت حسین بن مالک کو شہید کیا تھا۔ اسی دن سے یہ مثال ہو گئی الکوفی لا یوفی یعنی کوفہ والے و قادر نہیں ہوتے۔

باب حضرت ابو بکر بن عبد الرحمن کے مولیٰ حضرت بلاں بن رباح رضی اللہ عنہما

۲۳ - بَابُ مَنَاقِبِ بِلَالٍ بْنِ رَبَاحٍ

کے فضائل

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ جنت میں اپنے آگے میں نے تمہارے قدوسوں کی چاپ سنی تھی۔

لشیخ رسول کریم ﷺ کے مشور موزون ہیں جن کے حالات بڑی تفصیل ہاتھی ہیں۔ اسلام لائے پر الٰہ کہنے ان کو بہت ہی سنتیلا تھا۔ خدا مسیح بن علیؑ اپنے ہاتھ سے اس کو اختیال ائمہ رضا تھا۔ خدا کی شان کہ جگ بد مریں پر ملکون حضرت مالاؑ ہی کی تکوار سے داخل جنم ہوا۔ اصلًا یہ جیشی تھے ۲۰۰ میں دشمن میں ان کا انتقال ہوا۔ رضی اللہ عنہ وارضا۔

۴- ۳۷۵۴ - حدَّثَنَا أَبُو نُعْمَانَ حَدَّثَنَا عَنْ عَبْدِ الرَّزْقِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ (۳۷۵۴) هم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزق بن ابی سلہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن مکدر نے کہا ہم کو جابر بن عبد اللہ ہی نہیں تھے۔ جابر نے خبر دی کہ حضرت عمر بن حیثیہ کا کرتے تھے کہ ابو بکر بن حیثیہ ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کو انہوں نے آزاد کیا ہے۔ ان کی مراد حضرت بلال جبشی بن حیثیہ سے تھی۔

۴- ۳۷۵۵ (۳۷۵۵) هم سے ابن نمير نے بیان کیا، ان سے محمد بن عبید نے کہا، ہم سے اسماعیل نے بیان کیا اور ان سے قیس نے کہ حضرت بلال بن حیثیہ نے حضرت ابو بکر بن حیثیہ سے کہا، اگر آپ نے مجھے اپنے لیے خریدا ہے تو پھر اپنے پاس ہی رکھئے اور اگر اللہ کے لیے خریدا ہے تو پھر مجھے آزاد کر دیجئے اور اللہ کے راستے میں عمل کرنے دیجئے۔

لشیخ ہوا یہ تھا کہ بلال بن حیثیہ کی وفات کے بعد صبرنا ہو سکا، ہر وقت اذان میں آپ کا نام آتا، آپ کی یاد سے قبر شریف کو دیکھ کر زخم تازہ ہوتا۔ اس لیے بلال بن حیثیہ میرہ منورہ سے چلے گئے، چو میئے کے بعد آئے تو آخر حضرت مسیح ﷺ کو خواب میں دیکھا، فرماتے ہیں، بلال! کیا ظلم ہے، تو نے ہم کو چھوڑ دیا۔ بلال نے حضرت فاطمہ بنو حیثیہ کا پوچھا، معلوم ہوا کہ انتقال پا گئیں۔ حضرت حسن بن حیثیہ اور حضرت حسین بن حیثیہ کو بلال کے لگایا، خوب روئے۔ لوگوں نے حسن بن حیثیہ سے کہا آپ کو تو بلال اذان دیں گے۔ انہوں نے فرمائیں کہ بلال بن حیثیہ اذان کے لیے کمرے ہوئے جب اشہد ان محمد رسول اللہ پر پسخے تو روئے بے ہوش ہو کر گرے، لوگ بھی روئے گئے۔ نبی اکرم ﷺ کی یاد سے ایک کرام بھی گیا۔ اللهم صل علیہ و بارک و سلم۔ ہمارے ہمراہ مرشد شیخ احمد محمد حنفیہ فرماتے ہیں، بلال بن حیثیہ جبشی تھے۔ اذان میں اشہد کے بدل اسہد کتے شین کو سین کتے گران کا اسد ہم لوگوں کے ہزار بار اشہد پر فضیلت رکھتا تھا۔ وہ عاشق رسول تھے ہم کہنے والے کار، یا اللہ! بلال بن حیثیہ کے کتش برداروں ہی میں ہم کو رکھ لے آئیں یا رب العالمین

(وحیدی)

باب حضرت عبد اللہ بن عباس رضی کا ذکر خیر

۴- بَابُ ذِكْرِ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا

یہ بحیرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے تھے، بڑے عالم، تفسیر قرآن میں ماہر، علوم ظاہری اور باطنی میں بے نظیر تھے۔ ۶۸ میں

طاائف میں انتقال ہوا۔ محمد بن حنفیہ نے ان پر نماز پڑھائی۔

(۳۷۵۶) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، ان سے خالد نے، ان سے عکرمہ نے کہ ابن عباس علیہ السلام نے کہا، مجھے نبی کریم ﷺ نے سینے سے لگایا اور فرمایا اے اللہ! اے حکمت کا علم مطافر فرمایا۔

آنحضرت ﷺ کی دعا کی برکت تھی کہ حضرت عبد اللہ بن عباس علیہ السلام علوم قرآن میں سب پر فویت لے گئے۔

باب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ
کے فضائل کا بیان

یہ بڑے بدار تھے۔ ان کا نسب نامہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ مرویں کعب میں مل جاتا ہے۔ چالس سال سے کچھ زاد عمر پر کریم میں شرِ حمل میں انتقال ہوا۔

(۳۷۵۷) ہم سے احمد بن وادی نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے کسی اطلاء کے پیچھے سے پلے زید، جعفر اور ابن رواح رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر صحابہ کو سنا دی تھی، آپ نے فرمایا کہ اب اسلامی علم کو زید رضی اللہ عنہ ہوئے ہیں اور وہ شہید کر دیئے گئے۔ اب جعفر رضی اللہ عنہ نے علم اٹھایا اور وہ بھی شہید کر دیئے۔ اب ابن رواح رضی اللہ عنہ نے علم اٹھایا اور وہ بھی شہید کر دیئے گئے۔ حضور اکرم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے پھر آپ نے فرمایا، اور آخر اللہ کی تکواروں میں سے ایک تکوار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے علم اٹھایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح عنایت فرمائی۔

باب حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ سالم رضی اللہ عنہ
کے فضائل کا بیان

(۳۷۵۸) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مروے نے، ان سے ابراہیم نے اور ان سے مسروق نے کہ عبد اللہ بن عمرو علیہ السلام کے یہاں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

۳۷۵۶ - حدَّثَنَا مُسْدَدٌ حدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ خَالِدِهِ عَنْ عَكْرِمَةَ عَنْ أَبِنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ضَعَنِي النَّبِيُّ إِلَى صَدْرِهِ وَقَالَ ((اللَّهُمَّ عَلِمْنِي الْحِكْمَةَ)). [راجح: ۷۵]

آنحضرت ﷺ کی دعا کی برکت تھی کہ حضرت عبد اللہ بن عباس علیہ السلام علوم قرآن میں سب پر فویت لے گئے۔

۲۵ - بَابُ مَنَاقِبِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ

رضی اللہ عنہ

۳۷۵۷ - حدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ وَاقِبٍ حدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُوبَ عَنْ حَمِيدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَعَنَّى زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيهِمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ: ((أَخْدَدَ الرَّأْيَةَ زَيْدَ فَأَصِيبَ، ثُمَّ أَخْدَدَ جَعْفَرَ فَأَصِيبَ، ثُمَّ أَخْدَدَ ابْنَ رَوَاحَ فَأَصِيبَ - وَعَيْنَاهُ تَدْرِقَانِ - حَتَّى أَخْدَدَهَا سَيْفٌ مِنْ سَيْفِ اللَّهِ - حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ)).

[راجح: ۱۲۴۶]

۲۶ - بَابُ مَنَاقِبِ سَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حَذِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

۳۷۵۸ - حدَّثَنَا سَلَيْمَانُ بْنُ حَزْبٍ حدَّثَنَا شَعْبَةَ عَنْ عَمْرُو بْنِ مَرْءَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: ذَكَرَ عَبْدُ اللَّهِ عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ

کا ذکر ہوا تو انہوں نے کامیں ان سے ہمیشہ محبت رکھوں گا کیونکہ میں نے رسول کرم ﷺ کو یہ فرماتے سنائے کہ چار اشخاص سے قرآن سیکھو، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، آنحضرت ﷺ نے ابتداء عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی کی اور ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ سالم، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے پوری طرح یاد نہیں کہ حضور ﷺ نے پہلے ابی بن کعب کا ذکر کیا یا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا۔

بن عمر و فقال : ذاك رجل لا أزال أحبه بعد ما سمعت رسول الله ﷺ يقول : ((استقرنوا القرآن من أربعة : من عبد الله بن مسعود فبدأ به، وسالم مولى أبي حذيفة، وأبي بن كعب، ومعاذ بن جبل . قال : لا أدرى، بدأ بأبي أو بمعاذ)). [أطراfe في : ٣٧٦٠، ٣٨٠٦، ٣٨٠٨، ٤٩٩٩]

حضرت سالم رضی اللہ عنہ اصل میں فارسی تھے اور حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کے غلام تھے، پرے فاضل اور قاری قرآن تھے۔

باب حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

۲۷- بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

یہ بنی ہذیل میں سے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے خادم خاص، سفر اور حضرت میں ہر جگہ آپ کی خدمت کرتے، پستہ قد اور خیف تھے۔ علم کے لحاظ سے بہت بڑے عالم زادہ اور فقیر تھے۔ ساٹھ سال سے زائد عمر پا کر ۳۶۲ میں انتقال کیا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

۳۷۵۹- حدثنا حفص بن عمر حدثنا شعبة عن سليمان قال: سمعت أبا وائل
قال سمعت مسروقا قال: قال عبد الله بن عمر
بن عمر: أن رسول الله ﷺ لم يكن فاحشا ولا متفحشا. وقال: ((إن من أحكם إليني أحسنكم أخلاقا)). [راجع: ۳۵۵۹]

(۳۷۶۰) اور آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید چار آدمیوں سے سیکھو، عبد اللہ بن مسعود، ابو حذیفہ کے مولیٰ سالم، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہم) سب سے عمده ہوں۔

(۳۷۶۱) ابی ایم نے اسے ابو عوانہ نے، اس سے مغیرہ نے، اسے ابراہیم نے، اس سے علقمہ نے کہ میں شام پہنچا تو سب سے پہلے میں نے دور کعت نماز پڑھی اور یہ دعا کی کہ اے اللہ!

۳۷۶۱- حدثنا موسى عن أبي عوانة عن مغيرة عن إبراهيم عن علقمة ((دخلت الشام فصليت ركعتين فقلت :

[راجع: ۳۷۵۸])

۳۷۶۲- حدثنا موسى عن أبي عوانة عن مغيرة عن إبراهيم عن علقمة ((دخلت الشام فصليت ركعتين فقلت :

مجھے کسی (نیک) ساتھی کی محبت سے فیض یا بی کی توفیق عطا فرم۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ آرہے ہیں۔ جب وہ قریب آگئے تو میں نے سوچا کہ شاید میری دعا قبول ہو گئی ہے۔ انہوں نے دریافت فرمایا، آپ کا وطن کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں کوفہ کا رہنے والا ہوں، اس پر انہوں نے فرمایا، کیا تمہارے یہاں صاحب نعلین، صاحب وساude و مطہرہ (عبداللہ بن مسعود رضوی) نہیں ہیں؟ کیا تمہارے یہاں وہ صحابی نہیں ہیں جنہیں شیطان سے (اللہ کی) پناہ مل چکی ہے۔ (یعنی عمار بن یاس رضوی) کیا تمہارے یہاں سوتہ رازوں کے جانے والے نہیں ہیں کہ جنہیں ان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ (پھر دریافت فرمایا) ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود رضوی) آیت واللیل کی قرأت کس طرح کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ «واللیل اذا يغشى والنہار اذا تجلى والذکر والانثی» آپ نے فرمایا کہ مجھے بھی رسول اللہ ﷺ نے خود اپنی زبان مبارک سے اسی طرح سکھلایا تھا۔ لیکن اب شام والے مجھے اس طرح قرات کرنے سے ہٹانا چاہتے ہیں۔

(۳۷۶۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے عبد الرحمن بن زید نے بیان کیا کہ ہم نے حضرت جذیفہ رضوی سے پوچھا کہ صحابہ میں نبی کریم ﷺ سے عادات و اخلاق اور طور و طریق میں سب سے زیادہ قریب کون سے صحابی تھے؟ تاکہ ہم ان سے یکھیں۔ انہوں نے کہا کہ اخلاق، طور و طریق اور سیرت و عادات میں ابن ام عبد سے زیادہ آخر پڑتے ہیں سے قریب اور کسی کو میں نہیں سمجھتا۔

ابن ام عبد سے مراد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضوی ہیں۔

(۳۷۶۳) مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن یوسف بن ابو اسحاق نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، کہا کہ مجھ سے اسود بن زید نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضوی سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں اور میرے بھائی یعنی سے (مدینہ طیبہ) حاضر ہوئے اور ایک

اللّهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلَّيْسًا. فَرَأَيْتُ هَيْنَا
مُقْبَلًا، فَلَمَّا دَنَّا قَلَّتْ: أَرْجُوا أَنْ يَكُونَ
اسْتِحْبَابُ اللّهِ. قَالَ: مِنْ أَنْنَ أَنْتَ؟ قَلَّتْ
مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، قَالَ: أَفَلَمْ يَكُنْ فِيْكُمْ
صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادِ الْمُطَهَّرَةِ؟ أَوْ
لَمْ يَكُنْ فِيْكُمُ الْذِي أَجِيزَ مِنَ الشَّيْطَانِ؟
أَوْ لَمْ يَكُنْ فِيْكُمْ صَاحِبُ السُّرُّ الْذِي لَا
يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ؟ كَيْفَ قَرَأَ ابْنُ أَمِّ عَنْدِ
﴿وَاللَّلِيلِ﴾ فَقَرَأَتْ: ﴿وَاللَّلِيلِ إِذَا يَغْشِيْ،
وَالنَّهَارِ إِذَا تَجْلِيْ، وَالذَّكْرِ وَالْأَنْثَى﴾
قَالَ: أَفْرَأَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاهُ إِلَى فِيْ، فَلَمَّا زَالَ هَوْلَاءِ حَتَّى كَادُوا
يَرْدُونِي)).

۳۷۶۲ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَزَبٍ حَدَّثَنَا
شَعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
بْنِ زِيدٍ قَالَ: ((سَأَلْنَا حَدِيْقَةَ عَنْ رَجُلٍ
قَرِيبِ السُّمْتِ وَالْمَهْدِيِّ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ
حَتَّى نَأْخُذَ عَنْهُ، فَقَالَ: مَا أَغْرِفُ أَحَدًا
أَقْرَبَ سَمْنَاتِ وَهَدْتِيَا وَدَلَّا بِالنَّبِيِّ ﷺ مِنْ
ابْنِ أَمِّ عَنْدِي)). [طرفة في : ۶۰۹۷].

۳۷۶۳ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْفَلَاءِ حَدَّثَنَا
إِبْرَاهِيمَ بْنَ يُوسُفَ بْنَ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ:
حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي
الْأَسْوَدَ بْنَ يَزِيدَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مُوسَى
الأشْعُرِيَّ يَقُولُ: ((قَيْمَتُ أَنَا وَأَنْجَى مِنْ

زمانے تک یہاں قیام کیا۔ ہم اس پرے عرصہ میں یہی سمجھتے رہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کسم شیخیل کے گھرانے ہی کے ایک فرد ہیں، کوئی کہ حضور ﷺ کے گھر میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ کا (بکثرت) آناباہم خود دیکھا کرتے تھے۔

باب حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا بیان

(بڑوں کی لغزش) حضرت مولانا وحید الزماں مرحوم کی خدمات ستری حرفوں سے لکھنے کے قتل ہیں مگر کوئی انسان بھول چوک سے معصوم نہیں ہے۔ صرف انبیاء ﷺ کی ذات ہے جن کی حنفیت اللہ پاک خود کرتا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ذکر کے سلسلے میں مولانا مرحوم کے قلم سے ایک نامناسب بیان نکل گیا ہے۔ الفاظ یہ ہیں:

”ترجم کرتا ہے، صحابت کا ادب ہم کو اس سے مانع ہے کہ ہم معاویہؑ کے پارے میں کچھ کہیں۔ لیکن کچھ بات یہ ہے کہ ان کے دل میں آخر خضرت میں پھیل کے الہ بیت کی محبت نہ تھی۔ مختصرًا“

دولوں کا جاننے والا صرف باری تعالیٰ ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں مرحوم کا یہ لکھنا مناسب نہ تھا۔ خود ہی صحابت کے ادب کا اعتراف بھی ہے اور خود ہی ان کے صیرپر حملہ بھی، ائمۃ اللہ اہلیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی اس لغزش کو معاف فرمائے اور خشر کے میدان میں سب کو آیت کریمہ ((وَتَرْغَبُهُمْ فِي مَذْوِو رَبِّهِمْ فَإِنْ عَلِمُوا)) (الاعراف: ۳۳) کا مصدقہ بنائے آئیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے پھچا ہوتے ہیں لہبڑ ۸۲ سال ۱۴۰ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شرد مشق میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

(۳۷۶۴) کما ہم سے حسن بن بشیر نے بیان کیا، ان سے عثمان بن اسود نے اور ان سے اہن ابی طیکہ نے بیان کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد و ترکی نماز صرف ایک رکعت پڑھی۔ وہیں حضرت اہن عباس رضی اللہ عنہ کے مولیٰ (کریب) بھی موجود تھے۔ جب وہ حضرت اہن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک رکعت و ترکا ذکر کیا) اس پر انسوں نے کہا، کوئی حرج نہیں ہے۔ انسوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی ہے۔

یقیناً ان کے پاس حضور ﷺ کے قول و فعل سے کوئی دلیل ہوگی۔

(۳۷۶۵) ہم سے اہن ابی مریم نے بیان کیا، کما ہم سے نافع بن عمر نے بیان کیا، کما مجھ سے اہن ابی طیکہ نے بیان کیا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں۔ انسوں نے و ترکی نماز صرف، ایک رکعت پڑھی ہے؟ انسوں نے کہا کہ وہ خود فقیہ ہیں۔

الیمن، فمکتنا حیناً ما نَرَى إِلَّا أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودَ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ، لِمَا نَرَى مِنْ دُخُولِهِ وَدُخُولِ أُمَّةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ)). [طرفة فی: ۴۳۸۴]

۲۸ - بَابُ ذِكْرِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفَيْفَانَ

(بڑوں کی لغزش) حضرت مولانا وحید الزماں مرحوم کی خدمات ستری حرفوں سے لکھنے کے قتل ہیں مگر کوئی انسان بھول چوک سے معصوم نہیں ہے۔ صرف انبیاء ﷺ کی ذات ہے جن کی حنفیت اللہ پاک خود کرتا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ذکر کے سلسلے میں مولانا مرحوم کے قلم سے ایک نامناسب بیان نکل گیا ہے۔ الفاظ یہ ہیں:

”ترجم کرتا ہے، صحابت کا ادب ہم کو اس سے مانع ہے کہ ہم معاویہؑ کے پارے میں کچھ کہیں۔ لیکن کچھ بات یہ ہے کہ ان کے دل میں آخر خضرت میں پھیل کے الہ بیت کی محبت نہ تھی۔ مختصرًا“

(۳۷۶۴) - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ يَسْعَى حَدَّثَنَا الْمُعَاافِي عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِي مَلِكَةَ قَالَ: ((أَوْتَرَ مُعَاوِيَةَ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرَحْكَةٍ وَعِنْدَهُ مَوْلَى لَانِ عَبَّاسٍ، فَاتَّى أَبْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: دَعْهُ فَإِنَّهُ صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)).

[طرفة فی: ۳۷۶۵].

بن عمر حديثی اہن ابی مریم حضرت اہن نافع بن عمر حديثی اہن ابی ملکة قیل لانی عباس: هلن لک فی امیر المؤمنین معاویۃ فلانہ ما اوتَرَ إِلَّا بِوَاجِدَۃ، قَالَ: ((إِنَّهُ فَقِیہ)). [راجح: ۳۷۶۴]

ایک رکعت۔ خود رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ غالباً اسی حدیث پر حضرت معاویہ بن خوش کا عمل تھا۔ جماعت اہل حدیث کا آن بھی اکثر اسی حدیث پر عمل ہے۔ یوں تو ۳۔ ۵۔ ۷۔ رکعات و ترکیبی جائز ہیں مگر تو آخری ایک رکعت تن کا نام ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے جواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حضرت معاویہؓ کو فقیہ جانتے تھے اور ان کے عمل شرعی کو جنت گردانے تھے۔ اس سے بھی حضرت معاویہ بن خوش کی منقبت ثابت ہوتی ہے اور یہی ترجیح بابے سے مطابقت ہے۔

۳۷۶۶ - حدیثیْ عَمِّرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا (۲۶۷) مجھ سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابوالثیاج نے بیان کیا، انہوں نے حمran بن ابان سے سنا کہ معاویہ بن خوش نے کہا تم لوگ ایک خاص نماز پڑھتے ہو۔ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کی محبت میں رہے اور ہم نے کبھی آپؐ کو اس وقت نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ بلکہ آپؐ نے تو اس سے منع فرمایا تھا۔ حضرت معاویہ بن خوش کی مراد عصر کے بعد دو رکعت نماز سے تھی۔ (جسے اس زمانے میں بعض لوگ پڑھتے تھے)

باب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل کا بیان

اور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ

فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحب زادی اور آپؐ کو نہایت عزیز تھیں۔ ان کا لکھ حضرت علی بن خوش سے ۲۵ میں ہوا۔ حسن بن خوش، حسین بن خوش اور عحسن بن خوش تین لاکے اور تین لاکیاں زینب، ام کلثوم اور رقیہ پیدا ہوئیں۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے چھ مینے یا آٹھ مینے بعد ان کا انتقال ہوا۔ چوپیں، یا انہیں یا تمیں برس کی عمریاں علی اختلاف الاقوال۔ یعنی (وجیدی)

(۲۶۷) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے ابن ابی ملیک نے اور ان سے حضرت سوربن خرمہ رضی اللہ عنہم نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

فاطمہ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے جس نے اسے ناراض کیا اس نے

محبے ناراض کیا۔

اس حدیث کو امام بخاری رضی اللہ عنہ باب علامات النبوة میں دوسری سند سے وصل کیا ہے۔ حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ یہ حدیث قوی دلیل ہے اس بات پر کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے زمانہ والی اور اپنے بعد والی سب عورتوں سے افضل ہیں۔

باب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

کی فضیلت کا بیان

ان کی کنیت ام عبد اللہ تھی۔ حضرت صدیق اکبر بن خوش کی صاحبزادی ہیں اور رسول کریم ﷺ کی خاص پیاری یہوی ہیں۔ یہی ہی

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ أَبِي الْيَّاجِ قَالَ : سَمِعْتُ حُمَرَانَ بْنَ أَبَانَ عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((إِنَّكُمْ لَتُصَلُّونَ صَلَّةً لَقَدْ صَحَّتْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَمَا رَأَيْنَاهُ يُصَلِّيهَا، وَلَقَدْ نَهَى عَنْهُمْ، يَغْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ)). (راجع: ۵۸۷)

۲۹ - بَابُ مَنَاقِبِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((فَاطِمَةُ سَيِّدَ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ))

لشیخ آنحضرت ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحب زادی اور آپؐ کو نہایت عزیز تھیں۔ ان کا لکھ حضرت علی بن خوش سے ۲۵ میں ہوا۔ حسن بن خوش، حسین بن خوش اور عحسن بن خوش تین لاکے اور تین لاکیاں زینب، ام کلثوم اور رقیہ پیدا ہوئیں۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے چھ مینے یا آٹھ مینے بعد ان کا انتقال ہوا۔ چوپیں، یا انہیں یا تمیں برس کی عمریاں علی اختلاف الاقوال۔ یعنی (وجیدی)

(۳۷۶۷) حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا أَبْنُ عَيْنَةَ عَنْ عَمِّرُو بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي مُلِيْكَةَ عَنْ أَمْسِوْرَ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ((فَاطِمَةَ بَضْعَةَ مِنِّي، فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي)).

۳۰ - بَابُ فَضْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

عالہ، فاضلہ، مجتہدہ اور فتحی البیان تھیں۔ خلافت معاویہ مکہ زندہ رہیں۔ ۵۸ ہجری میں وفات پائی۔ رمضان المبارک کی ۲۷ تاریخ کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ارشادہ نے ان پر نماز جنازہ برٹھا۔ رضی اللہ عنہا و ارشادہ۔

(۲۸۷۳) ہم سے بھی بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیٹھ نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شاہب نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا، اے عائش! یہ جبریل ﷺ تشریف رکھتے ہیں اور تمہیں سلام کرتے ہیں۔ میں نے اس پر جواب دیا و علیہ السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ، آپؐ وہ چیز ملاحظہ فرماتے ہیں جو مجھ کو نظر نہیں آتی۔

٣٧٦٨ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكِيرٍ حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ قَالَ أَبْوُ
سَلَمَةَ: إِنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا: ((يَا عَائِشَ هَذَا
جَبْرِيلٌ يُقْرِنُكِ السَّلَامَ فَقُلْتَ: وَعَلَيْهِ
السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، تَرَى مَا لَا
أَرَى. تُرِيدُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)).

اراجع: ۳۲۱۷

آپ کی مراد نبی کریم ﷺ سے تھی۔

٣٧٦٩ - حَدَّثَنَا آدُمُ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ وَأَخْبَرَنَا شَعْبَةُ عَنْ عَمْرُو بْنِ مُرَيَّةَ عَنْ مُرَيَّةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضي الله عنه قال رسول الله عليه السلام: ((كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ، وَلَمْ يَكُمِلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرِيْمُ بْنَتِ عَمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ. وَفَضَلَّ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفْضَلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَابِرِ الطَّعَامِ)).

[راجع: ۱۳۴۱]

(۳۷۸) ہم سے عبدالعزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے
محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے عبدالله بن عبد الرحمن نے اور
انسون نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انسون نے
بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنائے کہ
عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت اور
تمام کھانوں سے۔

(۱۷۳) محمد بن بشار نے مجھ سے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوباب بن

-٣٧٧٠ حدثنا عبد العزيز بن عبد الله
قال: حدثني محمد بن جعفر عن عبد الله بن عبد الرحمن أنه سمع أنس بن مالك رضي الله عنه يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((فضل عائشة على النساء كفضل الثريد على الطعام)).
-٣٧٧١ حدثني محمد بن بشير حدثنا

عبدالجبار بن عبدالمجيد حدثنا ابن عون عن أبي همزة اليماني عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما يبادر بـ(أَنَّ عَائِشَةَ اسْتَكْنَتْهُ فَجَاءَ أَبْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ : يَا أَمَّا الْمُؤْمِنُونَ تَقْدِمُنَ عَلَى فَرَطِ صِدْقٍ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ وَعَلَى أَبِي بَكْرٍ) .

عَوْنَ عَنْ الْفَارِسِ بْنِ مُحَمَّدٍ ((أَنَّ عَائِشَةَ جَاءَ أَبْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ : يَا أَمَّا الْمُؤْمِنُونَ تَقْدِمُنَ عَلَى فَرَطِ صِدْقٍ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ وَعَلَى أَبِي بَكْرٍ)).

طرفاہ فی : ۴۷۵۳۔ ۴۴۵۴۔

(۳۷۷۲) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غدر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم نے اور انہوں نے ابووالکل سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جب علی بن بشیر نے عمار اور حسن بن عاصی کو کوفہ بھیجا تھا تاکہ لوگوں کو اپنی مدد کے لیے تیار کریں تو عمار بن بشیر نے ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا، مجھے بھی خوب معلوم ہے کہ عائشہ بنت زید رسول اللہ ﷺ کی زوج ہیں اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، لیکن اللہ تعالیٰ تمہیں آزمانا چاہتا ہے کہ دیکھے تم علی بن بشیر کا اتباع کرتے ہو (جو برحق خلیفہ ہیں) یا عائشہ بنت زید کا۔

طرفاہ فی : ۷۱۰۱۔ ۷۱۰۰۔

لشیخ حضرت عائشہ بنت زید لوگوں کے بھر کانے میں آگئیں اور حضرت علی بن بشیر سے اس بات پر لڑنے کو مستعد ہو گئیں کہ وہ حضرت عثمان بن بشیر کے قاتلوں سے قصاص نہیں لیتے۔ حضرت علی بن بشیر یہ کہتے تھے کہ پلے سب لوگوں کو ایک ہو جانے دو، پھر اچھی طرح دریافت کر کے جس پر قتل ثابت ہو گا اس سے قصاص لیا جائے گا۔ خدا کے حکم سے یہ آیت مراد ہے «وَفَزْنُ فِي يَوْمِكُنْ» (الازاحۃ: ۳۳) جو خاص آنحضرت ﷺ کی یوں کیلئے اتری ہے۔ یہاں تک ام المؤمنین حضرت ام سلمہ فرماتی تھیں میں تو اونٹ پر سوار ہو کر حرکت کرنے والی نہیں جب تک آنحضرت ﷺ سے نہ مل جاؤں یعنی مرنے تک اپنے گھر میں رہوں گی۔ حافظ نے کہا، حضرت عائشہ بنت زید اور حضرت علی بن بشیر اور زید بن بشیر یہ سب حضرات مجتہد تھے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ مسلمانوں میں آپس کے اندر اتفاق کر دینا ضروری ہے اور یہ اس وقت تک ممکن نہ تھا جب تک کہ حضرت عثمان بن بشیر کے قاتلین سے قصاص نہ لیا جاتا۔ (وحیدی)

(۳۷۷۳) ہم سے عبد بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسمامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ بنت زید نے کہ (نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں جانے کے لیے) آپ نے (اپنی بیوی) اسماء بنت زید سے ایک ہار عاریاً لے لیا تھا، اتفاق سے وہ راستے میں کہیں گم ہو گیا۔ حضور ﷺ نے اسے تلاش کرنے کے لیے چند صحابہ کو بھیجا۔ اس دوران میں نماز کا وقت ہو گیا تو ان حضرات نے بغیر وضو کے نماز پڑھ لی پھر جب آنحضرت ﷺ کی

آبوأسامة عن هشام عن أبيه ((عن عائشة رضي الله عنها أنها استغارت من أسماء قladة فهلكت، فأرسل رسول الله ﷺ ناساً من أصحابه في طلبها، فاذكرهم الصلاة، فصلوا بغير وضوء، فلما أتوا النبي ﷺ شکوا ذلك إليه،

خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ سے صورت حال کے متعلق عرض کیا، اسکے بعد قیم کی آیت نازل ہوئی۔ اس پر ایسید بن حضرت بنو شہر نے کہا، تمہیں اللہ تعالیٰ جزاۓ خیر دے۔ خدا کی قسم تم پر جب بھی کوئی مرحلہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے نکلنے کی سہیل تمارے لیے پیدا کر دی اور تمام مسلمانوں کے لیے بھی اس میں برکت پیدا فرمائی۔

(۳۷۷) مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے کہ رسول کریم ﷺ اپنے مرض الوقات میں بھی ازواج مطہرات کی باری کی پابندی فرماتے رہے البتہ یہ دریافت فرماتے رہے کہ کل مجھے کس کے بیان ٹھہرنا ہے؟ کیونکہ آپ حضرت عائشہؓ کی باری کے خواہاں تھے۔ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ جب میرے بیان قیام کا دن آیا تو آپؐ کو سکون ہوا۔

اب آپ نے یہ پوچھنا چھوڑ دیا کہ کل میں کہاں رہوں گا۔ حافظ نے بھکی سے نقل کیا کہ ہمارے نزدیک پہلے حضرت فاطمہؓ افضل ہیں پھر خدیجہؓ پھر عائشہؓ ہی ہیں۔ امام ابن تیمیہؓ نے خدیجہؓ اور عائشہؓ میں توقف کیا ہے۔ امام ابن قیم نے کہا، اگر فضیلت سے مراد کثرت ثواب ہے تو حضرت عائشہؓ افضل ہیں۔ اگر خاندانی شرافت مراد ہے تو حضرت فاطمہؓ افضل ہیں۔

(۳۷۸) ہم سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے حجاج نے کہا، ہم سے ہشام نے، انہوں نے اپنے والد (عروہ) سے، انہوں نے کہا کہ لوگ آنحضرت ﷺ کو تھنے بھیجنے میں حضرت عائشہؓ کی بیانی کی باری کا انتقال کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کی بیانی کہتی ہیں کہ میری سوکنیں سب ام سلمہؓ کے پاس گئیں اور ان سے کہا، اللہ کی قسم لوگ جان بوجہ کراپنے تھے اس دن بھیتے ہیں جس دن حضرت عائشہؓ کی باری ہوتی ہے۔ ہم بھی حضرت عائشہؓ کی طرح اپنے لیے فائدہ چاہتی ہیں۔ اس لیے تم آنحضرت ﷺ سے کو کہ آپؐ لوگوں کو فرمادیں کہ میں جس بھی بیوی کے پاس ہوں جس کی بھی باری ہو اسی گھر میں تھنے بھیج دیا کرو۔ ام سلمہؓ کی بیانی نے یہ بات آنحضرت ﷺ کے سامنے بیان کی، آپؐ نے کچھ بھی جواب نہیں دیا۔

فَتَرَأَتِ آتِيَةَ التَّيْمَ، فَقَالَ أَسِيدُ بْنُ حَضِيرٍ
جَزَّاكِ اللَّهُ خَيْرًا، قَوْلَ اللَّهِ مَا نَزَّلَ بِكَ أَمْرًا
قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ لَكَ بِهِ مَغْرِبًا، وَجَعَلَ
لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ بَرَكَةً۔

[راجع: ۳۳۴]

حَدَّثَنِي عَيْنِدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ
حَدَّثَنَا أَبُو أَسَادَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي مَرْضِيهِ جَعَلَ
يَدُورُ فِي نِسَانِهِ وَيَقُولُ: (إِنِّي أَنَا غَدَا)
جِرْصًا عَلَى بَيْتِ عَائِشَةَ، قَالَتْ عَائِشَةَ:
فَلَمَّا كَانَ يَوْمِ سُكُنِ).

[راجع: ۸۹۰]

لِتَشْرِيفِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ
الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادَ حَدَّثَنَا هِشَامَ عَنْ
أَبِيهِ قَالَ: ((كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَذَا يَاهِمْ
يَوْمَ عَائِشَةَ، قَالَتْ عَائِشَةَ: فَاجْتَمَعَ
صَوَاحِبِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ: يَا أُمَّ
سَلَمَةَ، وَاللَّهِ إِنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَذَا يَاهِمْ
يَوْمَ عَائِشَةَ، وَإِنَّا نَرِيدُ الْخَيْرَ كَمَا تَرِيدُهُ
عَائِشَةَ، فَمُرِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْمُرَ
النَّاسَ أَنْ يَهْدُوا إِلَيْهِ حَيْثُمَا كَانَ، أَوْ
حَيْثُمَا ذَارَ، قَالَتْ: فَذَكَرَتْ ذَلِكَ أُمُّ
سَلَمَةَ لِلْسُّنْنِ، قَالَتْ فَاغْرِضْ عَنِي فَلَمَّا

انہوں نے دوبارہ عرض کیا جب بھی ہواب نہ دیا۔ پھر تیری بار عرض کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اے ام سلمہ! عائشہؓ کے بارے میں مجھ کونہ ستاؤ۔ اللہ کی قسم! تم میں سے کسی یوں کے لحاف میں (جو میں اور ہتنا ہوں سوتے وقت) مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی ہاں (عائشہ کا مقام یہ ہے) ان کے لحاف میں وحی نازل ہوتی ہے۔

غاذِ الٰی ذکرَتْ لَهُ ذَلِكَ، فَأَغْرَى مَنْ سَوَّ
فَلَمَّا كَانَ فِي الْأَقْدَمِ ذَكَرَتْ لَهُ فَقَالَ: ((يَا
أُمَّ سَلَمَةَ، لَا تُؤْذِنِي فِي عَانِشَةَ، فَإِنَّهُ
وَاللَّهُ مَا نَزَّلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَأَنَا فِي لِحَافِ
أَمْرَأَةٍ مِنْكُنْ غَيْرِهَا)). [راجح: ۱۲۵۷۴]

لشیخ من حافظ نے کہاں سے عائشہؓ کی فضیلت خدیجہؓ پر لازم نہیں آتی بلکہ ان یوں پر فضیلت نہیں ہے جو عائشہؓ پر
آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں موجود تھیں اور ان کے کپڑوں میں وحی نازل ہونے کی وجہ یہ ممکن ہے کہ ان کے والد ماجد حضرت ابو بکرؓ پر
آنحضرت ﷺ کے خاص ساتھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی صاحبزادی کو بھی یہ برکت دی۔ یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ حضرت عائشہؓ پر
حضور ﷺ کی خاص پیاری یوں تھیں یا یہ وجہ ہو کہ وہ کپڑوں کو بہت صاف رکھتی ہوں گی۔ الغرض ذالک فضل اللہ یوں ہے من یشاء۔
دوسری حدیث میں ہے کہ پھر ان یوں نے حضرت فاطمہؓ سے سفارش کرائی۔ آپؐ نے فرمایا کہ بیٹی اگر تو مجھ کو چاہتی ہے تو عائشہؓ
پر ہنسنا سے محبت کر۔ انہوں نے کہا کہ اب میں اس بارے میں کوئی دخل نہ دوں گی۔ قتلانی اور کمانی نے کہا ہے کہ احادیث کی گفتگی کی
رو سے اس مقام پر صحیح بخاری کا نصف اول پورا ہو جاتا ہے۔ گوپاروں کے لحاظ سے پندرھویں پارہ پر نصف اول پورا ہوتا ہے۔

